سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

یہ کتاب نعم البدل مولود شریف اس مراد سے تالیف ہوئی ہے کہ اس ذکر صحبت مولود شریف مین
کہ افضل العبادت خیر الاذکار ہے بہت افراط و تفریط ایسے واقع ہوگئے ہین کہ وہ صورت عبادت کی نہ رہی
انتک کہ خاص علما اور فقہاے کاملین اہل سنت مین اختلاف ہوکر دو فریق ہوگئے ایک بحکم کلیہ کل بدعۃ ضلالۃ الی آخرہ
ضلالت جانتے ہین اور فریق ثانی بمنزلہ فاذکرونی اذکرکم مثل اسکے عبادت جانتے ہین اسکے سواے بعض بعض
جگہ دخل مزامیر اور شاعری اور موسیقی اور رقص سرود اور تشابہہ رسم ہنود نے مانعین کے قول کو زیادہ تر قوت دی
یہانتک اس اختلاف فقہا کو ترقی ہوئی کہ شاید مقام بنارس مین درمیان علماے فریقین کے بڑا مباحثہ از روی اخبار معلوم ہوا کہ مانعین کی حجت
غالب آئی اور قائلین ملزم اور منتہی ہوئے پس جب دیکھا گیا کہ غلبہ انکی حجت کا بحکم کلیہ بدعت ہے ذکر خیر مین خیر الاذکار کا مرجوح ہوا جاتا ہے لہذا ضرور تر
ہوا کہ ایک کتاب ایسی تالیف ہو کہ اطلاق کلیہ بدعت کا بھی اسپر صادق نہ آوے اور فساد موسیقی اور تشابہ رسم ہنود کا باقی نہ رہے لہذا یہ کتاب

[illegible] نعم البدل [illegible]

لکھنا ضرور ہوا اور وجہ تسمیہ وہی اسم بامسمی کی بجاے خود کتاب مین مرقوم ہے پس اس کتاب کے مضامین مین رعایت ضروری ہوئی
کہ فضائل حبیب خدا کی اسی خدا کی کلام سے بالفاظہ و عبارۃ لکھے جاوین اور صورت صحبت کذائی مجلس خاص ولادت و تعیین روز اور تاریخ
اور تاریخ کی بھی بدل دی جاوے تا تشابہہ رسم ہنود میلاد کنہیا اور اطلاق بدعت اور دخل مزامیر اور موسیقی اور رقص سرود وغیرہ بدعات
اور بدعات کی گنجایش باقی نہ رہے محض قال اللہ اور ذکر اللہ ترجمہ اور تفسیر آیات واحادیث کا باقی رہ جاوے اس خالص ذکر اللہ مین
ہرگز اطلاق بدعت کا نہین ہوسکتا اور قطعا ممانعت مین وہی مطارحات او تردید ہمہ گیر ہے لہذا محبوب الٰہی کی ثنا و صفت اسی محب حقیقی
کی کلام سے زیبا معلوم ہوئی سُبْحَانَكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ ؎ چارہ حمد و ثنا تو بود * خود حمد و
ثناے تو سزای تو بود * پس اس طرز و بیان سے امید خدا سے ہے کہ وہ سب اختلاف اتفاق سے بدل ہو جاوے اور کسی فریق امت محمدی
ہفتاد و دو ملت کو کلام الٰہی مین کلام ہو کہ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ آیا ہے فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ

بعونہ تعالیٰ در مطبع منشی نول کشور بمقام کانپور بعد حسن خوبی طبع شد

۶ ورق

فہرست کتب

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب اردو میلاد شریف وغیرہ درج کیجاتی ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اُسی درجہ اور مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

میلاد شریف وغیرہ دیگر کتب متعلقہ

میلاد شریف - موسوم بہ مدح پیغمبر از مرزا علیجان متخلص بہ بہار

مولود شریف شہیدی واضح قلم - مصنفہ مولوی غلام امام شہید الہ آبادی -

ایضاً متوسط قلم -

مولود شریف عزیزیہ - از حافظ عبد العزیز لکھنوی -

مولود شریف جدید - از مولوی احمد خان صوفی -

زیور ایمان مولود شریف - عورات و مستورات کی زبان مین از مولوی محمد انور علی

رشید المومنین - عربی و اردو رسالہ نایاب متضمن احوال دوزخ و قیامت از محمد سلطان -

گلزار نعمت - از منشی رحمان علی مطبوعہ نظامی -

محامد النبی - مولفہ مولوی حامد علی صاحب

علامات القیامۃ مصنفہ مولوی محمد خلیل الرحمن

کلمات قدسیہ الہامات غوثیہ - مصنفہ شیخ فتح علی -

فضائل الشہور والصیام - سال کے ہر ماہ کے فضائل و عبادات بہ ثبوت احادیث و آیات -

سُبحَانَکَ لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا اِنَّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ

یہ کتاب نعم البدل امولود شریف اس مراد سے تالیف ہوئی ہے کہ اس ذکر صحبت مولود شریف مین کہ افضل العبادت خیر الاذکار ہے بہت افراط و تفریط ایسے واقع ہوئے ہین کہ وہ صورت عبادت کی نر ہی یہانتک کہ خاص علما اور فقہاے کاملین اہل سنت مین اختلاف ہوکر دو فریق ہوگئے ایک بحکم کلیہ کل بدعۃ ضلالۃ الی آخرہ ضلالت جانتے ہین اور فریق ثانی بعنبر لہٗ فاذکروا فی اذکرکم منتہلے عبادت جانتے ہین اسکے سواے بعض بعض جگہ دخل مزامیر اور شاعری اور موسیقی اور رقص و سرود اور تشابہ رسم ہنود نے مانعین کے قول کو زیادہ تر قوت دی یہانتک اس اختلاف فقہا کو ترقی ہوئی کہ شاید مقام بنارس مین بھی میان علماے فریقین کے بڑا مباحثہ از روی اخبار معلوم ہوا کہ مانعین کی حجت غالب آئی اور قائلین ملزم اور بند ہوے پس جب کہ دیکھا گیا کہ غلبہ اس حجت حکم کلیہ بدعت سے ذکر خیر مین خیر الاذکار کا مرجوح ہوا جاتا ہے لہذا ضرور ہوا کہ ایک کتاب ایسی تالیف ہو کہ اطلاق کلیہ بدعت کا بھی اسپر صادق نہ آوے اور فساد موسیقی اور تشابہ رسم ہنود کا باقی نرہے لہذا یہ کتاب

اسرار النبوات وفضائل النبوت نعم البدل مولود شریف

لکھا ضرور ہوا وجہ تسمیہ دوہری اسم با مسمی کی بجاے خود کتاب مین مرقوم ہے پس اس کتاب کے مضامین مین یہ رعایت ضرور ہوئی کہ فضائل حبیب خدا کی اسی خدا کی کلام سے با الفاظہ و عباراتہ لکھے جاوین اور صورت صحبت کذائی مجلس خاص ولادت و تعیین روز اور تاریخ کی بھی بدل دی جاوے تا تشابہ رسم ہنود میلاد کنہیا اور اطلاق بدعت و دخل مزامیر اور موسیقی اور رقص و سرود وغیرہ منہیات اور بدعات کی گنجایش باقی نرہے محض قال اللہ اور ذکر اللہ ترجمہ اور تفسیر آیات و احادیث کا باقی رہ جاوے اس خالص ذکر اللہ مین ہرگز اطلاق بدعت کا نہین ہوسکتا اور قطعا ممانعت مین وہی مطارحات اور تردید ہمہ گیر ہے لہذا محبوب الہی کی ثنا و صفت اسی محب حقیقی کی کلام سے زیبا معلوم ہوئی سُبحَانَکَ لَا اُحصِی ثَنَاءً عَلَیکَ اَنتَ کَمَا اَثنَیتَ عَلٰی نَفسِکَ ؎ گرچہ حد حمد و ثنا تو بود * خود حمد و ثناے تو سزای تو بود * پس اس طرز و بیان سے امید خدا سے یہی ہے کہ وہ سب اختلاف اتفاق سے بدل ہو جاوے اور کسی فریق امت محمدی ہفتاد و دو ملت کو کلام الہی مین کلام نہو کہ وَلَذِکرُ اللّٰہِ اَکبَر آیا ہے فَذَکِّر اِنَّمَا اَنتَ مُذَکِّرٌ ؁

بعونہ تعالی در مطبع منشی نول کشور بمقام کانپور بصد حسن خوبی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق نور نبیہ اول کل شیء وارسلہ بالھدیٰ
ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون
والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمدن النور الذاتی
الذی ورد فی شانہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی
یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

اما بعد حمد وصلوۃ کے اولاً اسی لطیفہ صلوۃ کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ سب عبادتوں کے واسطے بندوں کو حکم ہو کہ عبد کے واسطے عبادت اور عبودیت اور عبدیت لازم ہو اور اسی واسطے پیدا ہوا ہو کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور اس عبادت کے اقسام اور طریق ہیں جیسے صوم وصلوۃ

حج و زکوٰۃ تسبیح تہلیل تکبیر تحمید و ذکر و فکر حسنات خیرات صدقات و نفقات وغیرہ ان سب عبادتون کے واسطے بندون کو حکم ہے کہ اُتْلُ مَا اُوْحِیَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور سب عبادتون کے اجر اور ثوابات موعود اور معین ہین اور تعمیل سب عبادتون کی بندون پر بقدر حال ہر بندہ کے فرض اور واجب اور سنت اور مستحب اور نفل ہے اسکی تفصیل درازہی کہ دفتر دفتر سب کتب شرائع اور قرآن و حدیث اسکی شرح مین مملو ہین پس یہ سب عبادتین بندون کے واسطے ہین اور بندون کو کرنا چاہیے اور بندون کو حکم ہے اور بندون پر تعمیل فرض واجب ہے اور درصورت درستی عمل کے اجر اسکا اللہ پر موعود ہے کما اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ پس عبادت کرنا عبد کا کام ہے اور اجر بخشنا معبود کا کام ہے اب یہان سے اس درود کے مرتبے کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ سب عبادتون کو بندون کی طرف نسبت اور حکم فرماتا ہے اور درود کو اپنی طرف اور اپنے فرشتون کیطرف نسبت فرما کر فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے سب فرشتے درود بھیجتے ہین اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو تم

درود بھیجو تم اوپر نبی کے اور سلام او تسلیم پس اس شان اور اس مرتبے کو
دیکھنا چاہیے کہ کس عبادت کے واسطے یہ رتبہ حاصل ہوسکتا ہو اور کون
عبادت اس سے فی ضلہ متصور ہوسکتی ہو اسکی عبارت کلام اللہ مین
ان الفاظ سے وارد ہو کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اسکے سوا سے جو آیۂ مذکورہ بالا مین
سب عبادتون تلاوت قرآن اور نماز سے جدا کر کے ذکر اللہ کو سب سے
اکبر فرماتا ہو کہ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور اس ذکر کا کمال مرتبہ یہ
بیان فرماتا ہو کہ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ یعنے ذکر کرو تم میرے تو مین ذکر
کرون تمھارے پس یہ بھی مضمون اسی درود کے پڑھنے مین بدرجہ اتم او
اکمل حاصل ہو کہ حدیث شریف مین آیا ہو قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ لِیْ اَمَا تَرْضٰی یَا مُحَمَّدُ اَنْ
لَا یُصَلِّیْ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا اسکا حاصل معنی
یہ ہو کہ جو ایک مرتبہ درود بھیجتا ہو اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو اللہ تعالی
دس مرتبہ درود بھیجتا ہو اوپر اُس درود بھیجنے والے کے پس اس سے معنی
فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ کے صاف ظاہر ہو گئے اور بواقعی ثابت ہوا
کہ وہ ذکر اللہ کے جنکو سب عبادتون پر اکبر فرمایا ہو وہ یہی درود ہے کہ
فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ کی صفت اسی درود مین تمامہ پیدا ہو اللّٰہُ اَکْبَرُ کیا مرتبہ او

کیا شان ہے اب اسکی تائید آیۂ کلام اللہ مین بصراحت تمام ملاحظہ ہو کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ؕ اسکے حاصل معنی ظاہر ہین کہ اللہ
وہ ہے کہ درود بھیجتا ہے اوپر تمھارے اور فرشتے اُسکے تاکہ نکال لیوے تمکو
تاریکی معصیت سے طرف نور کے اور ہے اللہ ساتھ مومنون کے رحم کرنیوالا
پس یہ اللہ کے درود بھیجنے کی خبر کلام اللہ سے ہے اور معنی درود کے
بندے کی طرف سے فقط گفتار ہے یعنی طلب رحمت کی اوپر حبیب اسکے کے
کرنا اور اللہ کی طرف سے کردار ہے یعنی اپنی رحمت موافق دعا اپنے بندے
کے اپنے حبیب پر بھیجنا اور فرشتون کیطرف سے استغفار ہے واسطے عفو
گناہون درود بھیجنے والون کے پس اس سے زیادہ تر مرتبہ درود بھیجنے والے
کے واسطے کیا ہو سکتا ہے کہ موافق درخواست درود بھیجنے والے کے
ملائک رحمت کے رحمت الٰہی کو اُسکے حبیب کے پاس لیجاتے ہین اور یہ عرض
کرتے ہین کہ یہ ہدیہ رحمت کا اللہ نے موافق دعا فلان ابن فلان کے بھیجا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اولاً فوراً دست دعا کا واسطے مغفرت اور رحمت اس
بندہ درود بھیجنے والے کے بحکم خدا اُٹھاتے ہین بعد اُسکے وہ ہدیہ رحمت الٰہی کا بنظر
خوشی قبول فرماتے ہین اور اس حکم خدا کی خبر کلام اللہ مین اس عبارت سے
وارد ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا اور حدیث شریف مین
اسکی شرح و بیان اس تصریح اور تفصیل سے وارد ہو قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ صَلّٰى عَلَيَّ اِلَّا خَرَجَتِ
الصَّلٰوةُ مُسْرِعَةً مِنْ فِيْهِ فَلَا يَبْقٰى بَرٌّ وَّلَا بَحْرٌ وَّلَا شَرْقٌ وَّلَا غَرْبٌ اِلَّا وَتَمُرُّ
بِهٖ وَتَقُوْلُ اَنَا صَلٰوةُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدِ نِ الْمُخْتَارِ
خَيْرِ خَلْقِ اللهِ فَلَا يَبْقٰى شَيْءٌ اِلَّا وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَيَخْلُقُ اللهُ مِنْ تِلْكَ الصَّلٰوةِ
طَائِرًا لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ جَنَاحٍ فِيْ كُلِّ جَنَاحٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ رِيْشَةٍ
فِيْ كُلِّ رِيْشَةٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ رَاْسٍ فِيْ كُلِّ رَاْسٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ
لِسَانٍ مِنْ كُلِّ لِسَانٍ يُسَبِّحُ اللهَ تَعَالٰى بِسَبْعِيْنَ اَلْفَ لُغَاتٍ
وَيَكْتُبُ اللهُ لَهٗ ثَوَابَ ذٰلِكَ كُلِّهٖ اسکا ترجمہ حاصل معنی یہ ہے
کہ نہین کوئی بندہ کہ درود بھیجا اُسنے اوپر میرے مگر یہ کہ نکلا درود اُسکے
منھ سے جلدی تمام مجرد منھ سے نکلتے ہوے نہین باقی رہتا ہو کوئی
جنگل اور دریا اور شرق و غرب مگر یہ کہ گذرتا ہو وہ درود اُس سے
اور کہتا ہو وہ درود کہ مین درود ہون فلان ابن فلان کیطرف سے کہ درود
بھیجا ہو اُسنے اوپر محمد مختار خیر خلق اللہ کے پس نہین باقی رہتی ہو کوئی شئی
مگر درود بھیجتی ہو وہ شئ اوپر درود بھیجنے والے کے اور پیدا کرتا ہو
اللہ تعالی اُس درود سے پرندہ کہ ستر ہزار بازو اُسکے ہین اور ہر بازو مین

ستر ہزار پر ہین اور ہر پر مین ستر ہزار سر ہین اور ہر سر مین ستر ہزار چہرے ہین اور ہر
چہرے مین ستر ہزار منہ ہین اور ہر منہ مین ستر ہزار زبان ہین ہر زبان سے تسبیح کرتا ہے
امتکی ستر ہزار لغتون مین اور لکھتا ہو اللہ تعالی واسطے اس درود کہنے والے
کے ثواب ان سب تسبیحات کا تماما انتہی پس ایک مرتبہ درود کہنے کا یہ مرتبہ
اور یہ ثواب اور اجر عند اللہ اور عند الرسول ہے جیسے قرآن و حدیث
کے بیان کیا گیا اسکے سواے جو اسکے فضائل اور شرائف بعید و بحساب
ذکر و فکر قرآن و حدیث سے ثابت ہین انشاء اللہ تعالی بجاے خود بقدر
مساعدت وقت اور ضرورت مقام کے بیان کیا جائیگا اور وجہ
اور سبب بسقد فضائل اور ثوابہاے بے انتہا کا اور فضیلت اور ترجیح
اور شرف سب عبادات پر بقدر حوصلہ اور روح الارواح انشاء اللہ
بجاے خود لکھا جائیگا یہان آیا اب نکتہ باریک اسمین لفظ
صلوۃ مین اور لحاظ کرنا چاہیے کہ نماز افضل العبادت ہے
فرقہ محمدی مین بالاتفاق مسلم الثبوت ہے اور اسکے شرائف اور فضائل
اور اجر اور ثوابات اور درجات بلند جو کچھ کہ از روی آیات اور احادیث کے
ثابت اور متحقق ہین محتاج بیان نہین اور احکام بھی اسکی تاکیدات اور تقیدات شدید
سے ہین کہ کسی حالت مین معاف نہین اور کوئی عذر ضرفے و مزاحمت شرع
نہین پس اس نماز کا نام عربی مین صلوۃ ہے سواے اسکے ایک لفظ

خاص کے اور کوئی لفظ نماز کے معنی پر مستعمل نہین اور نام ہر شی کا نفس شی پر دلالت کرتا ہی مثلاً کسی کا نام عبد اللہ ہو اس نام سے اُس شخص موسوم کے ہاتھ پاؤن ناک کان دل و دماغ جگر وغیرہ مراد نہین ہو سکتی مگر نفس اور ذات خاص اُس موسوم کی مراد لیجائیگی پس نفس اور ذات خاص نماز کی لفظ صلوٰۃ قرار پائی اور درود کیواسطے بھی سوائے لفظ صلوٰۃ کے اور کوئی لفظ عربی مین مُستنی نہین گئی انشا املا حروف واعراب حرکات اور سکنات اور تلفظ واحد ہی پس اس سے صریح ثابت ہوتا ہو کہ نفس نماز درود ہی کہ یہی صلوٰۃ نماز کا نام قرار پایا حالانکہ التزام سورہ فاتحہ اور ضم آیہ قرانی اور تسبیح اور تہلیل اور تکبیر اور تحمید اور التحیات اور درود سے نماز مرکب ہی جسکی ماہیت اور حقیقت اور صورت آیندہ انشاء اللہ تعالی بجائے خود بیان کیجائیگی مگر اطلاق نام نماز کا خاص اسی لفظ صلوٰۃ پر قرار پایا اور صلوٰۃ درود کو کہتے ہین پس یہان سے درود کا مرتبہ دیکھنا چاہیے اس صورت مین جس جس مقامات مین کلام اللہ مین لفظ صلوٰۃ کی وارد ہی اور احکام موکدہ اُسکی تعمیل کے واسطے بتواتر وارد ہین مثل اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ یا یُقِیمُونَ الصَّلٰوۃَ یا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وغیرہ یہ سب احکام موکدہ دونون صلوٰۃ کی طرف رجوع ہو سکتے ہین خصوصاً جس حالت مین اس صلوٰۃ درود خاص کیواسطے اس صراحت سے حکم موکد آیا ہو کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ

عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔ اس صورت مین بدرجۂ اولے اُن سب احکام موکدہ نماز مین درود کا بھی شامل ہونا لازم ٹھہرا اس نظر سے فرضیت اور وجوب درود کا بھی مثل نماز کے سمجھنا چاہیے کہ دونون صلوٰۃ لفظاً او رحرفاً اور اعراباً او رمعنًی او رحکماً ایک حکم رکھتے ہین پس اس مقام سے درود کا مرتبہ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ عین نماز ٹھہری اب جو بعد کمال فضیلت اور ترجیح کی بھی معلوم کرنا چاہیے یہ مضمون بہت بلند اور شرح طلب ہے انشاء اللہ بقدر حصہ سرور روحانی اور مساعدت وقت کے اخیر کتاب مین بمقام فضائل درود وجہ موجہ اور معقول بیان کی جاے گی اب بالفعل مقدمہ کتاب کا بیچ بیان تمہید سخن اور مرتبۂ شان محمدی کے آیات قرآنی سے لکھنا مقدم ہے کہ اُسکے حبیب نور ذاتی کی صفت اُسی کے کلام سے اولی تر ہے کہ ما را چہ حد حمد و ثنا ی تو بود + ہم حمد و ثنا ی تو سزا ی تو بود

مقدمہ بیچ بیان تمہید سخن کے کہ صفت اور ثنا اپنے حبیب کی کلام محب حقیقی سے زیبا ہے

روشن تر از آفتاب ہے کہ تمام کون و مکان روز اول سے نور محمدی سے روشن ہے کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِی اور ہمیشہ ابد الآباد تک یہ نور محمدی روشن رہیگا کہ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

ہزاروں کتابیں مبسوط سیر اور تواریخ کی بیچ بیان فضائل اور معجزات اور
حالات اور معاملات اس نور ذاتی کے متعارف ہیں مگر اسرار نبوت اور حقیقت
اور ماہیت شان محمدی کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام الٰہی اور آیات قرآنی
سے کمتر کسی نے شرح کی ہے خصوصاً حلیہ شریف اور نعت اور ثنا بذریعہ
شاعری اور نثاری اکثر آدمیوں نے بقدر مساعدت قوت ناطقہ بیان
کی ہے مگر وہ سب کلام بشر ہے نہ کلام خدا اور کلام بشر بالاتفاق اُسکے
بیان سے قاصر ہے کہ نقطہ محیط دائرہ کا نہیں ہو سکتا ہے لاجرم اُسکی
صفت اور اُسکے نور ذاتی کی صفت اسی کے کلام سے زیبا ہے کہ ست
زبان وصفش نیارد در شمارہ * سخن برتر بود زین گوشت پارہ سبحانک
لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک علاوہ اکثر مصنفین
مولود شریف میں چند مضامین خاص اور حکایات ظاہر متعارف بالاتفاق
بیان کرتے ہیں کہ وہ ظاہر اور معلوم ہیں کون نہیں جانتا اسمیں کچھ فضل
اور شرافت خاص لائق مرتبے اور شان اس نور ذاتی کے بظاہر نہیں بلکہ
بصورت ظاہر طرز ماند و بود اور رضاعت اور ولادت وغیرہ پردہ عالم
اسباب میں مثل بندگان مسکین کے حجاب مسکینیت و یتیمی اور بیکسی اور محتاجی میں
مستتر تھے اور ہر گونہ نشو و نما اور ترقی دین اسلام کی بھی بظاہر پردہ ہائے
عالم ظاہر میں چھپی تھی مثلاً مدت دراز تک شعب ابی طالب میں چھپنا اور پھ

چھپکر ہجرت کرنا اور پھر غار مین چھپنا اور عنکبوت کا جالا لگانا اور کبوتر کا آشیانہ
اور انڈا رکھنا اور پھر بتدریج اور دفعات غنیمت اور غارت قوافل کفار سے
ترقی اور تقویت فوج اسلام کی ہونا امداد ہزارون ملائکہ کی بھی جو تحت
پردۂ بشری مین آنا اور کسیکو نظر نہ آنا ان سب حیلون عالم اسباب مین
اور پردہ ہاے عالم بشری مین اس نبوت کو چھپانا اسکی وجہین اور بھرا
حکمت الٰہی کمتر کوئی بیان کرتا ہو یہی سب مضامین اور حکایات ظاہر جو
سب جانتے ہین اکثر بیان کرتے ہین اُنکی سماعت سے عوام مین بلا انکے
حیرت اور استعجاب ہوا ہو اور منکرین کو حجت انکاری قوی تر ہوتی ہو کہ
قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ
اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ لہذا اسکے اسرار اور مصلحت حکمت الٰہی از روے
آیات قرآنی اور دلائل موجہ عقلی اور نقلی سے زبان اُردو عام فہم مین
بیان کرنا ضرور ہوا تا ناواقفین معقولات آیات قرآنی سے سمجھکر بحکم وَلٰكِنْ
لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ تحیرات اور استعجاب کو اطمینان سے بدل کرین اور منکرین
جو ایسی حکایات اور معاملات مستتر زیر پردہ بشری سنکر اصل نبوت اور کلام الٰہی سے
منکر ہین دلائل عقلی سے معقول ہو کر گنجایش انکار کی نہ پاوین خصوصًا ہزارون
معجزات نبوی جو کتب مبسوطہ اسلام مین مجتمع ہین مگر کلام اللہ مین اُنکی
شرح و بیان مثل تصریح معجزات انبیاے سابقین کے کمتر ہو اس سبب سے حجت انکاری

منکرین کو زیادہ تر قوت ہوتی ہے لہذا بہ شرح اور بیان ایسے مضامین
اور نکات کے یہ کتاب اسرار النبوت مشعر اوپر فضائل نبوت کے
ترتیب دی جاتی ہے چونکہ سب مضامین منصوصہ آیات قرآنی سے لکھنا مناسب تر
معلوم ہوا لہذا ترجمہ اکثر آیات ضروری الفہم کا بھی زبان اردو عام فہم میں
لکھنا ضرور ہوا اور یہ رسالہ مستند بجاے کتب متعارفہ مولود شریف اور
صحبتوں مولود شریف میں فریقین کے پڑھنے کے واسطے پر مناسب ہے
کہ مضامین واقعی مستخرجہ آیات قرآنی میں کسیکو خلاف نہیں کہ ایسے مجالس
اور محافل میں مضامین تازہ کے پڑھنے اور سننے کا بہ نسبت مضامین
معلومہ متعارفہ کے زیادہ تر شغف خاطر اور تماشاے طبائع متصور ہے

بیان اصل مقصود اور وجوہ اور علت غائی ترتیب اور تالیف سبب اس کتاب کے

اکثر منکران نبوت اہل کتاب جو منقولات کو نہیں مانتے اور دلائل عقلی موجہ واسطے
اثبات نبوت کے چاہتے ہیں ہر چند اسکا جواب پیش یا پر دست درصورت غلبہ اسلام کے ہاتھ
دینا لکھا ہے مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ مگر اسطرح کے جواب کے وقت اور زمانہ
کہاں کہ قطع نظر معرض خطر اور ضرر جان کے منکر کی حجت الزامی غالب ہوئی جاتی ہے
کہ ہماری بات معقول کا جواب معقول نہ ہوسکا ناچار لڑنے اور جان دینے پر مستعد ہوگئے کہ
سنت جاہلانست ہرگاہ از جواب عاجز آیند سلسلۂ خصومت بجنبانند اور اگر زبان سے
جواب دیا جاوے مَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ تو یہ دو حال سے خالی نہیں اگر جواب بحث

و درشت بزجر و سختکاف دیا وہی جانب خطرا ور وہی حجت الزامی موجود ہے
اگر نرمی سے کہا منقولات قرآن وحدیث کو مانتے نہین اور معقولات مین حجت عقلی
پیش کرتے ہین ہرچند اسکا جواب متقدمین یون لکھ گئے ہین کہ اسکے لیے قرآن حجت و
نہی ہے نہایت جواب کی جو اسکی ندہی مگر ایسی جگہ مقدمہ مین در انکار نبوت یہ عقلا کو سکوت
کرنا محمول عجز جواب پر اور دلیل غلبۂ حجت منکرین اور باعث ضعف ایمان عوام بلکہ باعث
تبدیل دین اور مذہب عوام کا ہو جیسا کہ ہو ظاہر ہے پس جواب معقول وجہ عقلی
دینا چاہیے کہ منکر معقول پسند کو بھی سوائے تسلیم کے چارہ اور انکار کی مجال نہو بلکہ
ایسا جواب معقول عاقل پسند بدون بیان سوالات انکاری منکرین کے کب سمجھ مین آتا ہے
مگر اسطرح بے پردہ بھی تردید اور ابطال منکرین کا خلاف تہذیب ہو کر نا آخر کار جانب ضرر سے
خالی نہین نہ کسیکو مقابلہ منکرین یا یہ مجال ہی ہے نہ مجال سخن نہ مقتضاے وقت
نہ مقتضاے عقل کہ سعدی نے فرمایا نہ قاضیم نہ شیخ نہ محتسب نہ فقیہ ۔ مرا چہ کار کہ منع شرابخوار کنم
ایسے مقام مین جو مقابلہ منکرین نبوت سب مسلمان محمدی ایک ہین انکو چاہیے
کہ آپس کی نزاع اور نفسانیت کو موقوف کر کے مضامین اثبات نبوت مین
دلائل عقلی سے متفق القول ہو جاوین تا اختلاف ہم گروہ اہل المسلمین باعث جرأت منکرین
کا نہو جاوے کیونکہ اسلیے کہ اول اقرار نبوت مین سب فرقے اسلام کے واحد ہین کہ تہتر فرقہ
متعارف مین خصوصاً حضرات امامیہ اور اہل سنت کہ نسبتاً دو فریق ہین اسقدر
آپسمین نزاع اور عداوت اور تناقض کبھی نہین بلکہ باہم معاشرت اور موانست اور

امور موافقت بلکہ مصاہرت ابتدا سے چلی آتی ہے پس جس حالت میں منکرین کی جانب
مقابل ہو کر تردید قول منکرین اور جواب موجہ بمقتضائے وقت و عقل ہے تاکہ اہل اسلام
کو ضرور تر ہے کہ واسطے رفع ترددات اور لغزشات عوام اور اطمینان خواطر خواص کے
دلائل معقولہ سے بھی اپنی جمعیت بخوبی کر لیویں تا اقوال معقول تمامی منکرین سے بیچارے خود تردد
اور عجز جواب اور بائیہ ضعف ایمان نہو ویں پس اقوال منکرین کے کہ نقل کفر کفر نباشد
بمقام انکار نبوت معاذ اللہ اس قسم کے ہیں کہ نبی برحق رسول مطلق صلی اللہ
علیہ وسلم کو نبی نہیں کہتے بلکہ حکیم عاقل کہتے ہیں اور حجتیں ہر طرح کی لاتے ہیں کہ سب
اقوال اور اعمال اور افعال اور احکام شریعت و معاملات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حکیمانہ اور تدابیر عاقلانہ تھیں نہ نبیانہ جیسے اکثر انبیائے سابقین مثل حضرت ابرہیم
اور موسی اور عیسی وغیرہم علیہم السلام کے ہر چند ہر طرح کی کافروں کے ہاتھ سے اذیتیں اٹھائیں
مگر پھر بھی آخر کار فقط تن تنہا بذات خود بدون اجتماع اور امداد افواج ابنائے جنس کے
کفار پر ظفر یابی محض معجزہ نبوت سے سب کے حفظ کامل اور استیصال و غلبہ تمام کفار پر ہوا جیسا
کہ مدد او غلبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا او فی ضعیف الجثہ سے ایسے بادشاہ ہفت اقلیم پر کہ
دعوی خدائی کا کرتا تھا اور حفظ آتش نمرودی سے اور آخر کار فوریہ پہنچنا واسطے حضرت
اسمعیل علیہ السلام کے اور گوسفند ہو جانا کا بذبح کے اسطرح سے حضرت موسی علیہ السلام کی امداد
نمایاں کہ دریا میں راہ ہو گئی اور سوکھی دریا میں آسی کی راہ میں تمام لشکر فرعون کا مع تمام
قوم کے غرق ہونا پھر حضرت عیسی علیہ السلام کا آخر کار بعد انتہائے مظالم کفار کے آسمان پر

اٹھ جانا یہ سب معاملات بے امداد افواج ظاہری اور بجید کہ عالم اسباب اور بے تدابیر انسانی محض عالم
غیب سے بمعجزات نبوی واقع ہوے کہ کسکو مجال انکار کی نبوت مین باقی نہ رہی علی ہذا اکثر معجزات
نمایان انبیاے سابقین کے خود اہل اسلام معترف اور کلام اللہ مین بصراحت تمام بیان
بخلاف نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ سب معاملات اور غلبہ یا مغلوبی یا ہجرت بطور
بادشاہان تدابیر انسانی سے واقع ہوا جیسا کہ اکثر بادشاہان سلف کو مثل تیمور وغیرہ
کس طرح کا غلبہ اور تسلط ہو گیا کہ معجزہ اور نبوت کو کچھ دخل نہتا تدابیر عاقلانہ اور حیلہ
حیلہ ہاے ظاہری تہا اور معجزات بھی مثل معجزات انبیاے سابقین کلام اللہ سے ثابت
نہین وہ جو امداد ملائک کی کبھی ہزار کبھی تین ہزار کبھی پانچ ہزار کلام اللہ سے بیان
کرتے ہین وہ بھی عجب امداد تھی کہ کسیکو مثل پشہ نمرود بھی نظر نہ آئی اور با اینہمہ امداد
غیبی طرفین کے لوگ قتال در شہید ہوا درشان امداد غیبی کی یہ نہین کہ ادنی امداد پشہ سے
سو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو غلبہ ہوا اور نمرود کا تمام لشکر غارت و فنا ہو گیا یہ کیا
کہ پانچہزار فرشتون کی مدد اور پہر مقاتلہ طرفین کا واقع ہو کہ جیسا کہ ابناے جنس مین
ہوتا تہی معاذ اللہ کو خوف اور چوری کیا تھی کہ اسقدر ملائک کی مدد بھی اور کسیکو کفار اور
مسلمین کو علانیہ نظر نہ آئی اور در صورت مدد غیبی اسقدر ہجوم ملائک کی کیا حاجت
تھی فقط ایک اشلمہ پر جبرئیل کا کافی تھا اور ایسے نبی برحق کو خوف کفار سے فرار
کرانا اور غار مین عنکبوت کے جالے مین چھپانے مین اللہ کو کون مصلحت تھی مثل حضرت
ابراہیم اور حضرت عیسی علیہم السلام کے مگر علانیہ معجزہ نمایان نہین بچا سکتا تھا علی ہذا معرکہ

کربلا مین معاذ اللہ کیا کیا اعتراضات اور انکار کرتے ہین کہ اللہ ہمیشہ جانب حق ہوتا ہے
پھر یزیدیون کے ہاتھ سے اسطرح شکست فاش اور توہین خاندان رسالت کی کیونکر واقعہ شہادت
سے تھا در بدل اسکے اگر سب ظالمین جہنمی اور مظلومین جنتی ہوے کیا کمال ہوا غرضکہ معاندین
اسیطرح کے اعتراضات کیا کیا کرتے ہین اور جوابات موجہ چاہتے ہین اسواسطے
دربدل مولود شریف اور بدل کتب عزا کتاب اسرار النبوت و فضائل النبوت کے اسرار کرکے
لکھنا ضرور ہوا کہ اسطرح کے مضامین اکثر مجالس عزاداری اور محافل مولود شریف مین اگر
بدستور متعارف پڑھے جایا کرین تو اصل مدعا بھی کہ مراد بیان مصائب و عزاداری و فضائل
نبویہ سے ہے بخوبی حاصل ہو اور اسی ذیل مین جواب انکار ہاے منکرین اور رفع جمیع شبہات
مسلمین بھی بخوبی تمام دلائل منقولہ و معقولہ سے ہوجاوے اور یہ تقویت اسلام و متفق علیہ
فریقین بھی ہو اور ضرورت ہے کہ ایسے مقام مین سب محمدی ایک ہین اسی نظر سے سب اخبار مین اور
حکایات اور سوانح آیات کلام اللہ شریف سے استخراج کرکے لکھنا ضرور ہوا کہ اسکو فرقہ بین
المسلمین خلاف سنوا ور منکرین معقول پسند بھی جواب معقول سنکر معقول ہو کر تسلیم کرین

بیان وجوہ تالیف کتاب

وجوہ تالیف اس کتاب کے چند ہین اولاً یہ کہ مضامین مولودات شریف مین بسبب کثرت عام
و افراط و تفریط اور تعمیم کے اکثر بدعات و شاعری مثل مرثیہ خوانان عوام معلوم ہوئی حتی کہ
قول صوفی اور مزامیر کا بھی شروع ہو گیا اسواسطے انکی اصلاح اور دفع البدل یہ مضمون
لکھنا ضرور ہوا ثانیاً یہ کہ اختلاف فروع ہر فریق مین اکثر اور مومنین مین کمتر ہے

جیسا کہ عیسائیون کی بارہ ٹوپیون مین اور اقوام ہنود مین باہمدگر اختلافات اور تباین
ایسے ہین کہ باہم مصاہرت اور مواصلت اور ہمطعامی نہین ہوتے ہین اور ایک معبد مین عبادت
نہین کرتے ہیں قدر محمدیون مین بین المومنین کہان تناقض ہی معہذا بفاد سَتَفتَرِقُ
اُمَّتِی عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبعِینَ فِرقَۃً کُلُّهُم فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدًا تہتر فرقے ایک امت
محمدی مین ہوگئے کہ تفصیل اسکی دراز ہی اور کتاب دبستان مذاہب مین بشرح وبسط تمام
مذکور ہی مگر باہمہ افتراق اور تعدد اس طرح کا تضاد اور تناقض محمدیون مین کمتر ہی
کہ مصاہرت اور ہمطعامی بایکدیگر ادا نہو خصوصاً حضرات امامیہ اور اہل سنت مین جو
امعان نظر اور انصاف سے ملاحظہ کیا جاوے اور نفسانیت اور خود پسندی کو دخل
ندیا جاوے چندان تناقض بھی نہین اور بظاہر انمین کی موافقت اور معاشرت بلکہ مناکحت ہمدیگر
دلیل کمال اتفاق اور اتحاد اور محبت کی ہی جو کچھ کہ بجاے خود باہمدگر گفتگو ہی بخود ہی بلکہ بمقابلہ
منکر طرف مقابل بلاشبہہ متفق اور شریک حال ہمدگر ہین چنانچہ بزمانہ شورش ہنود انکے مدعی
کے اتفاق ہوا ہے جناب نصفت مآب قبلہ وکعبہ مجتہد العصر والزمان فہو المجد والعلی بالقاب کا ساتھ
مومنین کے بالاتفاق ہی شرح اس اتفاق واتحاد ہمدگر کی بعد حذف افراط وتفریط ناظرین کے
کتاب اصلاح ذات البین مین غور وواقعی ہی بہرحال جو کچھ کہ نزاع لفظی اور گفتگو فروع
مین بین المومنین ہی انمین بجاے خود ہی بمقابلہ منکر طرف مقابل کے اور خود ظاہر و
بالاتفاق ہی کہ ہنگام ظہور حضرت صاحب الامر علیہ الصلوٰۃ والسلام سب منکرین جانب
مقابل باہمہ تضاد وتناقض ہمدگر کے متفق ہو جاوینگے پس غضب ہی کہ ایسے وقت مین

سب مومنین فریقین باہمہ توافق شریک ہمدگر اور متفق ہوں خود ظاہر اور صریح ہی کہ ایک مذہب خاص میں بمقام مزید تنقیح اور تدقیق اجتہاد امور دینی میں اختلافات بین الفقہاء اور مجتہدین چلے آتے ہیں مگر ایسے اختلافات باعث نزاع اور تناقض اور عداوت ہمدگر نہیں ہو سکتے کہ معاذ اللہ ایک دوسرے سے تبری کرنے لگے کسواسطے کہ اصول دین اسلام میں سب ایک ہیں جیسا کہ ایک مذہب میں مجتہدین میں بعض اجتہادات مسائل فروع اختلافات سے خالی نہیں اور سلاسل فقرا جو محض بے نفس ہوتے ہیں اور از غایت صاف باطنی کہتے ہیں کہ سہ کفر است در طریقہ ما کینہ داشتن ۔ آئین ما ست سینہ چو آئینہ داشتن ۔ وہان بھی جو کچھ تناقض اور تضاد اور اختلاف بمیان سلسلہ نقشبند اور چشتیہ کے متعارف ہی محتاج بیان نہیں علی ہذا جو بعض فریق میں درمیان اخباری اور اصولی کے اگر اختلاف ہی معاذ اللہ ایسا اختلاف باعث عداوت و تبری و منافی اصول دین اسلام کے نہیں ہو سکتا ہی جو اختلاف ہی آپس میں بجاے خود ہی بمقابلہ منکر جانب مقابل سب متفق شریک ہمدگر ہیں بہر حال جو نفسانیت اور تعصب خود پسندی کو دور کرکے بدیدۂ انصاف غور کیا اور دیکھا گیا بیان حضرات امامیہ و اہل سنت اتنا بھی تناقض نہیں پایا جاتا ہی جسقدر آپس میں بیان اصولی اور اخباری کے ہی کہ وہان تو اصول میں گفتگو ہی اور یہان فروع میں والفرق بینہما ظاہر جان سخن اور باعث اختلاف بیان ہمدگر محض اسقدر ہی کہ تبرا شرط لازم تولا ہی ہرچند بالاتفاق ہی مگر فقط تخصیص اور تعمیم کا البتہ باہمدگر اختلاف ہی جب محبت اہل بیت محض ایمان اور عین عبادت باعث مغفرت اخروی کی

فریقین کے نزدیک بالاتفاق ٹھہری جیسا کہ کتاب اسرار کربلا مین موجہ و مدلل بنصوص
آیات قرآنی سے لکھا گیا ہی اس صورت مین دشمنان اہلبیت سے کون ایسا مومن ہوگا
جسکو تبری اور بیزاری نہوگی مگر کلام اسمین ہی کہ جنکی عداوت اور مظالم ظاہر ہوکر حد اعلان
اور تواتر سے گذر کر اور عدم توبہ اور صلاح اور استغفار تادم مرگ بتواتر ثابت ہی انکے تخصیص اسما
مین بھی کسی مومن کو کلام نہین چنانچہ اسیواسطے کتاب اسرار کربلا لکھی گئی اسمین بتصریح اور تخصیص تمام
نصوص صریحہ آیات قرآنی مع دفع اعتراض منکرین بدلائل عقلی اور نقلی موجہ اور مدلل
بیان کیا گیا فلینظر منہ اور جن اخیار کا ایسا حال نہین ہی بلکہ صلاح اور تقوی
اور موافقت اور معاشرت بلکہ مصاہرت اور مواصلت باہمدیگر اور خیر عاقبت اور حسن خاتمہ
واقعی ظاہر اور نمایان متفق علیہ ہی کہ قرب قبر نبی سے زیادہ کون دلیل حسن خاتمت کی ہو سکتی ہی
اور قرب قبر صریح نمایان اور متفق علیہ ظاہر باہر ہی فضلاً علیہ کہ نصوص قطعیہ بتصریح تمام
اور متواتر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انکے فضائل مین علاوہ ہین ایسے اخیار کی
تخصیص اسما مین اگر نفسانیت کو کام نفرماوین تو غالب ہی کہ کسی مومن اہل انصاف کو
جرأت نہوگی کہ منافی احتیاط ہو جیسا کہ اسی مرہ امامیہ ارباب انصاف مین اکثر علما و
صلحا گذر گئے ہین کہ بمزید احتیاط کف لسان واجب جانتے تھے اس صورت مین بمقام انصاف
وقت کہ نفسانیت و اختلاف محض بیان ہی کوئی باقی نہین ہا لہذا محض بیان اتفاق
نہین مین مسالہ صلح و ذات البین لکھا گیا اگر ارباب انصاف بدیدہ غور
ملاحظہ نکرینگے امید خدا سے ہی کہ البتہ انصاف کو کام فرماوینگے بہر حال یہان غرض

اس بیان سے یہ ہے کہ یہاں بین المومنین اگرچہ فی الجملہ اختلاف بھی ہو لیکن بقدر ضرورت و حقیقت
اصل دین اسلام میں متحد و متفق اور بمقابلہ منکر طرف مقابل کے باہم دگر شیر و شکر رہیں
کما ذکرنا اتفاقاً لیکن بسبب امر خفی کے جب بحکم نفسانیت عوام طرفین نے اول درجہ
مرتبہ افراط و تفریط کا اس غایت کو پہونچا کہ ایک فریق نے بجوش کمال نفسانیت
باستثنائے چند اشخاص خاص سب مہاجرین مع انصار اور اکثر عشرہ مبشرہ اور ذیل اجمالاً
میں تمام ارباب بیعت الرضوان لشکر اسلام کو برا کہنا اور برا سمجھنا شروع کر دیا یہانتک
کہ بعض ازواج امہات المومنین منصوصہ بھی زبان عوام اور قلوب خواص سے کمتر محفوظ
ہیں اور خواص نے اس سب کو داخل عبادت قرار دیا اسکے مقابل میں جو طرف ثانی بغرض
احتیاط کچھ کہ اسکے عوام نے باعلان دم چار یار کہنا شروع کیا اور جو انکے وقت محبت اہل
کہ عین ایمان ہے دفتر سے الگ کر کے دلوں میں چھپانا شروع کیا کہ جا نشین سینہ بسینہ دو
سفینہ ہوا اس سبب سے فضائل اور محامد اہلبیت رسالت کے مولودات شریف میں کمتر بیان
ہوتے ہیں اس سبب سے طرف ثانی کو بیجاے خود حجت الزامی بہم پہونچی ہے اور سمجھنے لگے
کہ معاذ اللہ اہل سنت کے نزدیک محبت اہلبیت رسالت شرط ایمان نہیں ہے اس سے توہمات
زیادہ تر لئے خلاف اور عناد کے ہوئے بہرحال جبتک اس دیار غربی میں فی الجملہ حکومت اور
نام اسلام کا باقی تھا اس عہد میں اگر اہل تسنن اس قسم کا مضمون اصلاح اور اتفاق اور بیان
فضائل اور محبت اہلبیت کو جیسا انکے مذہب اور کتابوں سے ثابت اور منصوص ہے سینہ
سے سفینہ پر لا کر اعلان کرتے تو البتہ پر خوشامد اور زمانہ سازی اور ڈر جانے اور ہار جانے

کے ہوتا اور کچھ فائدہ مترتب نہوتا اور فائدہ یقین کا طرف ثانی کو نہ پہنچتا اور
اور عوام شیعہ غلو فہمین مین ضعف آتا اور عوام اہل سنت کیا کچھ کہتے اور بیجا خود طعن کرتے
اور الزام دیتے پس اس وجہ سے اس کاتب الحروف کی مدۃ العمر اس بار اور سرکار امامیہ
مین باہمہ تقرب و پیش آمد اور حضوری خاص بکمال غلو فہمین اور خودداری اللہ تعالےٰ
نے بخوبی تمام بسر کردی والحمد للہ علی ذلک اور اب وقت اور عہد اور ہر ایسے عہد مین جو
اس اختلاف خفیف کو بحکم نفسانیت طول دیکر نزاع بین المومنین بڑھائی جاوے
اور ایک دوسرے کی تردید کیا کرے ایسے مضامین منکرین جانب مقابل کیواسطے حجت الزامی
ہو جاتے ہین کہ محمدیون مین بین المسلمین ایسے تعارض واقع ہین کہ ایک دوسرے کی تردید
کرتا ہے اذا تعارضا تساقطا اس صورت مین لحاظ کیا جاوے کہ بات کہان سے
کہان تک پہنچتی ہے یہانتک کہ ایسے اختلافات آپس کو حجت قرار دیکر کلام اللہ
مروج عام مین بھی کلام کرتے ہین اور اقوال متعارض ہیں گرکو جو بیجا خود مقام مناظرہ
مین بین المومنین واقع ہوتے ہین عبث گردانتے ہین پس ایسے وقت مین البتہ اس قدر
اعلان نزاع اور نفسانیت بین المومنین مناسب نہ معلوم ہوئی اور وہ مقام خودداری
اور نفسانیت اور احتمالات کا بھی باقی نرہا کہ کوئی خوشامد یا زمانہ سازی یا خوف پر
حمل کرے اس نظر سے ایسے وقت مین اس مایہ نزاع خفیف کو صلاح سے بدل کرنا
نہایت اولیٰ اور نسب معلوم ہوا کہ عند الناس اور عند المصلحت اور عند اللہ محمود اور
منصوص بلکہ مامور بہ ہے کہ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ لاجرم

اس نظر سے اہل سنت مد جو محبت اہلبیت رسالت کی بمقام مناظرہ بمقابلہ طرف ثانی
سینہ سے سفینہ پر کمتر لاتے تھے اور یہی زیادہ تر باعث عناد اور بدگمانی طرف ثانی کا ہوتا
انکو ایسے وقت مین سفینہ پر ظاہر کرنا ضرور تر ہوا تا آپس مین اصلاح اور موافقت باہمی بین المومنین
ہو جاوے اور شبہہ عدم محبت اہلبیت کا دلون سے جاتا رہے اور منکر کو حجت الزامی ہاتھ نہ آوے
اسواسطے اولاً رسالہ مذکورہ اصلاح ذات البین لکھنا ضرور ہوا بعد اسکے رسالہ
اسرار کربلا موجہ اور مدلل و منصوص از روے آیات قرآنی لکھا گیا اور مین ایمان
اور باعث مغفرت ہونا محبت اہلبیت رسالت کا از روے نصوص قرآنی بموافقت ثابت کیا گیا
کہ کسیکو فریقین مین مجال سخن نہو اسی نظر سے یہ رسالہ اسرار النبوت بھی لکھنا ضرور تر ہوا
تا وہ بدعات تازہ مضامین مولودات شریف کی باقی نہ رہین اور مضامین بھی حقہ
از روے آیات قرآنی ہوویں اور اصلاح بین المومنین بھی ہو جاوے اور منکرین
کو بھی حجت الزامی ہاتھ نہ آوے کسواسطے کہ مضامین ماتم امام علیہ السلام اور مضامین
بیان ذکر مولود شریف کے اکثر مجالس اور محافل مین باتفاق فریقین بکثرت تمام
عام و خاص مین رواج ہو فضلاً علیہ کہ آیات قرآنی سے ایسے مضامین لکھے جاوین
کہ عبادت کامل ہوا اور مبرا بدعات تازہ اور مبالغہ شاعرانہ و ضعیف روایات غیر مستند
سے ہو چونکہ مضامین منصوصہ آیات قرآنی مین کسیکو فریقین مین مجال سخن نہین ہو سکتی ہے
اسواسطے امید خدا سے ہے کہ فریقین بجاے مرثیہ و سلام کے کتاب اسرار کربلا کو اور بجاے
کتب غیر مستند مولود شریف کے کتاب اسرار النبوت کو پڑھا اور سنا کرین تا ثواب اللہ وجہ نمایان لیویں

کی یہ ہی کہ اللہ تعالے نے اس اپنے نور ذاتی کو اس عالم ظاہر مین پردہ بشری مین
چھپا کر زمین پر نام اسکا محمدؐ اور آسمانون پر محمود اور زبان ملائک پر احمد ظاہر کیا اور
اس رعایت پردہ بشری کی ہر جزئیات او رمعاملات او رمعاشرت دنیوی مین عادت
کی ہر یہان تک کہ مکہ سے ہجرت فرمانا اور غار مین چھپانا او رعنکبوت و رکبوتر کو حکم جالا
لگانے اور آشیانہ مین انڈا رکھنے کا اور قوت غلبۂ اسلام بھی بحیلہ ہاے عالم اسباب بغنت اور
غارت قوافل کفار سے ظاہر کرنا حتی کہ امداد ملائک بھی باخفا پردہ بشری مین بھیجا ایسا
کیا گیا مصلحتین اور حکمتین اور خوبیان ہین کہ بقدر حصہ بجاے خود مذکور ہین ایسے امور مین
مومنین کو بمقتضاے کمال ایمان سکوت اور تسلیم اور امداد ملائک کی بخفا و نصوص اور
اخبار قرآنی تصدیق اور ایقان ہر گا منکرین کو ہمیشہ سے انکار ہر کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ
يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ خود اللہ تعالی اقوال منکرین بیان فرماتا ہر
پس منکرین جو خود اصل نزول کلام اللہ کے معاذ اللہ منکر ہین او رتصنیف نبی کہتے ہین
کب ایسے امداد ملائک و راخبار قرآنی کے قائل ہو سکتے ہین او رمقام انکار مین کہتے ہین
کہ اللہ کو خوف کسکا تھا اور اسقدر چھپانے او رچوری کرنے کی کیا حاجت تھی مثل اور
انبیاے سابق اولو العزم کے علانیہ امداد تمایان کا کون مانع تھا کہ معجزہ نمایان ظاہر ہو جاتا اور
کسیکو انکار کی مجال نہو سکتی معہذا پانچہزار او رتین ہزار فرشتے مخفی مدد کو پہونچے اور پھر بھی
طرفین کے لوگ قتل او رشہید ہوے حالانکہ ایک پرلشہ کی مدد غیبی تمام لشکر ہزودا و رحفظ
لشکر اسلام کو کافی ہو گئی اسیطرح جس نبی کو کسیطرحکی کچھ مدد غیبی پہونچی دفعۃً حکم کُن فَیَکُونُ

نمایان ہو کر فقط تمام لشکر انبیا اور استیصال جمیع اشقیا واقع ہوا چاہا کہ ہمقدر لشکر
ملائک مدد کو پہونچا نہ کسیکو کوئی نظر آیا نہ اُس طرح صورت امداد کامل ظاہر ہوئی کہ مثل
مجادلہ ہمدگر ابنائے جنس کی طرفین کے لوگ بکار آمد ہوئے اسکا جواب اگر اعتبار قرآنی سے
دیا جاوے منکر کب مانتا ہے کہ اصل قرآن کا منکر ہے ناگزیر ایسے مواقع مین جواب عقلی اکثر
موجب درکار ہے کہ ایسے منکرین کو سوائے سکوت اور تسلیم کے چارا نہو اور مومنین کو بھی سوائے
ایقان منصوص کے جواب عقلی معلوم ہو جاوے اور عند المقابلہ عجز جواب سے نہ رہے
کسواسطے کہ ایسے وقت مین اسی قسم کی تقریرات مایۂ تزلزل و ضعف ایمان عوام اکثر ہو کر
وجہ تبدیل دین و مذہب کی ہوتی ہے کہ انسان جواب عقلی سے عاجز ہو کر دین محمدی تبدیل
کرتا ہے علی ہذا معرکہ کربلا مین بھی بہت اسرار رحمت اور حکمت الٰہی ہین کہ منکرین کو حجت
انکاری قوی ہوتی ہے اور مومنین کو مایۂ حیرت و استعجاب کرناگزیر جواب عقلی مین عجز ہوتا ہے
اور یہیا عجز و سکوت ایسے خصوصاً عہد مین مایۂ ضعف ایمان عوام لاعلم ہو کر نوبت تبدیل دین کی
پہونچتی ہے اور اس زمانہ مین بخصوص دو امر کی یعنی مجالس ماتم امام علیہ السلام اور صحبت
مولود شریف کی سب عوام و خواص مین بکثرت تمام رواج ہے اور ایسی ایسی باتون سے
اکثر عوام کو ترغیب تبدیل دین محمدی اثر کر جاتی ہے اور حیرت او سکوت خواص سے
بھی درصورت لاعلمی خالی نہین پس جس صورت مین اس حیلہ سے ان سب اسرار مضامین
حیرت افزا معجب العقلا کی وجہین معقول اور موجہ اور اسرار حکمت اور مصلحتہاے الٰہی بخوبی
تمام معلوم ہو گئین ادھر تو سب مومنین کا حیرت و استعجاب کمال ایقان اور اطمینان سے

بیل ہو کر باعث تقویت ایمان ہوا اور عجز جواب مین نہوا اور منکرین کو بھی گنجایش
سخن و عذر فریب کی باقی نرہی ع چہ خوب شد کہ برآمد بیک کرشمہ دو کار ۔ اسی نظر سے زبان
عام فہم مین لکھنا ضرور ہوا اور وہ مصلحتین اور اسرار حکمت الٰہی جو اس سے خفا پردۂ بشری
مین مستتر ہین بیان کردی گئین کہ اس حیرت مین اور خفاے ادراک مین الٰہی
مصلحتین اور جو بیان نہین تا مومنین کی حیرت اور تردد دفع ہو کر عجز جواب نہین اور
منکرین کو جواب معقول موجہ معلوم ہو کر مجال انکار باقی نرہے اور اس ضمن مین شرف
اور فضائل نبوی از روے آیات قرآنی بیان ہونا باعث مزید ثواب ہی وجہ چہارم یہ کہ
اس حیثیت کذائی سے تواتر مجالس مولود شریف کا سابقین اور تابعین و تبع تابعین
اور مجتہدین فقہاے شریعت سے منقول نہین پس لا محالہ بدعت تازہ متاخرین کی سمجھنا
چاہیے مگر بہر حال بدعت حسنہ خالی از اجر و ثواب نہین اور ایک راہ سے اطلاق بدعت
ہی نہین ہو سکتا ہی کہ ذکر شرائف اور فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بہر حال مین
عبادت اور شعار سب اسلاف متقدمین کا ہی پھر بدعت کسطرح ٹھہری مگر یہ ان معنون مین
فقط ذکر و بیان تین امر کے اکثر تخصیص اور تواتر علی العموم ہی اول حکایات ایام ولادت
اور رضاعت دوم مجملا بیان حال معراج شریف سوم بیان معاملات وفات شریف
اسی طرح سے مجالس ماتم امام علیہ السلام مین بیان واقعات کربلا از روے روایات
متعارفہ متعارف ہی ایسے مضامین اور اسرار حکمت الٰہی آیات بینات کلام اللہ سے
زبان کہتے ہین کہ عبادت کامل ہو اور ضعیف روایات اور بدعات افراط و تفریط سے

خالی اور مایۂ تکمیل اجر و ثواب ہو حالانکہ تمام کلام اللہ محض اسی اخبار اور اسرار اور
فضائل نبوت اور خاندان نبوت سے پر ہو اسقدر کہ کوئی بیان نہیں کر سکتا کہ جسکا حال
کچھ تفسیر اور بیان ملا حسین واعظ نے جواہر التفسیر مین بقدر حصہ لکھا ہو کہ بمقدار حجم کتاب بار شتر
سے متجاوز ہو گئی اور انکی مدۃ العمر مین کتاب تمام نہو ئی قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا
لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ الخ آیا ہو پھر ایسے معاملات اور واقعات کو ایسی کتاب اللہ
احسن القصص سے ترک کر کے مضامین ولادت اور رضاعت اور وقائع ایسے فروذاتی کی
روایات ضعیفہ غیر مرفوع زمانۂ جاہلیت سے لکھنا اولیٰ ہو یا کتاب اللہ سے معہذا جو ان
علامات غائی ایسے اذکار اور صحبتون سے بیان فضائل نبوی بامید اجر و ثواب ہو پس تحقیق یعنی
روایات مجہولہ زمانۂ ولادت اور رضاعت کی کیا ہو کہ خود ظاہر اور باہر متعارف ہو اور جو کچھ
کہ اسمین اسرار قدرت الٰہی اور عجائب معاملات واقع ہوے اسکا خود اللہ اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے پردہ کیا ہو کہ کلام اللہ اور حدیث مین بیان نہیں کیا پھر جسکا اللہ اور رسول
اسکا پردہ کرے اسکو علی رؤس الاشہاد مجالس متواتر قرار دیکر ایسے ادیان غیر ثقات لا یعلم
ایام جاہلیت کی زبان سے روایت کرنا کب ایسی بدعت داخل حسنہ ہو سکتی ہو بلکہ بہ تخصیص
ایام ولادت خاص حکایات ولادت ایسے راویون کی زبان سے بیان کرنا ملاحظہ
کیا جاوے کہ نام برسم ہنود ہو جاتا ہو کہ ایام ولادت کنھیا مین متعارف ہی فافہم وتدبر
لاجرم اس نظر سے اندر کے از اسرار نبوت اور اسرار کربلا از روے آیات قرآنی لکھنا ضرور تر
ہوا وجہ تخصیص یہی کہ اگر ایسے مضامین کسی کتاب سے لکھے جاتے تو انکی تخصیص حاصل اور تکرار مکرر

دوم بعض مضامین ایسے بھی ہین کہ فریقین مین کیسیکے موافق اور کسی کے خلاف ہین
جسکے خلاف ہوتا وہ بحکم نفسانیت وتعصب کے لا نُسَلِّم کہتا کتاب طرف ثانی کی
روایت ہم نہین تسلیم کرتے جیسا صحاح ستہ ایک فریق کے نزدیک مسلم الثبوت اور دوسرا
لا نُسَلِّم کہتا ہے اور بیان مقصود مصالحہ ہے نہ مناظرہ مثلاً بیان مرتبہ اجر و
ثواب محبت اہلبیت عین ایمان ہے یا بیان مرتبہ ماتمیان حسین شہداے
کربلا کے برابر بلکہ زیادہ تر ہے اسکو اگر کسی کتاب غیر مستند یا روایت منقولہ
غیر معتبر سے لکھا جاوے بے شبہ طرف ثانی کو دل سے اسکے تسلیم مین تردد ہوگا گو بظاہر
زبان سے امنا وصدقنا کہا کرے اسواسطے ایسے مضامین کو آیات متواترہ کلام الٰہی سے
موجہ اور مدلل ثابت کرنا ضرور ہوا کہ کسی کو فریقین مین کسیطرح کا تامل اور تردد اور
مجال لا نُسَلِّم باقی نرہے اور سواے تسلیم کے چارہ نہو وجہ ششم یہ ہے کہ اسطرح کے
تالیفات مین اصلاح ذات البین اور رواج عام مراد ہوتی ہے نہ مناظرہ تا کہ فریقین بعض مضامین
منصوصہ متفق علیہ فریقین خالی از نفسانیت اور بدون جانبداری احدی الطرفین
دیکھکر بلا تامل بجاے خود ہا مجالس امام اور صحبتہاے ہمدگر مین مذاکرہ اور ملاحظہ
کیا کرین کہ ایسے وقت مین اصلاح بین المومنین مصلحت وقت ہوتا ہے جیسا کہ پیشتر
مذکور ہو چکا ہے اسی نظر سے منقولات کتب فریقین ترک کرکے سب مضامین از روے
آیات منصوصہ متفق علیہ بتصریح وتطبیق تمام لکھنا ضرور ہوا کہ کسیکو گنجایش تاویل
اور تردید کی باقی نرہے چونکہ مرتبہ محبت اہلبیت رسالت اور مراتب اجر وثواب ماتمیان

امام علیہ السلام زمرہ امامیہ مین بالاتفاق اعظم تر ہی لہذا امید خدا سے ہی کہ زمرۂ ائمہ
کو اسکے تسلیم اور ایقان مین مقام کلام اور تاویلات کا نہو ہان اگر شاید عوام اہل علم
ابناے جنس کو جو اہل کتاب سے ناواقف ہین اگر بحکم لاعلمی کسیطرح کا کلام یا تامل ہو بھی منظور
خاطر نشان کتاب محقق دہلوی علیہ الرحمہ کا بھی لکھ دیا ہی کہ نزدیک تمام اہل سنت
ارباب شریعت اور طریقت کے بالاتفاق مسلم الثبوت اور معتبر ہی وجہ منجملہ یہ ہی
کہ مذہب مؤلف کا بلا تقیہ اور توریہ علانیہ آبائی اہل تسنن مین نام سرآوردہ مشہور ہی
اور اس کتاب مین سب مضامین منصوصہ از روے آیات قرآنی لکھے ہین اور محبت اہلبیت
رسالت داخل ایمان بلکہ عین ایمان ہونا کتاب اسرار کربلا مین از روے آیات منصوصہ
موجہ اور مدلل لکھا ہو اور کچھ مرتبے اور فضائل خاص جناب امیر علیہ السلام بھی خاصۃً
آیات قرآنی سے لکھے ہین اس صورت مین کچھ حال اور فضائل منصوصہ مصرحہ صحابہ کرام
صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کا جو کلام اللہ مین مثل سورۂ توبہ اور آخر سورۂ نور
اور آخر سورۂ انا فتحنا اور آخر سورۂ اللیل وغیرہ جابجا متفرق بقید موافقت آیہ مطابقاً
للوحی لکھنا بتصریح وارد ہین اور اکثر بالاتفاق فریقین بصراحت تمام ہین کہ کسیطرح کی
گنجایش تاویل کی بھی امین نہین اور ایسی کتاب مین خصوصاً رسائل مولودات اخیر بعینہ
مین التزام ذکر خیر صحابہ علیہم الرضوان کا زمرۂ اہل سنت مین ضروریات لازمات سے ہی
اور یہ کتاب اسرار النبوت کہ درحقیقت نعم البدل رسائل مولودات شریفہ ہی مقام
انصاف ہین کہ ذکر صحابہ نہ بیجا نہ تھا بلکہ ضروری تھا معہذا اس کتاب اسرار النبوت مین اس صراحت

اور توضیح سے بالقصد مذکور نکیا برعایت فرق کتاب اور رسائل بلکہ صرف الی آخرہ
پر اکتفا کیا ہے کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح کسواسطے کہ نہایت غایت اتحاد تالیف سے ایسے
وقت مین اصلاح ذات البین اور اتفاق بین الفریقین سے ہے نہ مناظرہ تا ارباب انصاف
حضرات امامیہ بھی کہ اتنی تنصیص سے صحبت مولود شریف کا کمتر التزام کرتے ہین اگر تعصب
کو کام نفرماوین کیا عجب ہے کہ ایسی کتاب کے ملاحظہ اور مذاکرہ مین تامل فرماوین اور اگر ذکر
صحابہ کا اس تصریح سے جیسا کہ ارباب سنن مین متعارف ہے بیان کیا جاتا تو ظاہر ہے کہ
ارباب طرف ثانی کب متوجہ ہوتے بلکہ مقام تردید اور انکار مین تالیفات اٹھاتے اور رسائل انکے
رد مین لکھتے پھر وہ منفعت اصلاح کی جو عین مقصود بالذات ہے کہان باقی رہتی امر بالعکس
نزاع لفظی اور نفسانیت کو ترقی ہوتی اور یہ نزاع بین المومنین خصوصاً ایسے وقت مین
ہرگز مصلحت وقت نہین جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا فافہم و تدبر اسواسطے خاصۃ ایسے
مقام مین اس تصریح سے جیسا کہ متعارف ہے مناسب مقام اور وقت نہ معلوم ہوا لاجرم
اجمال پر اکتفا کی کہ خود کلام منہ ناطق ہے میان کے اچھے بیان اور موافقت اور معاشرت
و مواصلت اور محبت بلکہ فدویت اہلبیت بھی اور خیر خواہی ہر معاملے مین ظاہر ہو رہا ہے
کہ کتاب اصلاح ذات البین مین بتصریح تمام لکھا گیا یہان ایسے بیان کا کون مقام تھا
کہ مصالحہ ہے نہ مناظرہ وجہ ہشتم یہ ہے کہ سب معاملات نبی ہاشمی خیر خدا کے جو پردہ
بشری اور حیلہ ہاے عالم اسباب مین بظاہر مستتر ہین وہ سب ظاہر اور متعارف عملا ہین
اسکو کون نہین جانتا ہے اور جو کوئی لکھتا ہے بطور قصص و حکایات کے یہی معاملات ظاہری

متعارفہ مراسم بشری لکھتا ہے کہ اسطرح ہجرت فرمائی یون غار مین چھپے اسطرح معاملات
ہنگام ولادت اور ایام رضاعت مین واقع ہوئے یا مضامین تہیدستی اور افلاس
کے کہ چالیس دن تک نوبت آگ جلنے اور چراغ روشن ہونے کی نہ پہنچی اور نکاح حضرت
سیدۃ النساء کا اس عسرت اور تنگی سے ہوا پھر ایسے بیانات سے گویا بیان فوقی ہین بطل ہو گیا
فضائل مین اسی قسم کے معاملات دیکھنے سے کفار سابقین کو گنجایش انکار کی اور کلام کی
ہوتی تھی اَن یَقُولُوا لَولَا اُنزِلَ عَلَیہِ کَنزٌ اَو جَاءَ مَعَہُ مَلَکٌ الخ یا کہتے تھے
مَا اَنتُم اِلَّا بَشَرٌ مِّثلُنَا وَمَا اَنزَلَ الرَّحمٰنُ مِن شَیءٍ اِن اَنتُم اِلَّا تَکذِبُونَ
یعنی کفار سابق یہ حال دیکھکر اسطرح کہتے تھے اور اب اس زمانہ مین منکرین وقت کو ایسے معاملات مین
سے گنجایش انکار اور کلام کی ہوتی ہے پھر ایسے لقا مین کو ایسے وقت مین مقام فضائل
مین بیان کرنے سے کیا حاصل لہذا اسکے ہر اسرار و مصلحتہا و رخ بیان اور فوائد اس عادات
پرورش بشری کی موجہ اور معقول بیان کرنا ضرور تر ہوا تا منکرین کو گنجایش انکار کی باقی
نہ رہے وجہ تفہیم یہ کہ اگر کسی نے وزیر اعظم مدار المہام کی شان و شوکت اور جاہ وحشم ظاہری کی
تعریف بیان کی یہ کون تعریف شایان وزارت کے ہے کہ ہر امرا اور ہر سردار کے اسطرح
جاہ وحشم ظاہری متصور اور ممکن ہے ہان تعریف وزیر اعظم کی یون ہے کہ نسبت قرب
اور علو رتبہ و عز و جاہ اسکا حضور بادشاہ مین کس مرتبہ کو ہے فضلاً عمایہ خاص زبان اور
کلام بادشاہ سے فضائل وزیر اعظم کے بیان کیے جاوین کہ بیان اسکا زبان بشری سے
ترجمہ سُبحَانَکَ لَا اُحصِی ثَنَاءً عَلَیکَ اَنتَ کَمَا اَثنَیتَ عَلٰی نَفسِکَ

اللہ تعالیٰ نے جو اپنے نور ذاتی کو پردۂ بشری میں چھپایا اور بحجابت اس
پردۂ بشری کے سب امور اور معاملات اندرونی و ظاہری مثل ادنیٰ ترین بندگان کے بکمال
مسکینی اور تہیدستی اور عسرت اور مصائب کے ظاہر کیے یہ خود ظاہر ہے کہ یہ امتحان منکران اور
امتحان عقیدت مومنان ہے کہ انکی مصلحتیں اور نیز بیان وجوہ و علل بجائے خود ہیں مگر ہم نے
اسطرح کے مضامین ظاہر اور متعارف کو سب بیان کرتے ہیں مگر شان ظہور نور ذاتی کی
کب ظاہر ہوگا اور کس طرح ظاہر ہوگا اور ماہیت و مثل حقیقت نور محمدی کی کیا ہے بہ تطبیق
آیات قرآنی کمتر بیان کرتے ہیں کہ مثلاً معنی اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ سے کیا مراد ہے لہٰذا
جلوۂ ظہور شان محمدی بعقیدہ زائد و وقت کلام الٰہی سے بیان کرنا ضرور ہوا کہ بمبداء حفظ
نظیر کامل مرتبہ شہود اس نور ذاتی کا حد استطاعت سے ترقی کرکے ہر سامع کو بچشم ظاہر معائنہ
ہو جاوے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الَّذِیْ السَّارِیْ فِیْ جَمِیْعِ اٰثَارِ الْاَسْمَاءِ وَ
الصِّفَاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ۔ وجہ یازدہم یہ کہ حکایات اور معاملات
ظاہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو متعارف اور نمایاں ہیں انکو اکثر بیان کرتے ہیں
کہ تحصیل حاصل ہے چنانچہ بیان عرصہ حقیقت مشاہدہ رنگ دیا را لہٰذا بیان
بیان حقیقت محمدی ضرور ہوا اور وہ ادراک بشر سے باہر اگر عین ذات اوست کہا جائے
تو شریعت مانع آتی ہے اور مقام حقیقت میں کچھ تعریف و ترجیح اور تخصیص نہیں پائی جاتی کہ
ہر ذرہ عین اوست کہتے ہیں پھر اس شان محمدی کی کیا تخصیص ہوئی اور اگر غیر
کہا جائے تو کچھ بات نہ ہوئی پھر کیا کہا جاوے مشکل حکایتی است کہ ہر ذرہ عین اوست

لیکن منبۂ ان کے حکایت باوکنندہ یہ ملاحظہ ہو کہ ایسا مضمون ادراک بشر مین کس طرح
آسکتا ہے جب ادراک مین نہ آیا ناطقہ سے کسطرح ادا ہو سکتا ہے پھر ایسے مضمون کی زبان ناطقہ
سے اسطرح ادا ہونا کہ سامع مخاطب صحیح کے بھی ادراک مین آجاوے البتہ بے تائید ایزدی
اختیار اور کار بشر نہین یہ مضمون باریک محض بتائید غیبی بصورت موزون قلم سے نکلا ہے
البتہ لائق غور اور ملاحظہ ارباب باطن کے ہے کیا عجب ہے کہ ارباب ظاہر بسبب نافہمی کے
گفتگو کرنے لگین وجہ ورود وہم یہ کہ اکثر انبیاء اولوالعزم کا ایک لقب خاص بقدر
نسبت من اللہ معین ہے کوئی خلیفۃ اللہ کوئی صفی اللہ کوئی خلیل اللہ کوئی کلیم اللہ
کوئی روح اللہ علی ہذا القیاس بھی القاب اور اسماء صفات ثبت ہین کہ محتاج بیان نہین مگر لقب
خاص امام کامل اور خطاب اعظم عبدہ ہے کہ عبدہ و رسولہ اور عالم ظاہر مین بھی محمد ابن عبد اللہ
نام ظاہر ہے پس جسطرح اس حکیم مطلق نے اپنے نور ذاتی کو اس پردۂ بشری مین بکمال سکینت
اور تہیدستی اور یتیمی اور فقر و فاقہ مین چھپایا ہے اسیطرح سے اس لقب اور خطاب خاص کو بھی
ملاحظہ ہو کہ بظاہر کس پردۂ تعمیم مین چھپایا ہو کہ لفظ عبدہ کا بظاہر کہتے ہین عام معلوم
ہوتی ہے کہ علی العموم نسبت ہر بندہ کے اطلاق ہو سکتی ہے بظاہر مثل روح اللہ اور کلیم اللہ
اور خلیل اللہ تخصیص اور وقعت نہین معلوم ہوتی ہے اور رتبے اور معنی اس لفظ عبدہ کے
بس بلند اور ارفع ہین اور کمال مرتبۂ شان عبدیت اور عبودیت اور عبادت اسی نور مجسم پر
ختم ہو چکی ہے لہذا معنی لفظ عبدہ کے از روے نصوص قرآنی بشرح و بسط بیان کرنا ضرور ہوا
تا منکر تعمیم ظاہرہ لفظ اسرے بعبدہ معلوم ہو سبحان اللہ کیا رتبہ و شان اور فضائل اعظم اس لقب

عیب ہوسکتی ہیں کہ لطف انکا عند الملاحظہ آخر کتاب مین معلوم ہوگا وجہ سیزدہم [۱۳]
یہ کہ فضائل درود کے جسقدر کلام اللہ اور احادیث معتبرہ سے بیحد و حساب ثابت
ہین محتاج بیان نہین مگر اسقدر فضائل بیحد و حساب کی وجہ دلیل عقلی کمتر کسی نے
لکھی ہی لہذا اسکی وجہ معقول عاقل پسند بے نظیر دلپذیر لکھنا ضرور ہوا کہ اواخر کتاب
مین مرقوم ہی وجہ چہاردہم [۱۴] یہ کہ جسطرح معجزات اکثر انبیا کے بتصریح تمام کلام اللہ مین تو اتر
مذکور ہین اسطرح سے معجزات اس معجزہ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اللہ مین کمتر مذکور ہین
حالانکہ معجزات آنحضرت بیحد و حساب اور ہر حرکت و سکون اور قول و فعل اور خواب و بیداری
آنحضرت کا معجزہ تھا مگر باہمہ کثرت اور تواتر کلام اللہ مین کمتر مذکور ہین اس سبب سے منکرین
نبوت کو عوام ناواقف کے دھوکا دینے اور الزام دینے کی بڑی گنجایش ہوتی ہی کہ اور انبیا کے معجزات
قلیل بلکہ احاد سب کلام اللہ مین مثل ناقہ صالح یا عصاے موسی یا اعجاز مسیحائی وغیرہا بتصریح تمام
مذکور ہین لیکن نبی آخر الزمان کا جسپر کلام اللہ نازل ہوا باہمہ کثرت معجزات کوئی معجزہ کلام اللہ مین
مذکور نہین اس صورت مین جو کتب اسلامیہ مین معجزات نبوی مرقوم ہین کب ایسا منکر تسلیم
کریگا لہذا اسکی وجہ موجہ و معقول کہ باعث سکوت منکرین اور رفع اطمینان و ایقان مؤمنین ہو
لکھنا ضرور تر ہوا خصوصاً ایسے وقت مین کہ اس قسم کے مغلطہ الزامی اکثر جاری ہین ہر مومن کو
ایسے مضامین معلوم ہوجانا مناسب معلوم ہوتا ہی تا ازراہ ناواقفی مغالطہ نہ کھا دین اور جواب
معقول مین عاجز نہوئین یہ بھی اواخر کتاب مین مرقوم ہی وجہ پانزدہم [۱۵] یہ کہ اکثر ارباب جلسہ مولود
شریف بیان کرتے ہین کہ عدم مغفرت اور معذب ہونے والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ممنوع ہونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے دعائے مغفرت والدین کے کس شرح و بسط سے بیان کرتے ہیں
نہ معلوم اس بیان کی ضرورت اور مصلحت ایسے مجالس عام میں ایسے عہد میں کیا ہے اور
ہم میں کیا فضائل سمجھتے ہیں جو باین شدومد ذکر کرتے ہیں اور وہ باعث ضعف ایمان اور
عقیدت عوام بلکہ مقام تحیر خواص اہل العلم اور ادھر منکرین کو کیسی حجت انکار کی اور الزام کی
اہل اسلام کی نسبت اس بیان سے ہاتھ لگتی ہے مگر لوگ اس بیان سے کیا بزعم خود سمجھتے ہیں کہ اپنی
امت پر کسقدر مہربان تھے کہ اس امت کی شفاعت کیواسطے والدین کی شفاعت منظور
نہ کی اور جاہل عوام یہ سمجھکر بار بار رکے گریہ کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے ہیں کہ بات کہاں سے کہاں
پہونچتی ہے وہ وجود معدن نور محمدی کی ازواج سے جہلا طاہر ہے ہیں فسلکا بعد فصل بیان
کرتے ہیں جو مضمون کہاں گیا اور حقوق والدین پر جسکی کلام اللہ میں کسقدر تاکید ہے
حقوق ایسی امت عاصی فاجر کے لیے غالباً ترٹھہرتے ہیں اور منکرین کو حجت الزام کی ملتی
بلکہ جرات طعن اور مضحکہ کی ہوتی ہے خصوصاً ایسے وقت میں قیامت ہے لہذا اسکا بھی
حقیقت حال اور سر کار واقعی از روے آیات و نصوص قطعیہ اور دلائل عقلی اور بعد
بالاجمال لکھنا ضرور ہے تا کہ مضمون بھی بیان واقعی اور رفع تردد مومنین اور سکات کافرین
منکرین کا بھی بخوبی ہووے چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار آمدم بر اصل سخن
کنند اعتنا بر زوائد سعید کنون کا ہتمم بباغن نیہ سے کجائی ای تسلیم از
دیدہ مستورہ بکین از واقعات دیدہ مسطور بچشم و سر روان شو چشم بد دور
مستفی نفوسہا انتلی لنور * فذکر انما انت مذکر فاذکر

چنانچہ مذکور ہوا اب معلوم کرنا چاہیے کہ جبکہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ جو بندگان
خدا واسطے ذکر خدا کے مامور ہیں بموجب فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ خدا کی طرف سے
بھی ذکر بندگان ذاکر کے مذکور ہونا لازم ملزوم ہوا پس لحاظ کرنا چاہیے کہ آیا
ذکر خدا سے فاضل تر کون عبادت ہو سکتی ہے فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ پس یہ امر
منصوص بلا اتفاق ہے کہ کوئی عبادت فاضل تر ذکر خدا اور رسول سے نہیں کما نص علیہ
القرآن اُتْلُ مَا اُوْحِیَ مِنَ الْكِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ
الْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ہرچند نماز اور تلاوت کلام اللہ بھی داخل ذکر ہیں
مگر یہاں اس سے جدا کر کے بلفظ اکبر تخصیص فرمائی اس سے صریح پیدا ہے کہ سوائے
نماز اور تلاوت کے بھی کوئی صورت ذکر الٰہی کی ہے اسمیں بہت کچھ لوگوں نے
لکھا ہے کہ شرح اسکی دراز ہے علیٰ ہذا کاتب نے بھی بقدر اپنے حصہ کے کتاب
ظہیر الایمان میں مقام ہفتم منزل پنجم میں شرح کی ہے فلینظر ثمہ چونکہ ذکر اسکا
دراز ہے اور یہاں مقصود اس ذکر خاص سے ہے جو اکثر مجالس اور محافل اور مساجد میں
بطور مواعظ اور نصائح کے آیات اور احادیث اور حکایات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام
ذکر کرتے ہیں خصوصاً ذکر خاص جو مجلس ماتم امام علیہ السلام اور بعضوں مولود شریف
میں صحبت خاص قرار دیکر ذکر امام علیہ السلام اور ذکر محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
باہتمام تمام کرتے ہیں اسکا بھی اجر اور ثواب حد و نہایت سے زیادہ ہے ہرچند اس قسم
کی صحبتوں میں بسبب اقرار اور تقریر اور زیادہ شاعری اور الفاظی اور روایات غیر معتبر

ہو غیر مستند مصنوعی ہے وہ صورت عبادت کی کتنی باقی رہتی ہے اور علماے محتاط
ترقیمیں ایسے ہی احتیاط کرتے ہیں اور بدعت تازہ کہتے ہیں اگر اس نظر سے کہ ذکر کسکا ہی
باکی نوع کسا تیار ہے کہ خالی از ثواب بھی نہو کاتب کے یہ پایہ نہیں کہ کسی پر
اعتراض و تخطیہ کرے والعہدۃ علیہم خصوصاً مجالس مولود شریف کہ مایۂ اجر
جزیل ہیں ان میں بھی بسبب کثرت اور تعمیم کے بہت افراط و تفریط اور بدعات اور ایجادات تازہ
روز بروز بڑھتی جاتی ہیں اسکی تصریح کہانتک کیجیے یہانتک کہ باظہار کمال جوش محبت محمدی
تمام تر ور انشا اور شاعری اور لفاظی اور رنگینی اسی مقام میں صرف کرکے بامید داد سخن
مثل مشاعرے اور مناظرے کے مجالس علی الاتصال قرار دیکر قصائد رنگین و زبان دراز
مزامیر سرایان ہوتے ہیں یہانتک کہ بطور ٹپہ اور ٹھمری کے الفاظ ہندی سے ترکیب دیکر
گاتے ہیں کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد علی کی بیری فاطمہ کے پتا خدیجہ کے بلم صلی اللہ
علیہ وسلم یہ ذکر ان لوگوں کا ہی جو بڑے سر آورده مصنف اور ذاکر مولود کے ہیں
اکثر مردم شہر بہزار تمنا اور منت پذیری دعوتیں کرکے واسطے پڑھنے مولود کے اپنے
گھر میں لیجاتے ہیں سواے اسکے کبھی مولود شریف میں ذکر مناقب تفضیلی و فضائل اہلبیت رسالت
اور ائمہ اطہار علیہم السلام کمتر سنا گیا اسمیں بھی فی الجملہ بوے تعصب پیدا ہی حالانکہ جو محامد
اور فضائل خاندان رسالت اور ازواج امہات مومنین کلام الٰہی میں ہیں کو اور نصوص میں ہیں
اسمیں کلام کسکو ہی پھر اسکے ترک کرنے میں سوا تعصب کے کیا کہا جاوے بہر حال جو کاتب
کو یہ بھی پایہ نہیں کہ کسیکو الزام دے سکے سو منکہ حال عیب خود نشستم طعنہ بر عیب

دیگران چہ زنم مگر جس حال مین ذوالفقار خانہ دو زبان ہاتھ مین ہو اس حال مین اسقدر افراط اور تفریط کیا کہ نوبت ٹپہ و ٹھمری اور رقص مزامیر کی پہونچی بچشم خود دیکھی جاوے اور باعذر کمزوری اور کسر نفس سکوت کیا جاوے غالب کہ شرع معذور اور معاف نہ رکھے کہ حدیث صحیح ہو مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فِي دِيْنِ اللّٰهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ حَبَّةُ خَرْدَلٍ مِنَ الْاِيْمَانِ یعنے جس شخص نے دیکھا کوئی منکر خلاف شرع یا بدعت امور دین مین چاہیے کہ تغیر دیوے اُس منکر کو اپنے ہاتھ سے مثلاً چنگ یا مزامیر یا بت یا آلہ خمر وغیرہ اُسکو اپنے ہاتھ سے توڑ ڈالے اور اگر یہ نہو سکے پس زبان سے منع تاکید منع کرے اور اگر یہ بھی نہو سکے پس اپنے دل سے کراہت کرے اور برا جانے تا امکان اُس صحبت سے اُٹھ جاوے اور نہین ہو سوا اسکے برابر ایک دانہ رائی کے ایمان یعنی جو ایسا بھی نکرے اور بطیب خاطر روا رکھے اور گوارا کرے تو اُسکا ایمان دانہ رائی کے برابر بھی نہین باقی رہتا فقط کاش اگر بدعت حسنہ بھی ہوا ور فضائل اور شرایف نبوت بیان واقعی از روے آیات قرآنی اور کتب معتبرہ کہ دفتر و تفسیر و حساب مین بیان کیے جاوین پھر بھی ایک بات ہو اور غالب ہو کہ داخل بدعت نہو چاکہ اس طرز بیان سے بصورت سرود مگر چونکہ اس زمانہ مین بیدِہٖ اور بِلِسَانِہٖ کا کم تر کسیکو اختیار ہو اور بِقَلْبِہٖ اگر ہو وہ کس طرح سے بصورت ظاہر معلوم ہو اِلّا یہ کہ اظہار اور تردید اُسکی تا امکان اگر بِقَلْبِہٖ تائین شایستہ ممکن ہو البتہ دریغ نکرنا چاہیے ایسے مقام مین بحکم وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا کسیکا تخطیہ اور عیب گوئی

اور تدبیر اپنا دستور ہوا ور شرع کبھی ہو پھر آخر کو ایسی جگہ سوائے اسکے کیا چارہ ہے
کہ بمفاد وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْهُ اُس طرف سے اعراض اور روگردانی
کرکے جو کچھ اپنے امکان میں ہو سکے تدارک اور تلافی میں دریغ نہ کیا جائے
کہ قطعاً منع اور انکار ایسی رسمون اور مجالس خیر اور برکات کا نہ چاہیے اگر بدعت ہے
یہ صورت گدائی اور طرز بیان بصورت راگ رنگنی کے ہے نہ کہ ذکر فضائل ایسے محبوب الٰہی
اشرف الانبیا کا کہ منتہائے عبادات اور باعث اجر و ثواب جزیلہ ہے لہذا بندہ کمترین محمد ظہیر الدین
کو سوائے اسکے کچھ چارہ نہوا کہ بقدر امداد مبدأ فیض اور تائید روح القدس کے جو کچھ کہ ہو سکے
وہ مضامین صحیحہ جواز روئے آیات منصوصہ متفق علیہ فریقین بیان واقعی ہوں برعایت
حفظ آداب اور پاس شریعت اور طریقت بیان کر دیے جاوین کہ کسیکو مجال سخن نہو
اور مرتبہ عبادت اور اجر اور ثواب کا بھی تکمیل کو پہونچے اور دلون پر بھی اثر کرے پھر یہ
خیال آیا کہ اگر یہی حکایات اور روایات اور معاملات اور سوانح متعارفہ عالم ظاہر کے نقل
کیے جاوین وہ خود ظاہر اور مشہور اور دفتر در دفتر متون سیر اور تواریخ لبریز اسکا بیان و اعادہ
تحصیل حاصل زیادہ محققین سابق سے کوئی کیا لکھ سکتا ہے اور اگر کچھ اپنی طبیعت اور
دماغ سے اُتار کر کے لکھے بھی وہ مثل بعض مضامین موجدہ شعراے مرثیہ گو کے معتبر کب ہو سکے
بلکہ داخل بدعت ہے دوسرے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور ذاتی کو پردہ بشری میں چھپا کر
اس پردے میں نام اسکا محمد قرار دیکر ظاہر کیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور برعایت
اس پردہ بشری کے سب معاملات مانند و بود اور رضاعت اور ولادت وغیرہ بطریق

متعارف عادت بشری ظاہر کیے ہین تا پردہ بشری اور عبدیت باقی رہے اس کیفیت
حالات وقت ولادت اور ایام رضاعت اور پرورش زمانہ صغرسنی کے کہ بظاہر مثل غربا
اور مساکین کے بکمال عسرت اور تنگدستی اور تکالیف کے واقع ہوئی لکھنے اور بیان کرنے کی
کیا حاجت کہ حسب عادت متعارف برسم ظاہر زمانہ جاہلیت سب مراسم ادا ہوے ہونگے
اُسکے بیان کرنے مین کیا شرف اور فضیلت موافق شان اس نور ذاتی کی پائی جاتی ہی
اسی اس ایام مین جو کچھ عجائب قدرت الہی مثل شق صدر مبارک اور بعد ولادت کے
غائب ہو جانا آپ کا اور پھر با لباس حریر جنت آپکا ظاہر ہونا یا فرشتون کا واسطے
زیارت شریف کے آنا یا قبل ولادت شریف کے حضرت مریم اور آسیہ زن فرعون وغیرہ کا
غیب سے واسطے ادای مراسم ولادت اور خدمات وضع حمل کے آنا اور کاسہ پراز شیر جنت سے
یا عبد اللہ والد آنحضرت کو قبل نکاح کے زنان عرب کا بطمع نور محمدی اپنی وصلت کیواسطے
درخواست کرنا اور بہت روایات ایسی قیام کے جو اکثر مولودون مین بیان کرنا ضرور جانتے
ہین ملاحظہ ہو کہ ایسی روایات کا راوی کون ہی اور شناسائے حضرت مریم آسیہ زن فرعون
کا اور شناسائے نور محمدی کا صلب عبد اللہ مین اس زمانہ قبل بعثت مین زنان
عرب مین کون تھا کہ جہان غزوون کے بیان حال مین اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا
آیا ہی کہ بعد ظہور اُس نور کے ارباب مکہ نے کمتر پہچانا اور جسطرح بعداوت اور ایذا رسانی
پیش آئے خود معلوم ہی پھر ایسی روایات ضعیفہ کا کوئی راوی ثقات اہل اسلام سے یا سند
اُسکی آیات اور احادیث سے کہان بعدا جو کچھ مرتبہ اور شان نور مجسم ذاتی کے عند اللہ

متحقق از روے آیات بینات کلام اللہ ظاہر اور باہر ہین انکو ترک کرنا اور اسکے
مقابلے مین بیان ایسی روایتون ضعیفہ غیر ثقات کی کہ شاید بایثان ایسے محبوب الہی کے
بلکہ وہ ان مرتبہ اور کسر شان اُس نور مجسم کے ہی تفسیر سے بہ اسرار کہ اللہ نے اور اسکے
حبیب نے چھپائے ہوئے اور کہین کلام اللہ اور احادیث صحیحہ مین اُنکا بیان نہوا انکو
بایں شد و مد مجالس قرار دیکر راویان مجہول غیر ثقات کی زبانی بمقام کمال شرائف اور
فضائل نبوی بیان کرنا اور اسکو کمال عبادت سمجھنا کب لائق شان اور مرتبہ ایسے ذوالنعم کی
کے ہی ہرچند اُن روایات کی صحت اور تصدیق مین معاذ اللہ کسکو کلام ہو کہ تواتر کو
پہونچے ہین مگر مقام فضائل اور شرائف ایسے افضل البشر بیان کرنے کا کون مقام ہی
کہ بطاہر سب پردہ سکینت مین چھپے ہوئے تھے اور کہین کسی آیت و حدیث مین
نہ انکا ذکر نہ اُنکے بیان کا حکم اور اگر حدیث مین کچھ مضامین حالات ہنگام ولادت اور
ایام رضاعت آپ کی زبان مبارک سے تصدیق پہونچائے ہوتا ضرور ہی کہ اس حدیث کو
بقید نام راویان فروع مولودون مین لکھا کرین تا پایہ اعتبار اور تاثیرات اور ثواب بواقعی ہوا کرے
پہونچتے جو کچھ فضائل اور شرائف اور حکایات اُس نور خدا کے بیحد و حساب کلام الہی
مین اور احادیث اور کتب سیر و تواریخ مثل روضۃ الاحباب اور مدارج النبوت اور معارج النبوت
اور فضائل النبوت اور شواہد النبوت اور جذب القلوب وغیرہ مین صحیح اور مستند خصوصاً
عجائب التفسیر مین کس شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہین اُن سب کو بیک قلم ترک کرکے خاص
حکایات ایام رضاعت اور ہنگام ولادت بہ تخصیص ایام اور ماہ ولادت اس اہتمام سے صحیح تہین

قرار دیگر التزام کرنا ملاحظہ ہو کہ بعینہٖ بالتشبیہ معاذ اللہ مانا برسم ہنود ہی کہ جنم اشٹمی مین
بقید ایام اور بیاد ولادت کنہیا کے عمل مین لاتے ہین اگر مجالس ذکر حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم بہ نیت ثواب قرار دیتے ہین بارے تخصیص ایام خاص ولادت اور حکایات ولادت کی کیا ہی
تاریخ بست و ہفتم رجب المرجب کہ شب اسکی شب معراج اور دن اُسکا یوم صوم کہ بنظر کثرت
ثواب کے بلفظ روزہ ہزاری عوام مین نامزد ہی کیا برا ہی کہ اُسکو اختیار کرتے ہین جو
مشابہ برسم ہنود ہی فَافْہَمْ وَتَدَبَّرْ پانچوین مراد ایسی صحبتون اور اس قسم کے
اذکار خاص سے نظر بمعنی اور تعقل مضامین اور نکات اور اسرار حکمتہائے الٰہی مقدم تر
اور سمجھنا مضامین کا ضرورتر ہوتا ہی اسمین ثواب بھی زیادہ ہی اور حدیث مین بھی آیا ہی
کہ یَتَدَبَّرُ مَا یَذْکُرُ وَیَتَعَقَّلُ مَعْنَاہُ یعنی غور اور خوض اور فکر اور تدبر کرے
اسکا جسکا ذکر کرتا ہی اور تعقل کرے معنی اسکے فقط اس صورت مین بقدر ادراک
عقول اور فہم بشری اگر مضامین مع جد اور مستند آیات منصوصہ قرآنی سے بیان
کیے جاوین بہ نسبت مضامین غیر متعارف اور غیر منصوص کے جو ادراک عقول بشری سے
برتر اور دور تر ہین اولیٰ تر اور موثر معلوم ہوتا ہی پس یہان مقام سخن کا یہ باقی رہا کہ
فہوم عوام کے مضامین عالیہ اور نکتہ ہاے باریک قرآن و حدیث کے نہین سمجھ سکتے
ہین شاید اس لنظر سے بیان حکایات متعارفہ ہنگام ولادت اور ایام رضاعت اور
راویان ظاہر ایام جاہلیت پر اکتفا کی ہو پس بیان انکے گوش دل اور چشم انصاف کا
ہی کہ اللہ تعالیٰ محض برعایت فہم و ادراک ہم کوتہ فہمون کم ادراک کے ایسی مثالون ظاہر

اور مشہور عام فہم سے بتصریح اور توضیح تمام سمجھاتا ہو جیسے بعینہٖ اسکا نقشہ اور تصویر
کھینچ دی ہو کہ بسبب کثافت سمجھ مین نہ آنا کیسا بلکہ چشم ظاہر عیانہ ہوجاتا ہو کہ تلک
الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون اسکے مقابلے مین جو اکثر
مضامین غیر مستند بعض صحبتون مولود شریف مین بیان کرتے ہین وہ ہرگز عقل
مین آتے ہین نہ اسکا کوئی راوی و سند انکی قرآن حدیث سے کہ سننے والون کے دلون مین
شبہات اور اعتراضات واقع ہوتے ہین اور منکرین کو حجت الزامی ہم پہنچتی ہے جیسا کہ
مضامین نورنامہ کے نظم و نثر مین بیان کرتے ہین کہ سب مضامین عجیب اولی قبل خلقت
عالم کے جو ہرگز عقل بشر مین نہین آتے نہ خبر انکی قرآن و حدیث مین نہ کسی نبی نے خبر دی
نہ اس سے کچھ شرف و فضیلت نبوت کی پائی جاتی ہو اور نہ عقل مین آتے ہین اور امام
غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیطرف منسوب کر کے اسطرح بیان کرتے ہین کہ بالفاظ نقل عبارت
ترجمہ کتاب اردو کی لکھی جاتی ہو والعہدۃ علی القائلین **نقل ترجمہ اردو کتاب عربی**
دقائق الاخبار کی اللہ تعالی نے ایک درخت پیدا کیا جسمین چار شاخین تھین اسکو
شجرۃ الیقین اسکا نام رکھا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو سفید موتی کے پردے مین طاؤس شکل کر
اس درخت پر بٹھایا اُسنے ستر ہزار برس اُسپر تسبیح کہی بعد ازان حیا کا آئینہ پیدا کر کے
اُسکے آگے دھرا جب طاؤس نے آئینہ مین اپنی صورت دیکھی نہایت حسین و جمیل زیبا و
شکیل تب اللہ تعالی سے حیا کی اور پانچ دفعہ حق تعالی کو سجدہ کیا سو یہی سجدے سبب
فرض موقت ہو گئے کہ حق تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی امت کو پنج وقتہ

نماز کا حکم کیا پھر حق تعالیٰ نے اُس نور کیطرف دیکھا تب شرم سے پسینا پسینا
ہوگیا سو اُسکے سر کے عرق سے فرشتے پیدا ہوے اور چہرے کے عرق سے
عرش و کرسی لوح قلم چاند سورج تارے اور جو کچھ آسمان میں ہو پیدا ہوے اور سینے کے عرق
سے انبیا و رسل و علما و شہدا و صلحا اور ابرو کے عرق سے سب اہل ایمان اور کانوں کے
عرق سے یہود و نصاریٰ و مجوس و غیرہم کی ارواح اور پشت کے عرق سے بیت المعمور
و کعبہ اور بیت المقدس اور ساری دنیا کی مسجدوں کی زمین اور پاؤں کے عرق سے
زمین پورب سے پچھم تک اور جو کچھ اُسمیں ہے سب پیدا ہوا پھر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے
نور میرے حبیب کے نظر کر سو اُسنے دیکھا اپنے آگے ایک نور اور پیچھے ایک نور اور دہنے
ایک نور اور بائیں ایک نور یہ چاروں یار تھے رضی اللہ عنہم پھر اُس نور نے ستر ہزار
برس تک تسبیح کی تب حق تعالیٰ نے اُس سے ارواح انبیا کو پیدا کر کے اُنسے لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کہلوایا پھر عقیق سرخ سے ایک قندیل شفاف پیدا کی اور محمد صلی اللہ علیہ و
سلم کی صورت کو جسطرح دنیا میں تھی اُسیطرح بنا کر قندیل میں رکھا اور تمام روحوں
نے اُسکے گرد طواف کیا اور ستر ہزار سال تک تسبیح و تہلیل کی پھر خدا تعالیٰ نے
سب کو حکم کیا کہ اُسکی طرف دیکھیں سو جسنے اُسکی طرف سر کو دیکھا خلیفہ و سلطان
ہوا اور جسنے پیشانی کو دیکھا امیر عادل ہوا اور جسنے ابرو کو دیکھا نقاش ہوا اور جسنے
کانوں کو دیکھا صاحب تمتع و صاحب اقبال ہوا اور جسنے آنکھوں کو دیکھا حافظ قرآن
ہوا اور جسنے رخساروں کو دیکھا سخی اور عاقل ہوا اور جسنے بینی کو دیکھا طبیب عطار ہوا اور

ہونٹھون یا دانتون کو دیکھا خوبرو ہوا اور جسنے منھ کو دیکھا روزہ دار ہوا اور
جسنے زبان کو دیکھا بادشاہون کا قاصد ہوا اور جسنے حلق کو دیکھا واعظ و مؤذن
ہوا اور جسنے ڈاڑھی کو دیکھا جہاد کرنیوالا ہوا اور جسنے گردن کو دیکھا تاجر ہوا اور
جسنے دونون بازو کو دیکھا تیغ زن ہوا اور نیزہ باز ہوا اور جسنے صرف داہنے بازو کو دیکھا
حجام ہوا اور جسنے صرف بائین بازو کو دیکھا جلاد ہوا اور جسنے داہنی ہتیلی کو دیکھا
صرافہ ہوا اور جسنے بائین ہتیلی کو دیکھا ناپنے جوکھنے والا ہوا اور جسنے دونون ہتیلی کو
دیکھا سخی اور صاحب کسب اور جسنے دونون ہاتھون کی پشت کو دیکھا بخیل ہوا اور جسنے
داہنے ہاتھ کی انگلیون کو دیکھا کاتب ہوا اور جسنے بائین ہاتھ کی انگلیون کو دیکھا
درزی ہوا اور جسنے سینہ کو دیکھا عالم و مجتہد ہوا اور جسنے پشت کو دیکھا متواضع اور
شرع کا مطیع ہوا اور جسنے پہلو کو دیکھا غازی ہوا اور جسنے شکم کو دیکھا قانع اور زاہد ہوا
اور جسنے زانون کو دیکھا راکع و ساجد ہوا اور جسنے پانون کو دیکھا شکاری ہوا اور
جسنے قدم کے نیچے دیکھا بڑا چلنے والا ہوا اور جسنے پرچھائین کو دیکھا سرودی ہوا
اور جسنے نہ دیکھا یہودی ہوا نصرانی و کافر و سرکش ہوا اور جاننا چاہیے کہ حق تعالے
نے نماز کی لفظ کو احمد کی صورت پر مقرر کیا قیام الف کے مانند اور رکوع ح کے مانند
اور سجدہ میم کے مانند اور نشست دال کے مانند اور خلق کو لفظ محمد کی صورت پر پیدا
کیا سر میم کے مانند گول اور دونون ہاتھ ح کے مانند اور شکم میم کے مانند اور دونون
پانون دال کے مانند اور کوئی کافر انکی صورت پر جلایا نجائیگا بلکہ صورتین انکی بدل دیجائینگی

تخصیص تاریخ کی مخصوص ہو نہ تخصیص دن کی کہ دن دوشنبہ کا
واسطے ذکر خیر الانام کا اور صوم و صلوٰۃ اور صلوٰت ہر ہفتہ کے دوشنبہ
مین مجاز او رجواز ہو سکتا ہی اسمین سب مومنین کی کیا راے ہی
کہ یہ تمامتر رسالۂ اسرار النبوت مؤید او رمبنی اسی مضامین
اصلاح ذات البین اور اتفاق فریقین پر ہی
بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

تتمۂ سخن از جانب اہل مطبع

بدیدن مضامین این کتاب ہر کہ دلے دارد واند کہ از کجاست خود ظاہر کہ مثل مرثیہ ہا دو ہ مجلس و غیرہ صدہا رسائل مختصر ہمین یک مضمون میلاد شریف در نظم و نثر تالیف و تصنیف شدہ باشند و میشوند مگر مضمون واحد و طرز بیان ہر یک بطرز خود جدا است کما ھُوَ ظَاھِرٌ و درینجا مضمون ہم جدا است کہ از حقیقت و حقیت و واقعیت جدا نیست کہ ماخذ این تمامتر از قرآن و حدیث ست و ماخذ آن مختلف و مجہول از زبان زنان ایام جاہلیت غیر ثقات یا نقو ور از گوش یا راویان مجہول بے نام و نشان بلفظ نقل ست بیس ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا بدین نظر کہ این مضمون تازہ و واقعی از جای دیگر یافتہ نمیشد مگر حکم قطعی برین کہ از جای دیگر ہست یا نمیشد اکنون کہ یکے ولیے بشارت صادقۂ مؤلف بر ورق کتاب و رادمؤلف نوشتہ دیدہ شد بدیدنش حکم یقینی و قطعی میتوان کرد کہ بتائید مؤید حقیقی از جای دیگر ہست کہ میفرماید علم الانسان ما لم یعلم و نقل آن رویای صادقہ انشاء اللہ تعالی با لفاظہ در خاتمۃ الطبع آخر کتاب بطبع خواہد آمد فانظر کیف کان مکرر

تمت

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين

یا ایہا المومنین والمسلمین مژدہ باد کہ یہ کتاب لاجواب عجیب قدرت الٰہی اور معجزہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من جانب اللہ عزشانہ ظہور مین آئی کہ تمام ماحصل مضامین مولود شریف کے مع حلیہ شکل وصورت سراپاے صورت ظاہری
اور صفات باطنی اپنے حبیب کی خود اُس محب حقیقی عز اسمہ وجلت قدرتہ نے بتیہ نام بنام تمام اعضاے جسمانی اور
خصائل ذاتی اور شرائف روحانی مفصل اور مشرح بیان فرماکر مفہوم معنی نوراً علی نور کے ظاہر فرماے یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن
يَشَاءُ وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اب اس صورت مین وہ جو اختلاف بین المجتہدین فقہاے شریعت اور فقراے طریقت کے
درباب انعقاد مجالس میلاد شریف کے بصورت متعارفہ کذائی بقید تعیین ماہ اور تاریخ اور تخصیصات خاصہ اور ورود ایسے موضوع
مجہولہ غیر معتبرہ اور بدعات خلاف شرع کے متعارف تھا وہ سب اختلاف اتفاق سے بدل ہوکر مفہوم معنے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ
اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ من جانب اللہ ظاہر ہوگئی جیسا کہ خداے تعالی خود فرماتا ہے وَنَزَعْنَا
مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِينَ لہذا نام رسالہ کا اسم بامسمے

اسرار النبوت اور فضائل النبوت نعم البدل مولود شریف

قرار پایا وجہ تسمیہ دونامون کی اسکے مضامین سے ہویدا ہی اور بجاے خود اسی کتاب مین مذکور ہی پس جب یہ کتاب
جامع بین القولین بمضامین اصلاح ذات البین بتائیدات تلقاے ربانی آیات قرآنی سے مرتب اور مکمل ہوکر اہل مطبع کی
نظر مین آئی اولا بمزید احتیاط قریب از نسخہ ہزار ہی چھاپ کر محض بغرض اشاعت عام بقیمت خفیف اور بلا قیمت امتحاناً
وقف عام کردیے تھے اس مراد سے کہ اگر شاید کسیکو اسمین کسیطرح کا کلام یا ایراد یا مقام لانسلم کا ہوگا تو ظاہر ہوجائے
لہذا سابقاً یہ رسالہ غرہ رجب المرجب ۱۳۰۸ ہجری مین چھپ کر اہلے عام ہوا تھا اُسوقت سے تا الیوم کہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۳
ہجری قریب پنج سال کے گذرتا ہی کسیطرف سے حرف اعتراض یا ایراد یا انکار یا لانسلم کا سواے استحسان اور تسلیم اور درخواست
نسخہ ہاے دیگر بصد عقیدت اور تمنا تحریراً یا تقریراً دیکھا اور سنا نہ گیا یہانتک کہ مقام انصاف اور اصلاح ذات البین مین فریق ثانی صلحاے
اہل سنت نے بھی تسلیم بلکہ نسخہ ہاے کثیر کو قیمت خرید کرکے وقف عام فرماے لہذا مکرر چھاپا گیا اسکا مع مضامین استحسان اور استجاب صلح کل اور
نقل چند خطوط کا استفہاماً اور استفادۃً از جانب مؤلف حنفی مذہب اپنے ہمذہبون سے سوالات چند مین ضرور ہوا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین بحسن زیبائش مطبوع اہل طبع ہوئی

بیان صاحب المطابع مکرر اس کتاب لاجواب نعم البدل مولود شریف کا

یہ کتاب اسم با مسمے نعم البدل مولود شریف مضامین متفق علیہ فریقین اور اہلحاظ ذواتہ المبین ہستمبر غرۂ رجب المرجب ۱۲۷۱ ہجری مین اس غرض سے اہل مطبع نے چھاپ کر شائع کی تھی کہ بعض فقہاے شریعت کو جو بصورت کذائی انعقاد مجالس میلاد شریف کے جواز مین بقید تعین ماہ و تاریخ خاص کے اختلاف ہے وہ اتفاق سے بدل ہوجاوے کما وقع پس وہ اختلاف بین الفقہاے شریعت اور فقراے طریقت یہ تھا کہ فقہاے شریعت بپاس مزید آداب حفظ مراتب شریعت کے باستدلال کلیہ کل بدعۃ ضلالۃ الی آخرہ اس صورت کذائی متعارفہ صحبت میلاد شریف کو بقید تخصیص ماہ و تاریخ کے بدعت اور ضلالت خلاف شرع قرار دیتے تھے یہانتک کہ اسی رد و بدل مین ایک مذہب خاص حنفیہ مین دو فریق ہوگئے کہ ایک فریق خاص افضل العبادات خیر الاذکار قرار دیتے ہین اور اسکی تائید اور تقویت مین رسائل مبسوط او مستند موجہ اور مدلل تصنیف اور تالیف اور طبع کر کے اشاعت عام فرمائے ہین انجملہ رسالہ اشباع الکلام حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ علیہ الرحمۃ سے اور رسالہ ہادی المضلین مولوی کریم اللہ صاحب دہلوی سے اور رسالہ ہدایت المتکلمین آخر الکلام جناب افادت مآب جامع شریعت و طریقت مولانا و مقتدانا حضرت شاہ علی اکبر

سلمہ اللہ الاکبر سے مع فتوہا ے و تسخطی مفتیان ہدایت اربعہ خیر البلاد مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا کے بحسن اہتمام منشی محمد صفدر حسین صاحب تخلص بسمل سکے زیور انطباع سے مزین ہو کر پایۂ اشاعت اور ہدایت اور افادت خاص و عام کا ہوا

پس اس آخر الکلام کے جواب و رد تردید مین بعنایت الٰہی ابتک کوئی تحریر نظر نہین آئی مگر اس رسالۂ اشباع الکلام کی تردید مین ایک رسالہ مطبوعہ مطبع احمدی کا دیکھا گیا کہ نام اسکا غایۃ الکلام فی ابطال عمل المولود والقیام والرد علی اشباع الکلام ہے اور آخر کتاب مین اسم شریف حضرت مصنف کا مولانا محمد بشیر الدین قنوجی لکھا ہے اور رسالۂ ہادی المضلین کی تردید مین ایک رسالہ دیکھا گیا کہ نام اسکا امداد المسلمین فی اقتفاء سنۃ سید المرسلین ہے اور نام مولف کا سید امداد العلی حنفی اکبرابادی اسمین لکھا ہے اور رسائل مؤیدات مانعین مولود شریف مین ایک رسالہ اور دیکھا گیا کہ نام اسکا مرۃ السنۃ السنیہ للرد و تقبیح مجالس المولودیہ ہے اور نسبت تالیف اس رسالہ کی بجانب جناب نواب مستطاب مستغنی الالقاب حامی دین اسلام نواب یمین الدولہ وزیر الملک محمد علی خان بہادر والی ریاست محمد آباد عرف ٹونک لکھی ہے یہ رسالہ بھی ہرچند ہادی المنظر مین مؤید اقوال مانعین کا ہے مگر حق اور انصاف سے نہ گذرنا چاہیئے کہ آخر کو قول فیصل اسمین معین اور مفید اور مؤید حق بجانب قائلین اور عاملین میلاد شریف کا ہے وہو المقصود انہ لقول فصل وما ہو بالہزل

پس وہ عبارت قول فیصل جمع بین القولین اصلاح ذات البین آخر رسالہ موصوفہ مرآۃ السنۃ السنیہ میں بالفاظہ یہ ہے کہ مومنین پاک دین کو لازم اور متحتم ہے کہ جلد اپنے عقیدہ کاسدہ سے توبہ کریں ذکر میلاد شریف کو کہ منجملہ عبادات کے ہے بدون آمیزش قبایح مبتدعہ کے مثل سب عبادات کے بلا تخصیص کے تخصیصات نامشروعہ کے بجا لایا کریں کہ موافق ہو طریقۂ سنت کے اور مخالف ہو مبتدعین کے تاکہ داخل ہووے اس بشارت میں کہ مبشر ہوا ان الفاظ سے سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ وَکُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی اور لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ اور مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ اور رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلٰی خُلَفَائِیْ قِیْلَ وَمَنْ خُلَفَاؤُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ سُنَّتِیْ وَیُعَلِّمُوْنَہَا النَّاسَ فقط انتہی پس اس سے صریح ثابت ہے کہ اس کے مصنف مومن پاک دین کو ہرگز ہرگز اس انعقاد مجلس میلاد شریف میں

کلام نہین کہ منجلہ عبادات کے لکھا ہو مگر البتہ عبادت یہن اگر کوئی ادنی بھی خلاف
سنت یا خلاف حکم شرع واقع ہوا ہو انہین فَکَیفَ کَانَ کَمَا ! پھر بعد اسکے طرز
تحریر اور مغز سخن رسالہ امداد المسلمین پر نظر کی گئی اس مومن پاک کو زیادہ تر
اس ذات پاک رسول مقبول صلی اللہ وسلم پر فدا اور محبت نبوی مین اور سنت
سنیہ نبوی اور احکام شریعت پر قائم اور مستقل ہونا اسکے طرز تحریر سے پایا
جاتا ہو کہ اس مصرع مشہورہ کا اول مصرع اپنی طرف سے شامل کرکے اپنا عقیدہ
بیان کرتا ہو کہ سہ ہو شانمین رسول کے جاری زبان پر ۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ
مختصر فقط بعد اسکے رسالہ ثالثہ غایۃ الکلام فی ابطال عمل المولد والقیام
والرد علی اشباع الکلام پر چشم انصاف سے نظر کی گئی ان بزرگ کو بھی کمال
جوش محبت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مین اسقدر بیخود اور بے اختیار پایا
کہ تاب ضبط کی ان بزرگ کو نرہی بے تکلف جوش محبت مین آکر مدعیانہ انبساط
تحریر فرمانے لگے یعنے جسطرح قائلین اور عاملین عمل میلاد شریف کے مانعین کو
نافہمی سے بلقب وہابی خطاب کرتے ہین اُنکے مقابلہ مین ان بزرگ نے قائلین کو
بلقب لہابی یاد فرمایا ہو یعنے بعد قرون ثلاثہ پس از شش صد سال ابتدائے
ایجاد اس رسم میلاد شریف کی بصورت متعارفہ کذائی خواب تخفیف عذاب
ابی لہب کافر منصوص سے ہو اس نسبت سے لقب اس زمرہ قائلین کا لہابی قرار دیا
اور اسی لقب پر بنائے کلام قائم کرکے انکی خواب کی ابطال اور بے اعتباری اور

بالعکس ہونے پر بسبب حمیتین قومی قائم کرکے بنائے سخن بطور مدعیانہ اور مناظرانہ
قائم کی ہی پس مقام مناظرے مین اپنی سخن پروری کی تقویت اور طرف ثانی کے
ابطال اور مرجوع کرنے مین طرفین کو لا محالہ مبالغہ کرنا ضرور تر ہوتا ہی اور بمفاد
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ اصلاح ذات البین اور تسلیم قول ہمدگر او نخذ ما صفا و دع
مَا كَدِرَ پر کمتر نظر ہوتی ہی اور دشمن قدیم شیطان کو بفریب نفس اس پردہ مین حیلہ
برانگیختگی طرفین کا پردہ جوش محبت محمدی مین ہاتھ آجاتا ہی کہ اسی دام فریب
ابلیس مین اس ایک امت محمدی مین تہتر فرقے ہو گئے کہ ہر فرقہ بدعوی محبت
نبوی کی بلفظ الّا واحدًا کی اپنی جانب خاص نسبت کرکے طرف ثانی کو مرجوح
کرتا ہی کہ ہزاروں کتابین ہر فریق مین مبطل یکدیگر تصنیفات و تالیف ہوگئین
ان سب تہتر فرقون مین جو ایک مرہ شریعت حنفی پیر و سنت نبوی تخصیص بلفظ الّا
واحدًا کے مستثنے تھا اُسمین شیطان دشمن قدیم نے بفریب نفس یہ فتنہ ڈالا کہ
ایک دوسرے کی تردید اور ابطال کرتا ہی پس اس مناظرہ مین المومنین حنفیہ مین
بمقام سخن پروری اور تقویت قول اپنے کے اس طرف نظر کمتر رہتی ہی کہ
جانب مقابل کو جو معاذ اللہ منکرین نبوت کے ہین انکو بحکم اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا
اقوال مومنین سے حجت قوی اور ضعف اس دین قوی کے اقوال طرفین سے
مبہم پہونچتی ہی خصوصا فی زماننا ہذا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ كَذَا لہذا اب
ایسے وقت اور ایسے زمانہ مین ضرور تر ہوا کہ بلا جانب داری احدی لکیا جمین

ایک قول فیصل بتسلیم قول جانبین جنامین اصلاح ذات البین پیا لکھا جاے
کہ قول ہمدگر کا معین اور موئید ہمدگر کا ہوجاوے اور مقام انصاف مین جمع
بین القولین ہو کر مناظرہ طرفین کا مصالحہ سے بدل ہو کر مفہوم معنی اِنَّمَا
الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ ظاہر ہوجاتے اور ایسے وقت نازک مین منکرین
نبوت کو بحکم اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا حجت الزامی ہاتھ نہ آوے پس اس مقام مصالحہ
مین اگر ایک جانب کے اقوال اور حجت پر نظر اور تائید کیجاتی ہے دوسرے جانب
کیطرف ضعف لازم آتا ہے پھر وہی مناظرہ قوی تر ہوتا ہے اور جانب داری صریح
پائی جاتی ہے کہ دوسرا جانب ثانی لا محالہ لانسلم کہیگا پھر اصلاح کہان باقی
رہی بلکہ اور نزاع کو ترقی ہوئی اور یہان مقصود بالذات اصلاح ذات البین جالؔ
اور تا آلا مصلحت وقت معلوم ہوتی ہے لہذا جو امعان نظر سے تالیفات اور
تصنیفات اور تحریرات طرفین پر نظر کی گئی اصل مدعا اور مقصود بالذات
طرفین کا واحد اور متفق پایا گیا فقط سمجھ کا فرق ہے یعنے محبت محمدی مین طرفین
محو اور مستغرق اور جان و دل سے فدا اور طرفین اس صحبت ذکر خیر خیر الاذکار
محمدی کو عبادت سمجھتے ہین اور طرفین کا مقصود بالذات اس مطارحات لفظی
سے استحباب اور استحسان اور ترقی رواج اس خیر المجالس کی منتہاے متمنیات قلبی
اور کمال شغف خاطر تہ دل سے ہے مگر فقط انکی صورت تعمیل مین ایک جانب کو کلام
اور ایک جانب کو اصرار ہے پس یہی صورت اختلاف کی ہے لاجرم ایسے اختلاف

بین المومنین کو کتاب اور سنت پر عرض کرنا چاہیے جس جانب کو قوت کتاب اللہ
اور کتاب الرسول اور سنت نبوی اور شریعت محمدی کیطرف سے زیادہ تر ہو اور مقصود
بالذات طرفین کا بھی اسمین بعوت تمامتر حاصل ہو اور عقل سلیم خاص عام کی بھی
اُسکو باستحسان تمام پسند اور قبول کرتی ہو اُسی جانب کو اختیار کرنا چاہیے
پس اس نظر سے جب اس صورت کذائی تعیین اور تخصیص بقید روز اور تاریخ کو
کتاب اور سنت پر عرض کرتے ہین کچھ اصل نہین پاتے مگر تعمیم ذکر خیر صلوٰۃ محمدی مین
بلا تعیین روز و ماہ اور تاریخ خاص کے دفتر دفتر تمام کتاب اللہ اور کتاب الرسول
اس شد و مد سے معمور اور ماموریہ ہی کہ خود اللہ اور تمام ملائک کا عمل ہی اور سب
مومنین پر حکم منصوص اور موکد ہی اِنَّ اللہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اس صورت مین جن ارباب
شریعت راسخین فی العلم عاملین مولود شریف کو بالتعیین قرار دیکر بلقب بابی
یاد کرتے ہین وہی لوگ کثرت تعمیل اس عمل خیر مین ہزاران درجہ غالب ٹھہرتے
ہین پھر اختلاف اصل مقصود بالذات مین کہان رہا لہذا بنظر انصاف ملاحظہ
فرمانا چاہیے کہ بالتعیین کیجانب کو کثرت ذکر خیر الاذکار صلوٰۃ محمدی صلی اللہ علیہ و
سلم مین بلا قید ایک روز خاص کے ہر روز ہر وقت ہر دم ہر ماہ اور ہر سال کسقدر غلبہ ہی
کہ تمام سال ہر روز علی العموم کجا فقط ایک روز خاص معین تمام سال مین اس صورت مین
قائلین اور عاملین کو فقط واسطے تعیین و تخصیص ایک روز خاص کے اسقدر اصرار اور

مطارحہ اور مناظرہ بین المومنین ہم مذہب ایسے وقت نازک مین کرنا اور وہابی
کی تہمت لگانا اور منکرین کے ہاتھ مین حجت الزامی کا ہتھیار پکڑانا کون مقتضائے
وقت ہے کہ مطلب اپنا بخوبی تمام اس اصلاح ذات البین اور جمع القولین مین
حاصل ہے جب علی العموم بلا تعیین روز و تاریخ خاص مسلم ہے اسمین اگر دوازدہم
ربیع الاول کبھی علی سبیل التعمیم آجاوے تو روز مین روا ہو جائیگا لا باس لہ
اور اپنی بھی ہٹ رہ جائیگی اور تکثیر ذکر خیر خیر الاذکار محمدی کا باتفاق جانبین
کسقدر غلبہ اور تعمیم منصور ہے وہو المقصود پس خود تو منصف باش اے دل اینچنین یا آنچنین
اس صورت مین یہ سب اختلاف غلط فہمی کمال اصلاح اور اتفاق سے مبدل
ہوا جاتا ہے اور تبعیت کتاب اور سنت اور شریعت کی بہر مزید اور تعمیل حکم
فَاَصْلِحُوا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ علاوہ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ گذا ربا تخصیص روز ولادت کی
خوشی اور فضیلت اس روز خاص مین کب کوئی شارع سوائے مرد وہابی کے
کلام کرسکتا ہے یہ وہ روز افضل اور اعظم اور مبارک ہے کہ دخول گروہ شیاطین کا
اسی روز ولادت شریف سے آسمان سے ممنوع ہوا اور بتخانہ چین اژگون
اور ایوان کسرے سرنگون ہوا اور آتشخانہ فارس سرد ہوا اسکے شرائف اور
فضائل جو کچھ ہادی کامل مؤلف ہدایۃ المتکلمین نے باستثنائے قول ابن جوزی
اور ابو الخیر جزری رح اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح اور ملا علی قاری اور جلال الدین
سیوطی رحمہم اللہ سے بیان کیے ہین اسکی شرح کہان تک بیان کی جاوے

خود حضرات مانعین بھی شرف اور فضیلت اس روز خاص دوشنبہ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا سرور کرنا اور روزہ رکھنا اس روز خاص مین لکھتے ہین مگر
یہ صورت کذائی قرون ثلاثہ مین نہونا اسکی بھی وجہ موجہ ہدیۃ المتکلمین مین لکھی ہے
پس جس حالت مین خوشی اور مسرت اس روز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
بقول مانعین ثابت ہے قرون ثلثہ مین بوجوہ مندرجہ ہدیۃ المتکلمین اس عمل حسنہ
صورت کذائی کا رائج نہونا قادح اصل فضیلت کا نہین ہو سکتا بہت باتین
تقویات اور ترقیات دین محمدی کی بمفاد وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ بعد وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم روز بروز بڑھتی جاتی ہین کہ ہرگز قرون ثلاثہ مین نتھین مثل اعراب
اور جائز اور مطلق مصاحف کے خصوصاً بالفعل انطباع مصاحف کا کہ رحمت شاملہ الٰہی علی العموم
نصیب ہر خاص وعام ہوگئی یہ کب قرون ثلاثہ مین تھا بلفوای حدیث معروف ہمیشہ ہنگام
ضعف دین محمدی بحکم وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ کوئی شخص مجدد اور زندہ کنندہ دین محمدی کا
اللہ تعالی پیدا کردیگا کہ سر نو سے دین محمدی کو زندہ اور تجدید کردیگا مثل مجدد الف ثانی
یا شیخ محی الدین عربی علیہ الرحمہ یا حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
یا آخر الزمان امام صاحب الامر علیہ السلام کہ سب بعد قرون ثلثہ کے ہین حسب عقیدہ
کلیہ مانعین کے یہ سب بدعات ضالہ ٹھہرتی ہین کہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ قاعدہ کلیہ عقیدہ
رکھتے ہین اس مضمون کو صاحب غایۃ الکلام نے واسطے الزام وہی عاملین میلاد شریف کے
کس قدر قوت وہی ہر کہ بیان نہین ہوسکتی ہے پس بالفرض تسلیم اس عقیدہ کے بھی

یہ بدعت تازہ بعد قرون ثلاثہ کے نہین ہو سکتی بلکہ خوشی اور شادمان یوم ولادت کا
قبل قرون ثلاثہ اور قبل میلاد شریف انبیاے سابقین سے بھی بہ اخبار قرآنی
ثابت ہے کہ منصوص ہے وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا
پس اس صورت مین اس روز میلاد ایسے رحمۃ للعلمین خیر الخلائق اجمعین مین خوشی
اور سرور کرنا چیغہ ہے کہ ہم اُنکی امت اور ملت حنفی مین ہو کر بدعت ضلالہ
بستدہ مدشام ثابت کرین آرے۔ اب اندکے ہم سب قائلین اور
عاملین میلاد شریف کو سنبھل بیٹھنا اور خبردار اور برسر حساب
ہو جانا چاہیے کہ سب عبادتون مین افضل عبادت موکد اور مامور بہ
صلوۃ مکتوبہ سے زیادہ کوئی عبادت نہین کہ کسی حالت اور کسی عذر مین
مرتے دم تک ہرگز معاف نہین پس اس درود کو بھی تو صلوۃ کہتے ہین فرق ان
دونون صلوۃ مین سواے اسکے نہین کہ نماز کیواسطے احکام موکد بندون کو
بقید اوقات خاص اور تعداد رکعات کے معین اور موقت ہین اور خلاف
اوقات منع ہے اور بندون کا عمل ہے اور حکم تعمیل کا اللہ کیطرف سے بندون
کو ہے کہ اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ اور اس صلوۃ خیر الاذکار درود کی شان یہ ہے کہ خود
اللہ تعالی کا عمل اور فرشتون کا عمل اور بندون مومن کو حکم عمل کا علی العموم
بلا قید اوقات اور تعداد حکم ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

پس اب اس جگہ سے اس مرتبہ درود کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ کیا شان اور
کیا مرتبہ ہوا اور اس انعقاد صحبت مولود شریف مین علت غائی اور نفس المقصد
محض اکثار درود شریف کا بالاتفاق ہے پس جس صورت مین ارکان اور
اوقات اور تعداد کمی بیشی رکعتون نماز مین اگر کچھ ادنی خلاف ادب بادف
و چنگ اور مزامیر رقصان رقصان سرود سرایان یا اشعار عاشقانہ مجازی موسیقی
مین ادا کرے اور اسپر غضب یہ کہ ایسکو بمنتہاے کمال عبادت سمجھکر امیدوار
اجر جزیل کا ہو اس صورت مین ایسی نماز کو شارع درکنار ما و شما سب عوام الناس کیا
کہینگے اور مفہوم معنی آیہ کریمہ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا کیا سمجھے جاوینگے

اب یہان سے اصل سخن کی طرف متوجہ ہونا چاہیے

کہ جب درود کا مرتبہ بمقابلہ نماز کے اس غایت پر ٹھہرا جیسا کہ بالا مذکور اور
منصوص ہوا اور مقصد اقصے اور نفس المجالس میلاد شریف کا یہی درود
بالاتفاق قرار پایا لہذا اسکی تعمیل اور اداب اور ارکان مین زیادہ تر پاس ادب
اور رعایت احکام شارع کی واجب تر اور اہم سمجھنا چاہیے کہ آخر یہ بھی تو صلوۃ
ہوا اور کیسی صلوۃ کہ خود فعل اور عمل خدا اور ملائک کا اور انسان پر حکم بہ نص قطعی
کما ذکرتہ انفا پس یہ صورت بے ادبی ہاے دخل مزامیر و سرود موسیقی
رقصان رقصان کی بر سبیل اغماد سخن تمثیلاً نماز کیطرف ڈھالکر بیان کی گئی ہے
یہ سب معاملات اکثر مجالس میلاد شریف مین شاید مولف کتاب کے بچشم دیدہ

معلوم ہوتے ہین کہ یہی حال دیکھکر ضبط نہ لا سکا اور اس طرح کی کتاب خالی از ہجو بدعات شنیعہ محض عبادت خالص تالیف کی کہ دلبوۂ تالیف کتاب ہین سو لیف کتاب کا بشرح و بسط تمام لکھتا ہے اور اسکی تصدیق بلا خطہ رسالہ میلاد شریعت تالیف متخلص شہید سے واضح تر ہو سکتی ہے وَ اِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ معاذ اللہ ایسی جناب کی شان اور ثنا مین اشعار رندانہ عاشقانہ مجازی بزاد با چنگ و مزامیر رقصان و قصان گانا اور بجانا یہہ اسکو عبادت سمجھنا کیا غضب ہے جسکا نمونہ معاذ اللہ یہ چند اشعار عاشقانہ ہین ـــ قد رعنا کی ادا جامۂ زیبا کی پھبن ؛ سرگین آنکھ غضب نازبھری وہ چتون ؛ وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ جبین روشن و اور وہ مکھڑے کی تجلی وہ بیاض گردن ؛ وہ عبائے عربی ہائے وہ اسکا جوبن ؛ دلربایانہ وہ رفتار وہ بیساختہ پن ؛ مردہ بھی دیکھے تو کرچاک گریبان کفن ؛ اٹھ چلے قبر سے بیتاب زبان پہ یہ سخن ؛ مرحبا سید مکی مدنی العربی ؛ دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی ؛ اسکو ٹپہ اور ٹھمری کے طور پر بھی تصنیف کر کے رقصان رقصان سرود سرایان گانا بجانا بچشم دیدہ لکھا ہے پس ایسی ہی بدعات ضالہ جو ارباب شریعت نے دیکھکر جرح کی اور بدعت اور ضلالت خلاف شرع بہ آیات منصوصہ اور احادیث معتبرہ ثابت کر کے امتناع اس تعیین و تخصیص خاص صورت کذائی مین مسائل لکھے مگر اسوجہ امتناع کو جو اُن مسائل نافعہ مین مصرح بنظر طول کلام نہ لکھا اُسکے جو ارباب احتیاط جامع شریعت اور طریقت عالمین باادب بانی

ملاحظہ فرمایا وہ ممانعت علی العموم اپنی طرف سمجھکر کے تعیین روز و ماہ اور تاریخ
اور تعمیل صورت کذائی مین اصرار اور مبالغہ اور اہتمام باستنان عمل متاخرین اہل
مکہ و مدینہ کرنے لگے اسکو جو ارباب بدعات نافہم عوام نے سن پایا انکے بدعات
جاہلانہ کو زیادہ تر طاقت ہو گئی کہ بہت مولودات عامیانہ محض بروایات
موضوعی افترائی مثل مرثیہ ہاے دماغی تالیف ہو گئے اور سیکڑون مولودیے
بن گئے کہ مثل مرثیہ خوانون کے یہی پیشہ انکا ہو گیا اس مرثیہ خوانی مین
سوز خوانی اور موسیقی اور سرود کو دخل کامل ہو گیا پھر عبادت کہان ہی پس
اس صورت کذائی مرثیہ خوانی اور مولود خوانی عامیانہ پر اگر فریقین حنفیہ اور
امامیہ کی شریعت پر عرض کیا جائے خود ظاہر کہ ارباب شریعت کیا حکم کرینگے
پس جس حالت مین انکی تعظیم اور تعمیل اور حفظ آداب کیواسطے ہمکو دفتر دفتر
آیات بینات نصوص قطعیہ کلام الٰہی اور احادیث معتبرہ متفق علیہ در ابواب
محکمات اور اقوال اور احکام شارع متشابہ موجہ اور مدلل اور مستند امور منصوص
بہم پہونچین پھر کیا ضرور ہی کہ اسکو ترک کر کے روایات ضعیفہ غیر مستند
ایام جاہلیت بزبان حلیمہ مرضعہ وغیرہ ہاو زنان عرب زمانہ جاہلیت یا خواب
ابی لهب یا عمل ایجاد شاہ اربل غیر مستجمع شرائط شرعی سے جو بعد قرون ثلثہ پس از
شش صد سال ایجاد ہوا ہی حجت پکڑ کر علماے شریعت سے بمقابلہ اور
مناظرہ ایسے وقت مین پیش آکر اپنے ابناے جنس ہم مذہب حنفیہ کا لقب وہابی

قرار دیکر معرض خطر اور راہلاک مین ڈالین اور منکرین کے ہاتھ مین بحکم اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا حجت انکاری کا ہتھیار پکڑا دین بلکہ ایسے وقت مین ہکو یہ چاہیے کہ اپنے ابنائے جنس فقہاے شریعت حنفی سے بمصالحہ پیش آکر انھین کے اقوال کو عمل میلاد شریف مین حجت اور سند قرار دیکر اس خیر العمل کو حسب احکام شریعت باتفاق جانبین عمل مین لاکر بتبدعین ناواقف عوام خلاف شرع کو بدعات ضالہ خلاف شرع سے باز رکھکر بحفظ مراتب آداب شریعت ہدایت کرین جیسا کہ رسالہ اخیر ممتنع الجواب ہدایت المتکلمین مین اس جانب ہدایت کی رعایت فرمائی ہی کہ اسکی تردید بھی مثل اور رسائل مذکورۃ الصدر اتبک کسی نے نہین کی در حقیقت جو دیدہ دل اور امعان نظر سے بچشم انصاف سب تصانیف اور تردیدات مناظرانہ مانعین کے دیکھے گئے کسیکو انعقاد مجالس بیان ذکر فضائل نبوی اور خصائل صلوۃ مین کلام نہین فقط اس صورت خاص کذائی مین بقید تعین ماہ و تاریخ البتہ بمقام شریعت طاہرین کلام ہی اسیکا نام بدعت اور ضلالت رکھا ہی کہ بعد شش صد سال لبیر از قرون ثلاثہ باستناد خواب ابی لہب شاہ اربل غیر جامع الشریعت سے ایجاد ہوے اور وہ خواب تخفیف عذاب ابی لہب کی جو حضرت عباس عم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی وہ بھی بتخصیص روز ہر دوشنبہ تمام سال کے ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تعظیم اور تکریم اور روزہ داری اس روز خاص دوشنبہ کی منقول ہی کہ ہر ماہ اور

ہر ہفتہ مین یہ دن پڑتا ہو نہ کہ فقط دوازدہم ربیع الاول کہ تمام سال مین ایکبار
اسکے سواے جو روز عید کمال راحت سرور مین کوئی واقعہ جانکاہ ماتم عظیم کا
واقع ہوتا ہو تو اس روز عید مین اداے مراسم ماتم کی مقدم ہو جاتے ہین جیسے
روز عاشورہ کہ قبل واقعہ کربلا کے یہ روز عاشورہ روز عید کا تھا اور اسی کرامت
اور برکات کے سبب سے یہ روز شہادت کبرے اور دخول جنت شہداے کربلا کا عند اللہ
عالم غیب مین قرار پایا مگر اس عالم شہادت مین مراسم ماتم کی تقدیم کرنا ضرور ہوا
جیسا کہ شائع ہو پس اس صورت مین یہ دوازدہم ربیع الاول ہر چند روز سرور اور
شادی کا بنظر میلاد شریف کے تھا مگر بسبب وفات شریفہ کے ماتم کو تقدیم
کرنا مقدم ہوگا کہ بارہ وفات اس مہینے کا نام ہو نہ بارہ ولادت اور دستور ہی
کہ جو کسی روز عین شادی مین کوئی حادثہ ماتم وفات کا واقع ہو تو اس تقریب
شادی کو آیندہ پر اٹھا رکھتے ہین مگر حادثہ ماتم جو روز شادی واقع ہووہ ہرگز
آیندہ پر اٹھ نہین سکتا ہی پس اگر اسی راہ سے یہ روز بارہ وفات کا تمام سال
مین ایک روز واسطے ماتم عظیم کے اگر تخصیص دیوین اور ہر دوشنبہ ہر ہفتہ کو
روز سرور میلاد شریف اور اکثار درود اور صلوۃ کے تعمیم کر دیوین تو ملاحظہ ہو
کہ کیسا جمع بین القولین اور صلاح ذات البین ہو کر مناظرہ بین المومنین مصالحہ
اور اتفاق سے بدل ہو جاتا ہو اور اگر تخصیص خاص ایک ہی روز سرور عید کی
تمام سال مین پیش نظر منظور نظر ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہو کہ تاریخ بارہ وفات کی

روز ماتم عظیم کا قرار دینا اور بست و ہفتم رجب شب معراج کہ تمام روز و شب متبرک
بالاتفاق اور التباس رسم ہنود سے بھی جدا ہی مجالس سرور معراج کہ سرور میلاد کا
عام ہوا اور یہ خاص پس اس قرار داد کو سب شارعین اور مسلمین اور مومنین کیا
فرماوینگے کہ اسی مراد سے طبع نکرر اور اشاعت عام مصلحت معلوم ہوئی اور
چند استفتا ہاے استصلاحا اور استصوابا بھی باستدراک اتفاق رائے مومنین
اور مسلمین اور متکلمین چھاپ دینا ضرور ہوا کہ ما تقولون فینا تقول کہ اس مجلس
ایجادی مین بہت معاملات خلاف شرع مثل مزامیر و سرود تاریخ عربی ابن خلکان
سے ثابت کیے ہین و العہدۃ علیہم اور بیان حکایات اس صحبت خاص کے
سواے حکایات موضوعہ واہی غیر مستندہ یا خوابہاے موضوعہ یا روایات
زنان غیر ثقات ایام جاہلیت کے قرآن و حدیث سے کمتر ہین علاوہ برین اب نوبت
یہ ہو کہ مثل مرثیہ خوانون سوز خوانون کے دخل سرود اور مزامیر موسیقی کا بھی شروع
ہو چلا ہی کہ اسکا حال بملاحظہ وجوہ تالیف اس کتاب سے واضح ہوگا کہ بذرہ وجہیں موجب
سبب تالیف اس کتاب مین لکھی ہین پس اس صورت مین ملاحظہ ہو کہ ایسی سوز خوانی
اور مولود خوانی مین شارع فریقین امامیہ و حنفیہ کیا حکم کرینگے اور حجت ہاے
مانعین کی سب تمامتر باستمساک اور استناد قرآن و حدیث اور احکام شارع کے ہین
اسکے جوہم قائلین میلاد شریف کے روایات ضعیفہ غیر مستندہ اور حکایات اور
خوابہاے سماعی موضوعہ اور معاملات روایات ایام جاہلیت تماثل مجہولہ

موضوعہ سے حجت لاتے ہین اُسکو فقہاے شریعت خود ظاہر کہ مقام شریعت
مین بمقابلہ منصوصات آیات و احادیث سوا ے لَا نُسَلِّمُ اور استہزا کے کیا
کہینگے جو ابتک مقام وجد و سماع اور مزامیر سرود و موسیقی مین نسبت کامین جانین معین
شریعت اور طریقت کے معاذ اللہ کیا کچھ کہتے ہین کہ محتاج بیان نہین اور وہ
روایات موضوعی بیان فضائل افضل الخلائق مین اسطرح کی ہین کہ بعبارتہ بطور
نمونہ ایک روایت لکھی جاتی ہی یعنے حلیمہ سعدیہ سے روایت ہی کہ
گدھے نے نکلتے ہوے دراز گوش نے نہایت خوشی سے کعبہ کیطرف تین بار
سجدہ کیا اور کہا کہ واللہ میری شان عظیم ہو مجھے زندگی اور قوت از سر نو
حاصل ہوئی اے زنان بنی سعد تم جانتی ہو کہ مجھپر کون سوار ہی اور مین کس کا
مرکب ہون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلاصۂ آفرینش ہجدہ ہزار عالم
میرا راکب ہی الی آخرہ پس ملاحظہ ہو کہ کسکے فضائل کسکی زبان سے کس راوی
کے بیان سے بصد افتخار اور مباہات بیان کیے جاتے ہین قطع نظر کذب صریح
کے ہجو ملیح کھلی ہوئی ہی پس ایسے مضامین کو دیکھکر شارع اور متکلمین پر کنار عوام
ناوشنا کیا کہینگے ایسے اشرف الخلائق کے فضائل کلام مجید سے ترک کرکے
زبان دراز گوش سے بیان ہون وہ بھی دروغ روایت موضوعہ غیر ثقات سے
فَانظُرْ کَیْفَ کَذَا پس جس صورت مین ہم عالمین میلاد شریف کو مضامین
موکدہ اور مصرح اور منصوص آیات محکمات قرآن مجید سے بیچ ظہور نور نبوت اور

فضائل نبوت اور اسرار نبوت اور حقیقت اور ماہیت شان محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم اور تمام بیان حال معرکہ کربلا مین بترتیب مطابق واقع مفصل اور واضح تر
متواتر اور متکاثر بہم پہنچین اور بلا تعین او تخصیص خاص ایک روز کے تمام سال ہر روز
تین سو ساٹھ دن مجاز اور جائز رکھتے ہون اور مانعین فقہاے شریعت کو بھی
اسپر اتفاق بلکہ اصرار ہوا اس سبب تکثیر اور وسعت تمام سال کو چھوڑ کر محض واسطے
تعین او تخصیص ایک روز خاص کے کہ وہ بھی بسبب سانحہ وفات کے روز شادی
اور جشن و سرور کا نہا اپنے ابناے جنس فقہاے شریعت سے ایسے وقت مین
مجادلہ کر کے منکرین کی حجت انکاری کو قوت دیوین یہ کون خوبی کی بات ہی کہ
آب باران طاہر مطہر کو چھوڑ کر تحت المیزاب اپنی طہارت کرین اور بڑا غضب
یہ ہی کہ سواے ممنوعات شرعی اور دخل مزامیر اور رقص و سرود و موسیقی کے اکثر
مضامین موضوعہ رسائل میلاد شریف کے جو دیکھے گئے تو یا ہمہ روایات
موضوعہ رکیکہ غیر مستندہ کے ایک مضمون اور بنا بڑے زور شور سے تراشا ہی کہ
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ سلم کا جب شب معراج مین گذر کا تب دوزخ
کی طرف گذر ہوا تو سب معذبین دوزخ کو ببرکت قدم مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم عذاب نار مین تخفیف ہوئی مگر دو شخص زن و مرد کو آپنے دیکھا کہ آتش
دوزخ مین جوش کھا کر کبھی اُبلا کر اوپر آتے ہین کبھی نیچے قعر جہنم مین جاتے ہین
سخت عذاب شدید مین گرفتار ہین جب آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام

سے پوچھا کہ یہ کون وہ شخص ہین جنکو آج کے روز بھی شدید عذاب سے نجات
نہین تب حضرت جبرئیل مارے شرم و لحاظ کے کچھ کہہ نہ سکے کہ آپکے والدین
ہین جب آپ نے جناب باری تعالی کیطرف رجوع کی اور معلوم کیا کہ والدین
ہین تب دوست دعا کا واسطے نجات عذاب کے اُٹھایا حکم ہوا جناب باری سے
اگر اُمت گنہگار کا بخشوانا منظور ہو تو والدین کی مغفرت کیواسطے دعا کرو
یا فقط والدین کو بخشوالو یا امت کو بخشواؤ تب آپنے ہاتھ دعا کا کھینچ لیا کہ ہمکو امت
کا بخشوانا منظور ہو فقط پس معاذ اللہ ایسے مضامین کو مجالس ہجوم عام مین با آواز
بلند بمقام فضائل نبوی بزور شور تمام پڑھنا اور اُسپر وجد و حال لانا اور سب سامعین
حمقاے علم جاہلین کا سُنکر رونا کہ ہاے ہم گنہگارون کے واسطے اپنے
والدین کی شفاعت نہ کی فقط پس جب ایسے زمانہ مین اسطرح کے مضامین افترائی
منکرین نبوت ہمارے ابناے جنس کی زبان سے سُنینگے ملاحظہ ہو کہ کس قدر
اُنکی محبت انکاری اور طعن بیجا کو توتین ہوگی کاش معاذ اللہ اگر ایسا مضمون
راست اور مستند بھی ہوتا تو بھی مسلمانان امت محمدی کو ایسے زمانہ مین اس اعلان کے
ساتھ مجالس تمام جمع کرکے باآواز بلند پکار پکار بیان کرنا نچاہیے چہ جا کہ محض
افتراے دماغی ملاحظہ ہو کہ کہانتک نوبت پہونچتی ہوا و لگاہی صحبت جلسہ خاص
مین ہنگام نکاح اور قبل نکاح والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پھر
ہنگام ولادت کس کس طرح کے شرائف اور فضائل والدین روایات موضوعہ

بیان کرتا پھر آخر اسی صحبت مین یہ مضمون عدم مغفرت کا دماغ سے اتارنا کیا غضب کی بات ہے ؎ زین غصہ اگر عرش نہ لرزد عجب ست این ؛ پس یہ حال دیکھکر ملاحظہ ہو کہ شارع بمقام ادب گاہ شریعت کیا حکم کریگا اور وہ عاملین اور قائلین انعقاد اس مجالس میلاد شریف کے جنکے رسائل برتابا بہ مانعین کے دفتر دفتر تالیف ہوے ہین ایسی بدعات کو ضالہ کہینگے یا حسنہ پس اس طول کلام سے مہیان حاان سخن یہ ہے کہ مؤلف اس رسالہ اسرار نبوت نے اس مضمون کی تکذیب اور ابطال ایسے عقیدۂ فاسدہ کا بھی کس لطف اور خوبی سے موجہ اور مستند اور منصوص آیات قرآنی سے لکھا ہے کہ ملاحظہ سے اسکا لطف معلوم ہو سکتا ہے اور جمیع اعتراضات اور ایرادات اور الزامات بجا شارع مانع کے سمعاً وطاعۃً تسلیم کرکے اونمعین کے قول کو سند پکڑ کے واسطے تعمیل اور رحمت امت اور تعمیم اور تکثیر اس خیر العمل اور خیر العبادات ہمنام صلوٰۃ بلکہ خیر الصلوٰۃ کے یہ کتاب نعم البدل مولود شریعت کی تالیف کی ہے باقی رہا یہ کہ جو بعض مانعین شارعین کو مقام قیام مین کلام ہے اس مضمون کو جو امعان نظر سے کتب اور رسائل مانعین مین دیکھا گیا تو مقام ادب وتعظیم مین کب شارع کلام کر سکتا ہے کہ شریعت محض ادب ہے ؎ با خدا دیوانہ باشی با محمد باادب ؛ مگر بصورت کذائی بیان تفصیلی صورت منع حمل کا کہ مقام شبہ حجاب اور پردے کا ہے تاہم خصوصاً مذکور

ذوی الارحام وذوی القربیٰ سے بھی پردہ کیا جاتا ہے اسطرح علی رؤس الاشہاد
البتہ خلاف حیا و شرم ظاہرا خالی از بے ادبی نہیں معلوم ہوتا نہ کہ بعد
تیرہ سو برس کے اُس مضمون پارینہ ماضیہ کا پھر سر نو سے بروایات غیر منصوصہ
غیر مستند و موضوعہ زبان زنان ایام جاہلیت سے ذکر تازہ کر کے اور اُسوقت
خاص اور صورت خاص ولادت و وضع حمل کو مجمع عام ذکور میں نظر حاضر الوقت
قرار دیکر یکبارگی سب کو کھڑا کر کے پکارنا کہ تولد ہوئے اب نبی مصطفےٰ
تولد ہوئے اب نبی الورےٰ + تولد ہوئے اب امام الہدےٰ + تولد ہوئے
خاتم الانبیا + الخ ملاحظہ ہو کہ صورت کذائی بقید روز اور ماہ اور تاریخ معاد ابتہ
کسقدر رسم خاص ہنود سے مشابہت تامہ رکھتی ہے اور کون مقام ادب اور
تعظیم اور شورش ہجوم ذکور عام کا ہے پس شارع اگر اعتراض اور امتناع
کرتا ہے محض اس صورت کذائی بقید ماہ و تاریخ اور تخصیص ایسے مضامین خاص
کی کہ مضامین پردہ اور شرم کے مخصوص صحبت چند زنان خاص کے ہوتے ہیں
کہ اشتہار مجالس ذکور عام کے اگر کسی طرح کی صورت استحسان اور جواز کی ہوتی
تو کبھی عہد آنحضرت یا خلفاے اربعہ یا ازواج طاہرات یا حضرت فاطمہ زہرا
صلوٰۃ اللہ علیہا یا کوئی قرون ثلاثہ میں شش صد سال تک عمل میں لاتا مثلاً
کوئی کسی بزرگ کے فضائل اور شرافت بیان کر کے حالات صحبت خلوت خاص
کے بھی بے پردہ بصراحت تمام ہجوم عام میں بیان کر کے اٹھ کھڑا ہوا اور سب

حاضرین صحبت عام کو کھڑا کر کے سب حال تفصیلی صحبت پردہ کا بیان کر کے وجد
وحال لائے اس حال کو سب بندگان حسنہ کہینگے یا غیر حسنہ پس بعینہ یہی
حال اُن مولودگو اور مولودخوان کا دیکھا گیا کہ جنکے تقدس پر با ہمہ پیش تر اشہا
سب عوام کا اتفاق ہو پس شارع اگر مانع قیام کا ہو محض اس صورت کیواسطے
شاہ اربل اور اتخاذ خواب ابی لہب کا مخصوصہ کا ہو نہ کہ معاذ اللہ مقام ادب
اور تعظیم مین کہ اس نام مبارک کو سنتے ہوے کھڑے ہو جانا اور درود پڑھنا
شرط ادب کی ہو لہذا اس کھڑے ہو جانے کے واسطے بھی ایک حجت اور
دلیل قوی شرعی اس رسالہ اسرار نبوت مین بہت معقول اور بوجہ بقید وقت
اور مقام خاص لکھی گئی کہ خاص اسوقت و مقام ذکر بیان مضمون حضوری خاص
مین کھڑے ہو جانا بمنزلہ فرض و واجب کے ہو جاتا ہو اور شارع اسکو
بقصد استحسان پسند اور جائز کر سکتا اور نہ کھڑا ہونا کمال بے ادبی اور پایہ گناہ
عظیم کا از روے عقائد شرعی ہوتا ہو لہذا قیام کیواسطے بھی بقید مقام خاصہ
ہنگام ذکر حضوری مندرجہ کتاب اسرار نبوت ہرگز کبھی کوئی شارع منع نہین
کر سکتا اسکے سواے جو بمقام انصاف طلبی اپنے ابناے جنس حنفیہ سے استفادۃً اور
استعلاماً اور استفتاءً سوالات چند ہین وہ سوالات رسالہ مطبوعہ اولین مین
عمداً درج نہین کیے تھے کہ اول استدراک اتفاق راے جانبین حنفیہ مانعین
اور عاملین کا مقدم ہو جب اس مدت انتظار پنج سال تک کسی جانب سے

سوائے استحسان اور تسلیم اور خواہش خریداری ہل من مزید اور اتفاق رائے
کے کوئی صدا نہ آئی یہاں تک کہ حضرات انصاف پسند ارباب خواص عدول
ثقات مستجمع الشرائط امامیہ نے بھی پسند اور خریداری مقدار کثیر یک مشت فرما کر
وقف عام فرمائی لہٰذا اب وہ سوالات استفساریہ بھی اس طبع مکرر میں
درج کرنا مناسب مقام معلوم ہوا کوئی صاحب اگر جواب باصواب سے
ہدایت یا افادہ فرماویں تو بواسطہ خطوط پوسپیڈ بطور کارسپانڈنٹ
اودھ اخبار کے بخوبی تمام پایۂ افادۂ خاص و عام اور ہدایت پذیری
مستفسر کا ہو سکتا ہو بَیِّنُوا تُوجَرُوا ۱۲

سوالات چند از خواص محققین اہل سنت حنفیہ راسخون فی العلم
کہ شریعت را با طریقت جمع دارند و جانب انصاف از دست
نمی نہند در مقام انصاف اصلاح ذوات لبیبین استعلاءً و استفتاءً و
استفادۃً بلکہ تلمیذاً و تحقیقانہ معاذ اللہ مناظرۃً و تعریضاً کہ
بتردید و ابطال متوجہ شوند لاجرم جوابات ہم منصفانہ و
مصالحانہ درکار اند نہ تعریضاً و تردیداً و در صورت استحسان
اتفاق رائے درکار است فَاحْكُمُوا بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَالْاِنْصَافِ

سوال اول

يَا اَيُّهَا الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْمَا نَقُوْلُ

تعیین محبت مولود شریف بقید ماه و تاریخ خاص دوازدهم ربیع الاول
اگرچه بسبب نبودن در قرون ثلاثه بعض ارباب شریعت خالی از بدعت
نگفته اند مگر غالب که خالی از استحسان هم نباشد و بتاویل مضمون مَا رَاٰهُ
الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ و هم بنظر آزادی ثویبه جاریهٔ ابی لهب
و بخواب دیدن تخفیف عذاب ابی لهب بتخصیص همین روز صورت جواز هم
تاویل کرده اند و علی العموم بلا تعیین روز و ماه و تاریخ ذکر فضائل آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بای نوع کان بالاتفاق جائز داشته و اصل بدعت شمرده اند
مگر اینکه در تعیین تاریخ و ایام و تخصیص حکایات ولادت و رضاعت و بیان
حکایات وضع حمل شریف چنانکه متعارف ست قطع نظر از بدعات تازه و مخترعات
عوام مشابهت تامه برسم هنود هم یافته میشود و نیز بهمین تاریخ دوازدهم ربیع الاول
تاریخ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوده است بدین نظر هر چند اگر جشن
سرور میلاد شریف مسلم بود مگر هرگاه که در روز جشن شادی سانحهٔ ماتمی واقع میشود
لامحاله تقریب سرور شادی برآینده برداشته مراسم ماتم را مقدم میدارند مثل
روز عاشوره که هر چند در ایام سلف قبل واقعهٔ کربلا روز عید و سرور بوده و از روز

واقعهٔ کربلا تا الیوم تمام عشره بلکه تمام ماه تا چهلم در ایام ماتم محسوب ست که هیچ
مسلمانی در عشرهٔ محرم هیچگونه رسم سرور شادی بعمل نتواند آورد چه جا که تاریخ وفات
آنحضرت صلی الله علیه وسلم که منتهای روز ماتم تمام زمرهٔ اهل اسلام ست
در همین تاریخ خاص روز جشن سرور میلاد شریف را تخصیص دادن محفظ التباس
رسم هنود هم نکردن رای طبیعت مسلمانان چه حکم می کند و اگر احترازاً عن الالتباس
در رعایت تقدیم ماتم سخت چنین روز را بماتم وفات تخصیص داده جشن سرور معراج را
به بست و هفتم رجب المرجب تخصیص دهند که شبش شب معراج و روزش یوم صوم هزاری
است محبان اسلامی چه حکم و چه تقاضا می کند و شارع در تخصیص چه می فرماید که سرور روز
میلاد صورت تعمیم دارد و مشابهت برسم هنود علاوه و بنای ایجادش بعد قرون ثلاثه
پس از شش صد سال و ماخذ او از خواب تخفیف عذاب ابی لهب هیچ نسبت از سنت
و استحباب یا عمل قرون ثلاثه ندارد و بخلاف سرور جشن شب و روز (۲۷) رجب المرجب که
عروج معراج بتخصیص همین ذات خاص دارد و از همه التباسات و مشتبهات مبرا و در صوم
مسنون ست پس اکنون آن سرور جشن میلاد تخصیص دوازدهم ربیع الاول را بدین جشن
معراج که خاص برای همین ذات خاص ست تبدیل کرده و در بدل حکایات ولادت
که جانب مشابهت برسم هنود دارد و ذکر فضائل و معارج و معجزات باهره که متفق علیه
و یقینی باشند از روی احادیث صحیحه و آیات منصوصه نعم البدل قرار داده آید کدام
صورت اولویت و استحسان و رجحان مقتضی آن نتواند بود و تبلیغ او و توجه رد را

سوال دوم

ونیز استفادتم واستصوابًا استدراک است که ابتدای انعقاد صحبت سرور و تهنیت مولد شریف از شیخ عمر موصلی و رواج این از ملک مظفر سلطان ابوسعید بادشاه اربل می نویسند که بنظر استحسان واداشته اند گو خالی از بدعت نبوده است مگر بدعت حسنه گفته اند بارے روز وفات که روز سے خاص معین و وقت او از ل ست که لَا یَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ شان او ست و در صحبت ماتم بخانهٔ ماتم رسیده رسیده شریک ماتم شدن و تعزیت کردن غالبا که داخل بدعت هم نباشد که بروز شهادت حضرت حمزه عم آنحضرت صلے الله علیه وسلم زنان برادری را ایما شده بود که بخانهٔ آن شهید مرحوم رسیده شریک ماتم شوند علی هذا روز وفات جمیع بزرگان دین بقید تاریخ و ماه خاص معین ست که همان روز برای فاتحهٔ آنها تخصیص داده کیازدهم حضرت پیر دستگیر رحمة الله علیه نمونه ازین متعارف ست واین تخصیص ماه و تاریخ نه معاذ الله بدین عقیده بوده است که بهمین تاریخ خاص ثواب انفاق فاتحه بمتوفی خواهد رسید و الا فلا این عقیده محض باطل و خلاف شرع ست بلکه اینکه بدون تعیین ماه و تاریخ و تاریخ اجماع مردم برای طعام و انفاق و التزام فاتحه فوت و فروگذاشت میشود پس بدین مصلحت تعیین یک روز خاص ضروری تر می باشد لاجرم تخصیص و تعیین روز وفات که معین ازلی است

به نسبت ایام دیگر جانب اولویت غالب تر دارد که مثل روز مولود جانب بدعت
ندارد هرگاه که آن بدعت تهنیت بنظر استحسان نزد بعض روا داشته شد این
تعزیت که بدعت نیست بلکه مسنون ست باید که بدرجهٔ اولی روا باشد که
بس اهم ست پس بدعت انعقاد مجلس میلاد شریف در چنین روز وفات
روا داشتن و بلحاظ تشابه التباس رسم هنود هم نکردن و برای فاتحه ماتم
که اهم و مسنون ست روز مجلس تعزیت که موقت و معین ازلی ست قرار ندادن
از چیست و دیگر گفته آید که بهمان صحبت مولود شریف ذکر وفات را هم
ضم کرده اند که ماه و تاریخ وفات و ولادت واحد ست پس درین صورت
التماس ست که تحقیق و تدقیق و تنقیح توا حد ماه و تاریخ با همه اختلافات او کجا ست
و بغرض توثیق توا حد ماه و تاریخ این اجتماع نقیضین تهنیت و تعزیت در مجلس
صحبت واحد از ایجاد کیست و به چه مصلحت روا داشته شد معهذا در صورت متحد
بودن ماه و تاریخ هم چون در تعیین و قرار داد محفل تهنیت اختیار داده اند که روز و تاریخ
بهتر و به چه قرار دهند تا بتاریخ وفات که ام ائمه دین تطابق نشود بدینجهت از رسم
تهنیت بروز دیگر هم میتوان داشت بخلاف تعزیت وفات که ماتم را بروز
دیگر برداشتن باختیار خود نبوده است مثلاً معاذ الله اگر در عین عشره محرم
مجلس ماتم در آمده و برپا داشته صحبت تهنیت و سرور قرار دهند چگونه روا خواهد بود
همچنین در ماهی که تعیین وفات ماتم عظیم واقع شده باشد محفل سرور تهنیت

قرار دادن چنانست که معاذ الله کسے در عشرهٔ محرم محفل نشاط قرار دہد پس در صورت
توا حد ماہ و تاریخ نیز اولاً بنظر چنان ماتم عظمے و قیامت کبرائے دوم بنظر
تشابہ برسم ہنود اگر این ماہ و تاریخ وفات را برائے مجلس تعزیت و انفاق
و اطعام مثل عشرهٔ محرم قرار دہند و محفل سرور و تہنیت را بروز دیگر
بردارند نیز چون که ولادت و رضاعت عادت ہر مولود عام ست و
بہمین جہت تشابہ و التباس برسم ہنود ہم مے شود لاجرم احتراز ازین تعمیم و
التباس و ہم بدین احتیاط که بہمین تاریخ ہمین ماہ ماتم عظیم وفات ہم
واقع شده و سرور جشن میلاد از مراسم شادیست و رعایت چنین غم عظیم
بہ نسبت سرور موجدهٔ متاخرین بہر نمط شرعاً و عرفاً و عقلاً اولے تر مے نماید
درینصورت اگر چنین غم عظیم را ہمچنین روز خاص تخصیص داده جشن سرور را
بروز معروف معراج بردارند و نیز قطع نظر ازین تعمیم و التباس آنہمہ حکایات
و روایات ولادت و رضاعت لامحاله از زبان زنان ایام جاہلیت بوده باشند
و دیگر فضائل و معارج بعد معراج و بعد بعثت البته از آیات و اخبار قرآنی
و احادیث نبوی و روات ثقات مسلم الثبوت بوده باشند پس درینصورت
نزدیک ارباب اولوا الالباب کدام جانب استحسان و اولویت و رجحان
شرعاً و عقلاً و عرفاً تواند بود . بَیِّنُوا تُوْجَرُوْا

	سوال سوم	

نیز استفهاماً بلکه استعجاباً استدراک ست که در مولد شریف ذکر محامد و فضائل صحابهٔ
کبار رضی الله عنهم اکثر التزام ست بارے در شمول آن بیان فضائل
اہلبیت رسالت آنچه در آیات کلام الله و کتب اہل سنت مسلم الثبوت ست
چرا ترک میکنند که منافی مذہب اہل سنت نبوده است چون مراسم ولادت
تعلق از زنان خانه و عزیزان و اقربا دارند و دیگر معاملات رزم و بزم
از رفقا و مصاحبان و یاران که میر میدان و غازیان متعلق بوده اند پس ذکر
ارباب رزم و بزم و درین حکایات خانگی التزام نمودن و ذکر محامد و صفات
اہلبیت و آل عبا و عزیزان و اقربا را درین حکایات خانگی ترک دادن بچه
مصلحت ست پس این استفسار تعریضاً و مناظرةً نموده است بلکه استعلاماً و تلمیذاً
و استفادةً از ہم مذہبان ابنای جنس بوده است تا بمقابلهٔ معترض جانب
مقابل عجز از جواب نباشد و آینده اگر کسے از اہل سنت ذکر فضائل اہلبیت
نبوت و آل عبا را حسب آیات منصوصه و کتب اہل سنت در کتاب مولد
شریف داخل کند آیا در برابر ذکر صحابهٔ کبار صورت رجحان و استحسان دارد
یا مرتبهٔ تساوی یا ضعف یا کمتر یا ناجائز یا جائز تواند بود و اگر برعایت مولد شریف
که معامله برادری و خانگی ست بر ذکر فضائل اہلبیت اکتفا کرده شود کدام جانب
افضلیت تواند بود و جواب این همه مراتب که از نفسانیت و تعصب از مقام اصلاح
و الدین محض بنا بر تحقیقات از جانب ہم مذہبان حنفیه منصفانه درکار ست نه معاندانه

ومنها قوله تعالی وَنُنَاظِرَانَّهُ بَيَّنُوا اَوْ تُوخَبِرُوا

سوال چهارم

وهم استقلالاً و استفادةً است که محبت خدا داخل ایمان چه بلکه عین ایمان ست زیراکه معنی ایمان گرویدگی ست و گرویدگی بدون محبت نمیشود و ازینجا ست که میفرماید وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ وحدیث شریف تعبیر همین مضمون ست که لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ و این محبت بتبعیت حبیب او صلی الله علیه وسلم منصوص و مخصوص ست که فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ الخ لاجرم محبت اهلبیت رسالت و آل عبا خصوصاً محبت جناب امیر علیه السلام از اهم لوازم ایمان ست چنانکه عقیده اهل سنت ست که عُنْوَانُ صَحِيفَةِ الْمُؤْمِنِ حُبُّ عَلِيٍّ پس در ماتم احباب شریک صحبت ماتم شدن و تعزیت کردن از واجبات می باشد که مسنون ست وهم از لوازم محبت ست نه بدعت فکیف که ماتم چنان امام دو عالم وجه ماتم که مصائب دشت کربلا تا چرخ سفله بود و خطائی چنین نکرده بر هیچ آفریده جفائی چنین نکرده و اشک از چشم در ماتم احباب بر آوردن بے اختیار می باشد که همین علامت محبت ست مگر شور و فغان به تصنع و نیاحت و دیلن بناخن خراشیدن و سر و سینه کوفتن و دخل مزامیر و موسیقی و شاعری شاعرانه با مبالغه در سخن و روایات خلاف واقع کرده و الجناب چنین گفت ذوالفقار از نیام بر آمده چنین گفت و تمام مرثیه وزن و شاعری همه مضامین ختم کردن

وبجانب صحت روایت توجہ نکردن وروایات صحیحہ را ہم با حاق مضامین شاعرانہ مشتبہ کردن وآکثر روایات موضوعی کہ نزد ثقات وخواص فریقین مقدوح اند آوردن ودیگر مخترعات وبدعات عامیانہ کہ در اقوال وافعال متعارف ست ازہمچو مخترعات عامیانہ کہ مقدوح خواص فریقین ست کشی نبودہ است مگر اینجا کہ از اصل مجلس تعزیت ونفس ماتم سخن میرود پس چنین مجلس تعزیت بماتم امام علیہ السلام کہ خالی ازہمیں زوائد وبدعات عوام باشد اہل سنت ایجا بی خود ترتیب دادن یا درہمچو مجالس حاضر شدہ شریک ماتم شدن یا کتابے بہ نثر ونظم اردو عام فہم بدون دخل رنگینی وشاعری بیان نفس الامر واقعے بروایات صحیحہ معتبرہ بتصدیق آیات قرآنی ترتیب دادن چہ حکم منقتے بہ و مستحسن ورائے صواب ست بَیِّنُوا وَ تُوجَرُوا

	سوال پنجم	

چون بحکم لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ وہم بفاد کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ہ وہم بمفہوم کُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ ط وَ کُلُّ صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ونیز بمصداق مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ الخ وہم بمضمون لَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِکَ وَ لَا اَکْبَرَ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ جمیع احکام شرائع ومسائل وفرائض در معاملات وعبادات وتقسیم سہام واخبارات آئندہ وحکایات وقصص ماضیہ

از کلام الله استخراج کرده اند و اخبار نبوی مصدق و مطابق آنست و اینهم صریح
و ظاهرست که در کلام الله تخصیص نام کسے از اصحاب نبوده است نه از ازواج و
عزیزان و اقربائے آنحضرت صلی الله علیه وسلم بجز نام زید قصر کسے بوده است
و تخصیص صفات خاصه و دیگر علامات اکثر وارد ست زیرا که در اسما اکثر توارد همنامی
و اشتباهات متصور که اشخاص متعدد بیک نام میباشند و در صفات و علامات خاصه
اشتباهات و توارد را گنجایش کمتر چنانکه شان نزول و تخصیصات مضامین
سورهٔ هَلْ اَتٰی و هم مفهوم معنی یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ و مفاد معنی لَایَخَافُوْنَ
لَوْمَةَ لَائِمٍ و مصداق معنی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ به تخصیص لفظ
یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ رَاکِعُوْنَ و هم شان نزول کریمه وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ و نیز
مضمون ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ و مفهوم معنی اِذْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ
لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا الخ و شان نزول اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی
وَلَسَوْفَ یَرْضٰی و هم آیات متوالی در سورهٔ احقاف به تخصیص صفات خاصه
از لفظ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا تا لفظ کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ
و علی الترتیب مطابق واقع در آخر سورهٔ فتح از لفظ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ تا آخر سورهٔ انفال جزو و هم به تخصیص صفت موافقت
رای با وحی و کتاب بملاحظهٔ شان نزول و تفسیر و حدیث پیدا است که می فرماید

تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ وَلَوْلَا
كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ظاہر است
کہ درین آیات قید اسما نبودہ است کہ بسبب توارد والتباس با دگر ہمنام اشتباہ
واقع می شود وبتصریح علامات وصفات خاصہ اکثر جاہاست کہ در تخصیص صفت
قاطع التباس واشتباہ شرکت دگرے را گنجایش نمیباشد پس ضرورت سوالست
کہ اخبار بمفہوم معنی مطابقی سانحہ کربلا ہم کہ زیادہ ازین سانحہ عظیم بر صفحہ روزگار
نشان نمی دہند در کلام مجید کنایۃً خواہ صراحۃً واخبارا بقید صفات آمدہ است
یا نہ واز کدام آیہ قرآنی بوئے وخبرے وکنایتے ازین سانحہ کبری تاویل کردہ اند
یا نہ اگر آمدہ است از ان آنقدار بعد التجاست واگر نیامدہ است وجہش آنچہ بخاطر
ارباب اولوالالباب خواہ در کتب متقدمین بنظر در آمدہ باشد از انہم افادہ شرط
زیرا کہ در نص قرآنی از ظاہر معنی کریمہ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ
وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا وہم مجاز معنی آیہ وآیات مصرحۃ الصدر
بودن واخبار جمیع رطب ویابس عموماً ومصائب وقوعی قبل وقوع خصوصاً
درین کتاب مُبِین مُبَیَّن بودن ضرورتر است فکیف کہ چنین سانحۂ اعظم
بہمچو خاندان معظم کہ سے تا چرخ سفلہ بود وخطائے چنین نکردہ بر ہیچ
آفریدہ جفائے چنین نکردہ بود وعلم وتاویل ہمچو مضامین واسرار مخصوص
بادراک راسخون فی العلم منصوص است لَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ

وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ الخ لاجرم از راسخون فی العلم استدراک ہست لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

سوال ششم

ونیز استفادۂ استعلام ہست کہ از اہلبیت نبوت نزدیک اہل سنت کدام کدام مراد بودہ اند و بتخصیص آل عبا کدام کدام را اختصاص ہست صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین ونیز التماس ہست کہ فضائل اہلبیت رسالت و ہم محبت داشتن با اہلبیت و خاندان نبوت انچہ از آیات و کتب اہل سنت مسلم الثبوت باشد از ان افادہ ضرورست

سوال ہفتم

وہم تحیر او ہتجیا استدراک ہست کہ والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درکدام دین و آئین بودند و وفات آنہا کہ قبل از بعثت بودہ بدین حجت از دین محمدی ناگزیر معتذر بودند اگر در دین کسے از انبیاے سابقین اہل کتاب بودہ باشند کہ نام عَبْدُ اللّٰهِ و اٰمِنَه معاذ اللہ نسبت بکافر و مشرک زنہار زنہار زیبا ور وا نتوانند بود کہ اَلْاَسْمَاءُ تَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ آمدہ است لاجرم ہمین نام در لوح محفوظ محفوظ بودن وہمین نام در قیامت محشور شدن مسلم آمد ونیز ودیعت نور محمدی از ازل باصلاب طاہرہ مسلم ست و در زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ہنود و بت پرست مطیع الاسلام مستامن بودند کہ حرب بر آنہا و زنان و
اطفال آنہا را بہ کنیزی و عبدیت گرفتن روا نبود و ہنوز حکم شارع بر ہمین
جاریست درین صورت عقیدہ عدم مغفرت والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم از کجاست و مضامین عدم مغفرت آنہا بشد و مد تمام در کتب
میلاد شریف بمقام فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل کردن
و در مجالس عام خصوصاً در چنین وقت کہ منکرین را بتائید انکار خود حجت
انکاری از زبان و بیان مسلمانان محمدی قوی تر مے شود پس مسلمانان را
در صحبتہائے میلاد شریف مضامین عدم مغفرت والدین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم با واز بلند بیان کردن روا تواند بود یا نہ و درین امر خاص
از ائمہ اربعہ اہل سنت چہ حکم مقتضے بہ نوشتہ اند یا سکوت کردہ اند لاجرم تحقیقات
ہمچو امور اہم دینی و استصواب و استعلام و استفادہ و استدراک و استفتائے
امور مذکورہ بصد محققین اہل سنت را از علمای اہل سنت استفسارا و تحقیقاً
بودہ است بلکہ تلمیذاً است نہ معاذ اللہ مناظرۃً و معارضۃً کہ بتردید و تعریف
در جواب متوجہ شوند بلکہ جوابات منصفانہ بلا تعصب مذہبی از ہمہ زبان اہل سنت
درکار اند بَیِّنُوْا وَتُؤْجَرُوْا و در صورت رسانیدن جوابات
ہمچو سوالات تا سائل طالب جواب بہ از خطوط پوسیدہ بنام اڈیٹر مطبع
اخبار ادوہ بدرخواست انطباع آن در ادودہ اخبار و گرچہ تواند بود

کہ سوائے اطلاع سائل طالب جواب ایکہ انتباہ و افادہ و ہدایت پذیری
تمام ناظرین اخبار فوائد بود سے جواب سائل وہم نفع ناظر اخبار ؎
چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

قول فیصل مفتی ثالث الثانہ بحکم جواز مجالس سرور میلاد شریف اور بالتشریف
جمع بین القولین متفق علیہ فریقین باصلاح ذات البین بمعنا و
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ

ایسا اصلح معلوم ہوتا ہے کہ بحکم خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدِرْ اگر افراط
و تفریط طرفین کی بچا کر درجۂ اوسط بمصداق خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُہَا
اختیار کر کے امر بین بین باتفاق رائے جانبین اور تسلیم قول فریقین واسطے
استحباب اور استحسان جواز اور استدامت اس خیر الاعمال میلاد شریف کی
بحکم وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا قرار دیا جائے امید خدا سے ہے کہ جانبین
بطیب خاطر پسند اور تسلیم اور منظور فرماویں وَاِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا ہُوَ
بِالْہَزْلِ لہٰذا تصنیفات اور تالیفات طرفین کی تردید اور تکذیب اور ابطال
بکد گر بامتنا و آیات و احادیث اور اقوال اور اعمال فقہائے شریعت
و فقرای طریقت بالاستیعاب تمامتر امعان نظر اور دیدۂ انصاف سے
لثانہ دیکھے گئے حق اور انصاف یہ ہے کہ طرفین اصل فدویت اور محبت

اور محبت اور پاس آداب اور تعظیم اور حفظ مراتب اور تکثیر ذکر خیر خیر الاذکار
اور کثرت صلوٰۃ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر محبوب اور متفق علیہ
بالاتفاق ہین اور سب حجتین اور دلائل و براہین طرفین کی منتہی بطرف
شرائف اور فضائل اور محبت اور تعظیم اور ادب کے ہوتے ہین پس امر
مختلف فیہ اور متنازع فیہ بین الجانبین محض صورت کذائی ہو کہ ایک
فریق منتہاے کمال ادب اور تعظیم اور خیر وصواب اور اجر وثواب تعیین
روز خاص اور ماہ وتاریخ اور وجوب قیام عند الذکر وقوع ولادت
شریف مین سمجھتے ہین اور اسپر حجتین اور دلیلین باستناد قوی لاکلام اس
کرتے ہین اور فریق ثانی جو اس صورت متعارفہ کذائی کے مانع ہین
نہ معاذ اللہ اس ذکر خیر اور بیان فضائل افضل الخلائق کو کہ
افضل العبادات ہو معیوب جانتے ہین بلکہ اس صورت کذائی انعقاد
مجلس بتعیین روز وماہ وتاریخ خاص کو منتہے بجانب سوء ادب وبدعت
اور ضلالت اور خلاف آداب شریعت کے سمجھتے ہین بطور شارع
حاکمانہ رد کرتے ہین اس تردید حاکمانہ شارع کو طرف ثانی نہین
مانتے اور اپنے عقیدہ تعیین روز وماہ اور تاریخ خاص مین اصرار
کرتے ہین اسمین جو گفتگو بڑھی طرفین کو اپنی سخن پروری ضرور
پڑی کہ قول ہمدگر کو تسلیم کر لینا گویا ہار اجانا سب سمجھے

بہ صورت مصالحہ بین المومنین کس طرح ہو سکتی ہے اس سبب سے اس مذہب
حنیف حنفیہ مستثنے اِلَّا وَاحِدًا مین دو فریق ہو کر بنائے نزاع اور
سخن پروری کی قائم ہو گئی کہ تہتر فرقے کے جو تہتر ہو گئے اور شیطان کو
بفریب نفس یہ جوش محبت محمدی مین طرفین کی نفسانیت اور سخن پروری
کے واسطے حیلہ ملگیا کہ باوجود آل واحد کے مصالحہ ذات البین اور
تسلیم قول یکدگر پر کوئی متوجہ نہوا اور قول یکدگر اور خطا فی الاجتہاد
کو مان لینا اپنی ہار اور ہزیمت سمجھنے لگے اسمین جو گفتگو بڑھی اور رسائل
بتردید یکدگر تالیف ہو گئے عوام مقلدین طرفین کے بھی دو فریق ہو کر
مرتبہ افراط و تفریط کو حد غایت سے زیادہ پہونچا کر کے حد اعتدال
اور اصلاح ذات البین سے دور ہو گئے اور منکرین کے واسطے
بحکم اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا حجت انکاری کو قوت ہو گئی اسیطرح مضمون
قیام ہنگام ذکر وقوع ولادت شریف مین اختلاف طرفین کی
نفسانیت اور سخن پروری کو ترقی ہو گئی اور راہ سواء الطریق حد
اعتدال کی طرفین سے چھوٹ گئی یہان تک کہ مانعین کا لقب وہابی
اور عاملین کا لقب لہالی قرار پایا اور اس ملت ضیعف حنفیہ مستثنے
اِلَّا وَاحِدًا مین بڑا فتور پڑ آتا اینکہ بحکم وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ مشیت ایزدی
بجانب رفع تخالف اور اصلاح ذات البین کے متوجہ ہوے

کہ یہ رسالہ اسرار نبوت اہل سطبع کے نظر پڑا اسمین البتہ مضامین اصلاح ذات البین جامع بین القولین باتفاق فریقین جامع اور مانع خالی افراط اور تفریط سے معتدل حد اوسط مصداق وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا کے پائے گئے یعنی مضامین میلاد شریف اور حلیہ سراپاے شریف جسمانی اور خصائل حمیدہ روحانی اور مراتب شان فضائل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تمامتہا اور واضح تر بصراحت اور تفصیل تمام خود اُس محب حقیقی نے اپنے کلام مجید مین بیان فرمائے ہین پس اُن آیات قرآنی کا مجالس قرار دیکر پڑھنا اور مذاکرہ کرنا اور تفسیر شرح معنی بیان کرکے سب اہل مجلس کے دلنشین کرنا اور ہنگام ذکر فضائل نبوت بپاس آداب تعظیم سب اہل مجلس کا درود گویان استادہ ہوجانا کب کوئی شارع بدعت کہ سکتا ہی لہذا اولًا یہ رسالہ اسرار نبوت امتحانًا سرسری چھاپ کر اشاعت تمام عمل مین آئی تھی جب کسی طرف سے کوئی جرح اور تردید سواے استحسان اور طلب مزید کے تامدت انتظار پنج سال دیکھی اور سُنی نہ گئی البتہ طبع مکرر اور صلاح اور ترمیم مین اہتمام بلیغ عمل مین آیا پس اسکا نتیجہ قول فیصل مفتی بہ جمع بین القولین باتفاق فریقین اور اصلاح ذات البین یہ پایا گیا کہ دوازدہم ربیع الاول ہر چند بسبب شرافت میلاد شریف کے روز عید

اور جشن و سرور اور تہنیت مومنین کا بلا شبہہ ہی مگر بسبب وفات شریف کے
اس روز خاص شادی مین ماتم کو تقدیم ہو گئی جیسا کہ روز عاشورا قبل سانحہ
کربلا روز عید اور سرور و مسرت کا نہایت روز مبارک اور سعید تھا کہ بنظر اسی
کمال شرف و برکات کے یہی روز شہادت کبری کا من جانب اللہ قرار پایا
اور اس عالم شہادت مین ادائے مراسم ماتم کو تقدیم ہو گئی اس سبب سے اُس
شرف اور برکت اور فضیلت روز عاشورا مین اور نماز عاشورا مین کچھ فتور
نہ آیا مگر مراسم جشن سرور شادی کوئی مومن مسلمان امت محمدی ہفتاد و چہار فرقہ
ادا نہیں کر سکتا پس اسی طرح سے اس دوازدہم ربیع الاول مین ماتم اعظم
وفات کو مقدم کرنا اور اسکے بدل مین ہر دو شنبہ ہر ماہ کو واسطے جشن
سرور شادی میلاد شریف اور خیرات اور مجالس سرور خیر الاذکار صلوۃ کی
قرار دینا کسقدر وسعت تمام سال ہر دو شنبہ کی حاصل ہی اور سنت نبوی اور
قول شارع سے بھی اتفاق تمام ہوتا ہی کہ خواب حضرت عباس علیہ السلام کا
بہ تخفیف عذاب ابی لہب بھی بہ تخصیص روز دو شنبہ ہر ہفتہ علی العموم ہر دو شنبہ
کے ہی نہ بتخصیص دوازدہم ربیع الاول اور روزہ رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ
سلم کا بھی بہ تخصیص روز دو شنبہ کے مسلم ہی نہ دوازدہم ربیع الاول پس اس
مقام مین فریقین بلکہ ہر ہفتاد و چہار فریق کیا رائے دیتے ہین اور مقام قیام
مین عین بر وقت ذکر خاص بر آمدن من البطن مادر سے جو شارع مین بپاس ادب

شریعت کے منع کرتے ہین محض اس ارادہ سے کہ ایسے مضامین عین حالت وضع حمل
خاص خلوت اور پردے کے ہوتے ہین اور سب شخص جانتے ہین ایسے مضامین صحبت
خلوت اور پردے کو کہ سب جانتے ہین اس تصریح وتصریح اور تفصیل سے بار عام کور
مین بیان کرکے سب حضار مجلس عام کو کھڑا کرکے بالفاظ تولد شور مچانا کون شان
ادب ایسے افضل الخلائق کی ہے کہ مضمون خلوت اور پردے اور حیا وشرم کا ہے نہ منادی
شورش عام کا کاش اسکے بدل مین جو مضامین ظہور نور نبوت اور ظہور شان رحمت
مجسم الٰہی بشکل وصورت محمدی کلام مجید مین اصح تر لکھے ہین اور اس رسالہ
اسرار النبوت مین بیان کیے ہین انکا بیان کرنا اولیٰ سمجھا جائیگا یا روایات
ضعیفہ موضوعہ بزبان حلیمہ سعدیہ بابت کلام کرنے دراز گوش کے نزد فریقین ادنی
سمجھے جاوینگے پس اُس مقام بیان فضائل ظہور نور نبوت مین جواز روے آیات
قرانی اس رسالہ اسرار النبوت مین نظم ونثر مرصع لکھے ہین جب ذکر ظہور اور حضوری
اور ارشاد بصیغہ کاف خطابی بلفظ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
پڑھتا ہو اسمع تمام حضار مجلس بکمال ادب وتعظیم کھڑا ہو جاوے تو اپنا سخن عمل
قیام ہنگام ذکر ولادت اور حکم فرضیت قیام شارع کا دونون قائم رہتے ہین اور
افراط تفریط طرفین کا جمع بین القولین اور اصلاح ذات البین اور اتفاق
فریقین سے حاصل ہو کر دونون کی بات قائم رہتی ہے نہ خوش بود کہ برآید
بیک کرشمہ دو کار + اور درجہ فرضیت قیام کی بروقت پڑھنے درود ارشاد فر

خطابی کے ظاہر تر ہر کہ سلام کرنا سنت اور جواب سلام کا فرض واجب پس جس صورت
مین سب مومنین اہل مجلس آنحضرت کی ذات خاص کو بصیغہ کاف خطاب مخاطب
کر کے تقدیم سنت سلام سنت الاسلام کی کرین اور کہین کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اسکا جواب اُس مخاطب الیہ کیطرف سے فرض ہو گیا لہذا حسب
عقیدۂ فریقین کے روح شریف مبارک کا واسطے اداے فرض جواب سلام کے
اُس مجلس میلاد شریف مین حاضر ہونا اور سب حاضرین مجلس کو بمقام تعظیم کھڑے
ہو جانا باتفاق فریقین فرض واجب ہو گیا والسلام پس یہ تو واسطے جواز مجلس
جشن سرور وجود باجود خلاصۂ موجودات میلاد شریف صلی اللہ علیہ وسلم کے
باتفاق اقوال فریقین اور جمع بین القولین بوسعت تمام ہر دوشنبہ ہر ہفتہ
مین صورت قول فیصل کی قرار پائی باقی رہا یہ کہ سرور ولادت مولود فرزند
نرینہ کا عام ہر کہ ہر شخص بقدر حال اپنے ہنگام ولادت فرزند نرینہ سرور اور
مسرت اور جشن کرتا ہر مگر ہر سال جشن ولادت اور رسم چھٹی وغیرہ کی
تجدید نہین کرتا ہر الا خاص فرقۂ ہنود کہ ہر سال بقید ماہ و تاریخ سرور
جشن ولادت جنم اشٹمی کی تجدید کرتے ہین مگر قید روز کا التزام زمرۂ ہنود
مین دستور نہین لہذا اُسی حفظ التباس کی نظر سے یہان قید تخصیص روز
دوشنبہ کی استثنا ہو گئی کہ آنحضرت نے بھی اُسکو روز خوشی اور برکت کا سمجھکر کے
ہر دوشنبہ مین روزہ رکھا اور حسب عقیدۂ عاملین کے تخفیف عذاب

ابی لہب کی بھی بقید روز ہر دوشنبہ خواب مین معلوم ہوئی : بقید دوازدہم ربیع الاول پس اس صورت مین اس تخصیص روز مین سواے حفظ القیاس کے ایک صورت وسعت اور کثرت کی بھی نکل آئی کہ تاریخ معین تمام سال مین ایک دن ہوا ور روز معین ہر ماہ مین چار اور ہر سال مین اڑتالیس فَانظُرْ کَیْفَ کَانَ کَذَا پس یہ سرور روز خاص ولادت کا واسطے ہر مولود کے عام ہو فَنَصُّ لَا عَلَیْہِ اگر ایک روز خاص منتہاے سرور اور راحت واسطے اسی ذات خاص ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تخصیص دیا جاوے تو تمام روز و شب بست و ہفتم رجب المرجب سے زیادہ کوئی روز تمام سال مین مستثنیٰ نہین ہو سکتا کہ شب اُسکی شب معراج اور دن اُسکا یوم صوم جسکو عرف مین روزہ ہزاری کہتے ہین اس دن کے شرائف اور برکات مین بالاتفاق سب مومنین کو اتفاق ہے خصوصاً اس سرور جشن معراج کے واسطے اس دن سے زیادہ خاص تر کون دن ہو سکتا ہے کہ سب تعمیم عام سے تخصیص خاص ہو گئی پس اگر کثرت ایام کیواسطے اس خیر العبادۃ صلوۃ کے درکار ہو تو ہر دوشنبہ ہر ہفتہ مین متفق علیہ ہے اور اگر تخصیص روز جشن و سرور خاص کی منظور ہو تو ۲۷ رجب ہے اور دوا سطے تعین روز ماتم عظیم وفات کے سواے ایک تاریخ دوازدہم ربیع الاول کے اور کون دن ہو سکتا ہے کہ بارہ وفات اُسکا نام ہے یہان

انتھی عبارتہ بلفظہ اب کاتب الحروف واسطے افہام عام کے زبان
اردو عام فہم مین التماس کرتا ہی کہ اس قسم کے اسرار الٰہی بتصریح تمام اگر حدیث
صحیح سے مستند ہین معاذ اللہ انکار کسکو ہی کہ مرتبہ نور نبوت کا اُس سے کہین ارفع
اور برتر اور بلند ہی چہ جا کہ قرآن شریف حدیث مین بھی یہ مضامین نہین اور جس طرز بیان سے
کلام اللہ مین بتوضیح تمام وارد ہی وہ انشاء اللہ بشرح و بسط تمام عنقریب بیان
کیا جاتا ہی پس اس طرز بیان مین جو ترجمہ اردو کتاب فائق الاخبار کا بالفاظہ
نقل کر دیا ہی ملاحظہ ہو کہ سب الفاظ بسبب عبارت اردو عام فہم کے بے تکلف
فہم مین آئے مگر تعقل اور ادراک مین کچھ نہین آسکتا کہ فہوم نوع بشر قاصر ہین اور ایسے
بیان سے کچھ فضائل اور مرتبہ شان محمدی کا جسقدر دلون پر نقش اور کلام اللہ سے ثابت ہی
بظاہر ظاہر نہین ہوتا اور نہ دلون پر چوٹ لگتی ہی اور منکرین کو ہر طرح کے انکار اور
اعتراض اور گرفت کی گنجایش ہوتی ہی اور اسرار الٰہی فاش ہوتا ہی پھر اس
قسم کے مضامین اگرچہ سچ بھی ہین تو اسرار ہین اسرار کو علی رؤس العوام خصوصاً
ایسے وقت مین کہ منکرین کو طرح طرح کی حجتین الزامی اور اعتراضات اور دلائل انکاری
بہم پہونچتے ہین اس بیان سے کیا حاصل پھر کیا ضرور ہی کہ یاوہ روایات غیر ثقات
غیر مستند قبل ایام جاہلیت بتخصیص مضامین ولادت و رضاعت بہ تعیین ایام
ولادت بیان کیے جاوین کہ بعینہ مشابہت برسم ہنود ہو جاوے یا ایسے مضامین
اسرار جسکے ادراک سے فہوم بشری قاصر ہون اور منکرین کو گنجایش استہزا اور انکار کی

بہم ہوپنچے بیان کیے جاوین مثلاً حور بہشتی کی تعریف اور سراپا راست راست بیان کیا جاوے کہ برابر گنبد کلان کے سر اور برابر مینار بلند کے ساق پا اور بنشتر گز کے موی میان اور رومی دروازے کے برابر غنچہ دہان ہرچند سب راست بیان واقعی مگر سننے والا ڈر جاوے اسی نظر سے اللہ تعالی نے جس جگہ کلام اللہ مین ذکر حوران بہشتی کیا ہی بقدر فہوم و مدرکات بشری کے ہی عُرُبًا اَتْرَابًا یا کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ یا لُؤْلُؤٌ الْمَکْنُوْنُ یا قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ یا لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ یا وَجَعَلْنَاهُنَّ اَبْکَارًا غرض سب اسی قسم کے صفات مذکور ہین جو ادراک بشری مین بخوبی آسکین اور مایہ توحش نہو کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ بارے یہی صفت اس نور خدا کی جو کلام اللہ مین بتصریح تمام بہ تمثیلات عام فہم واضح تر سورہ نور مین مذکور ہی اور فہوم بشری سے مستبعد نہین اور فائدہ اور ثواب ذکر الٰہی بھی بوجہ اکمل و اتم اسمین حاصل ہی اہی مستند او منصوص کو اگر بیان کیا کرین تو کیا قباحت لازم آتی ہی پس انصاف درکار ہی اسکو ترک اور اسکو اختیار کرنا کون جانب استحسان اور رجحان کے غالب تر ہی علاوہ خود ظاہر اور باہر ہی کہ قوت ناطقہ بشری بالاتفاق بیان حمد و ثنائے الٰہی سے قاصر اور عاجز اور معترف بعجز و قصور ہی اور صریح تر یہی ہی کہ قطرہ محیط دریا نہین ہو سکتا

ع زبان وصفش نیارد در شمارہ ۔ سخن بر تربود زین گوشت پارہ ۔ پس نعت و ثنا اوسکے نور ذاتی کی کہ نام اسکا پردہ بشری مین محمد اور مقام اسکا

عالم علوی مین محو رہی کس طرح نوع بشری سے بیان ہو سکتی ہی اسیواسطے اس نظر سے بھی اگر صفات اُسکے اور اُسکے حبیب کے اُسکے کلام سے شرح کیے جاوین تو ملاحظہ ہو کہ جو نسبت اُن روایات ملتبسہ غیر مستند کے کسکو جانب رجحان اور استحسان کے غالب ہی اور کون جانب بدعت سے خالی ہی کسواسطے کہ بدعت اُسکا نام ہی جو بعد قرون ثلاثہ کوئی امر تازہ دین اسلام مین حادث ہو وہ بھی دو حال سے خالی نہین حسنہ یا سیئہ حسنہ کو بنظر استحسان متاخرین جائز رکھتے ہین جیسا یہی صحبت مولد شریف کی بنظر حسنہ جائز رکھی ہی چہ جا کہ اُس حسنہ مین بنظر التباس رسم ہنود تعیین روزہ اور ماہ اور تاریخ اور تخصیص حکایات خاص لا دُتین بوجوہ مذکورۂ بالا کلام اور استفتا طلب ہی اور بمفاد کلیہ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ کوئی بدعت حسنہ نہین ہو سکتی چہ جا کہ اس تعیین و تخصیص کے ساتھ فَکَیْفَ کَانَ کَذَا! مگر بلا تعیین ماہ و تاریخ کے بالاتفاق ایسا ذکر خیر الاذکار باتّی نوع کان داخل بدعت نہین بلکہ منتہاے عبادت اور بتاکیدات متواترہ مامور بہ ہی وَاذْکُرْ رَّبَّکَ کَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ پس تخصیص روز کی واسطے فاتحہ وفات کے اگر اس نیت اور عقیدت سے ہو کہ اسی روز خاص مین ثواب پہونچیگا البتہ عند الشرع غالب کرنا درست ہو اور اگر یہ نیت اور عقیدہ نہو بلکہ اس نظر سے ہو کہ بدون تعیین روز اور تاریخ کے انعقاد صحبت مجلس سب اہل علمی خاص و عام کے متعذر ہوتا ہی غالب کہ شرع بھی معذور اور معاف رکھے منعذا یہ گفتگو اور اختلاف تو در باب تعیین روز یا

فاتحہ و نجات کے ہی مگر صحبت ذکر فضائل نبوی بنظرِ اعلام خاص و عام اگر تعیین
اون بھی قرار دیجاوے غالب کہ شرع روا رکھے مگر الیسا روز خاص اور ذکر خاص
ولادت جیسا کہ متعارف ہی یا رب کہ بنظر تشابہ رسم ہنود غالب ہی کہ ارباب شرع کو
بھی آمین فی الجملہ تامل ہو پس اس صورت مین اگر اس یہ روز اور نہ اور تاریخ کو بنظر
التباس تاریخ بعثت و ہفتم رجب المرجب ہے کہ شب اسکی شب معراج اور روز اسکا
صوم ہزاری اور مہینا بھی بابرکات ہی قرار دیا جاوے اور بعوض اس ذکر خاص
حکایات ولادت اور رضاعت کے فضائل اور شرائف معراج شریف اور محامد
تمام سراپا اور حلیہ شریف بترجمہ آیات قرآنی بیان کیے جاوین ارباب اولو الالباب
شریعت سے انصاف طلب ہی کہ کون جانب استحسان اور اولویت کی غالب ہی چنانچہ اسی
نیت اور اسی ارادہ سے اس طرح کی کتاب مختصر عام فہم ترتیب دینا منظور ہوا اور
چونکہ اسرار حکمت اور قدرت الٰہی معانی آیات قرآنی سے ہویدا تھے اسواسطے اس
کتاب کا نام اسرار النبوت اسم بامسمے معلوم ہوا اگرچہ اس نام مین قبل ملاحظہ کتاب کے
اعتراض عوام لاعلم کو بھی گنجایش تھی اور آنکے اعتراض ناواقفانہ کے جواب مین
طبع خراشی کرنا اصل بیان مضامین عالیہ کتاب سے دوری اور تضیع اوقات متصور تھی
لہذا فضائل النبوت بھی اسکا نام اسم بامسمے ہو سکتا ہی وہ اعتراض عامیانہ کیا ہی
کہ عوام ناواقف بدون دریافت مغز سخن اور مضامین کتاب کے نام سنتے ہوے
اعتراض کرنے لگے ہین کہ اسرار نبوت سے مولف کو کہان سے آگاہی ہوئی اور

کس سند سے لکھتا ہی اگر سچ ہی تو اسرار افشاں کرنا نہ چاہیے اگر جھوٹ ہی
تو معاذ اللہ خدا اور رسول پر افترا کیا کہ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی
عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا آیا ہی پس ایسے اعتراض کرنے والے یہ نہیں سمجھتے ہین کہ
اسرار مخفیہ قلبی انسان کے بدون اسکے کہے ہرگز کسیکو معلوم نہیں ہو سکتے
چہ جائیکہ اسرار غیبی خدا و رسول کے وہ کون جان سکتا ہی کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام نہ سمجھے اور تین مرتبہ حضرت خضر علیہ السلام سے تکرار ہوئی کہ
آخر کو اَلْفِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ سنا اور دونون سے جدائی ہوگئی
جیسا کہ جزو ۱۶ سورہ کہف رکوع اول مین وارد ہی قَالَ اَلَمْ اَقُلْ
لَّکَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا پس اس صورت مین اور
کوئی بندہ اسرار الٰہی کیا معلوم کر سکتا ہی اور کیا لکھ سکتا ہی اگر کہے تو معتبر
کب ہو سکتا ہی پس ایسے عوام جہل مرکب نامنصف کے جواب مین اسکا نام
فضائل النبوت بھی اسم بامسمیٰ ہو سکتا ہی کہ وہ سب اسرار النبوت تمامتر
فضائل النبوت کے ہین اور ارباب معنی فہم کب ایسے اعتراضات عامیانہ
سطحی خیال کرتے ہین کہ بعد ملاحظہ کتاب کے خود مغز سخن کو پہونچکر حظ وجدانی
حاصل کرتے ہین اور نام اسرار النبوت کو کہ اسم بامسمیٰ ہی بجائے خود سمجھتے ہین اور اہل انکار
نامنصف کسی حالت مین انکار و اعتراض سے باز نہین رہتے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا
وَّیَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا لہٰذا صاف صاف مفہوم معنی آیات کلام اللہ جو ظاہر و باہر

صریح ترہین بقدر علم و ادراک کے عام فہم لکھنا ضرور ہوا کہ در بدل اُن
صحبتون مولد شریف کی خالی بدعات اور اختراعات اور تشابہات سے
ہوکر نعم البدل قرار پاوے اور محض ذکر خدا و رسول بلا جل و تصرف بترجمہ آیات
قرآنی صاف صاف عام فہم ہو اسی نظر سے نام بھی کتاب کا بدل ہوا تا عوام کو
بھی گنجایش سخن کی نرہے از بسکہ فضائل نبوی اسمین جمع ہین لہذا یہ نام بھی
اسم بامسمے ہو سکتا ہو کہ اعتراض عوام سے بھی نجات ہو جاتی ہو اور چونکہ
انتفاع عام اور صلاح بین المومنین پیش نظر ہو کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ اس نظر سے تعصب اور
نفسانیت سے کنارہ کرکے جو کچھ ذکر و حکایت اہلبیت رسالت بر سبیل سخن
درمیان آیا ہو لو نزدیک اہل سنت کے مسلم الثبوت ہو اُسکی بھی آیات
اور ذکر بقدر مناسب مقام لکھنا ضرور ہوا علی ہذا اکثر انصار و مہاجرین
اور خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر جس جگہ بر سبیل سخن
درمیان مین آیا اُسکے بھی آیات بقدر مناسب مقام کے لکھ دیے ہین کہ
کسیکو اسمین مجال کلام اور انکار کی نہو کہ سب کلام الٰہی ہو نہ کلام بشر
اور بمقام مصالحہ بین المومنین ہو نہ مناظرہ کہ بمقابلہ منکران
نبوت کے سب محمدیان امت محمدی ہفتاد و دو ملت ایک ہین
فَاسْمَعُوْا وَتَذَکَّرُوْا اُذْکُرُوْا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ

وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ آدم بر بیان جان سخن + اندکی گوش دل بجانب من ۔ ظاہر ہو کہ ذکر فکر اور بیان ذات او تعالے شانہ میں ادراک نوع بشر قاصر ہی کہ ۔ فہم انسانی پذیرای خطاست + انچہ در وہم نہ آید آن خداست جیسا کہ قول اور اعتراف عارفان مقربین کا ہی اِعْتِصَامُ الْوَرٰی بِمَغْفِرَتِکَ عَجَزَ الْوَاصِفُوْنَ عَنْ صِفَتِکَ تُبْ عَلَیْنَا فَاِنَّا بَشَرٌ ۔ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ اسی نظر سے اُسکی حد ذات میں فکر اور غور کرنا منع آیا ہی چہ جا کہ سخن کرنا کہ لَا تَتَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ کس واسطے کہ برتر خیال و قیاس و گمان و وہم سے ہی ۔ انچہ پیش تو پیش ازان رہ نیست ۔ غایت فہم تست اللہ نیست + اور ذکر اور فکر اور بیان صفات میں کہ احکام متواتر بتاکید وارد ہیں کہ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ یہان غایت کثرت سے قوت بیانی کوتاہ ہی جو کہیں اُس سے افزون تر ہی پھر کیا تدبیر اسی مقام میں لوگ عاجز ہو کر کہہ گئے ہیں کہ ع خاموشی از ثنای تو حد ثنای تست چونکہ وہی مظہر نور ذاتی اور صفاتی اس عالم ظاہر میں پردۂ بشری میں مستتر ہو اُسکے بیان میں جو بعض متقدمین نے بقدر فہم و ادراک کے دخل دیا ہی کیا کیا دھوکے کھائے ہیں اور کیا کچھ حیرت میں آ کر لکھ گئے ہیں کہ اگر شرع پر عرض کیا جاوے

غالب ہی کہ حکم سکوت کا فرماوے ازانجملہ بعض موحد محقق یون لکھ گئے ہین و العہدۃ
علیہم کہ سہ حق جان جہانست و جہان جملہ بدن + ارواح و ملائکہ حواس آن تن +
اجرام و عناصر و موالید اعضا + نور نبوی در دست عقل روشن + اور مولانا جامی
علیہ الرحمہ کی نسبت یہ مضمون منسوب کرتے ہین کہ سہ جہان یکسیرہ ارواح و چہ اجسام
بود شخصے معین عالم مثال نام + دران نور نبوت عقل و حق جان + محمد نام او در شکل
انسان + چہ انسان عالم اصغر عیان شد + ظہور او درین عالم چنان شد نَفَخْتُ فِيهِ
مِن رُّوحِي دست سلطان + وزیر عقل نور احمدی دان + چو نور شمع نور عقل پیدا
ز سوز شمع سوز عشق انکار + کہ عشق و عقل بینا ہر دو جمع است + خرد نورست و عشق
از سوز شمع ست + ز لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ شد عیان نور + ز نور احمدی نُورٌ عَلَىٰ نُورٍ
اسی عبارت سے اگر پیشگاہ شریعت مین عرض کیا جاوے غالب ہی کہ ایسی ادب
شریعت مانع ہی شرح اس مضمون کی کچھ بقدر ضرورت مقام کتاب اسرار عقل و عشق
مین واضح تر لکھی گئی ہی آیندہ انشاء اللہ تصریح اسکی برعایت مقام بیان تفسیر آیہ نور
مین بقدر حصہ خود بیان کیجائیگی یہان مراد اس بیان سے یہ ہی کہ اگر نوع بشر اپنے
پاؤن اور ادراک کو اس مقام مین دخل دیتا ہی کہان سے کہان بہکا ہوا چلا جاتا ہی کچھ ٹھکانا
نہین لگتا اور ہر جگہ تازیانہ شریعت کا بہ تحکم اور جبروت تمام تادیب کرتا ہی لاجرم سوائے
اسکے کیا چارہ ہی کہ اسکا ذکر اور اسکے نور ذاتی کا ذکر اسی کے کلام سے بعینہ صاف صاف
شرح کیا جاوے پس ایسے مواقع مین طبع آزمائی اور لفاظی اور رنگینی اور شاعری اور عبارت

آرائی کا کام نہین ہوتا ہو کہ صحت مضمون حسب شریعت اور طریقت متفق علیہ درکار ہو نہ قافیہ پیمائی اور شاعری بامید واد سخن سے دلیل قوی باید و معنوی نہ رگہائے گردن بحجت قوی است ❁ درین مقام معنی نظر بود نہ بلفظ * مگر بدیہہ معنی و مثنوی بینا * از نظم و نثر بہ ع کہ ریخت بر دل من * بعینہ ہمان نوع کردہ شد املاء شعر دانم و نہ شاعری بود کارم * سپردہ خامہ نمودم ہر آنچہ شد القا * بشاعری چو نبود اعتراض معترضم * ور اعتراض بمضمون بود بیان فرما * دلے حالیہ مطلب بین بود بچہ حاجت ست بشاطہ عروسئے زیبا را * درین مقام بمطلب چہ فرق شد کہنہ است بشاعری چہ بود لغزشے فلیس لہا * لاجرم جو کچھ کہ معانی اور اسرار حکمت الٰہی اور نکات اپنے ادراک ناقص مین آیات قرآنی سے معلوم ہوے بعینہ بیان کیے جاتے ہین لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ سُبْحَانَكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ ❁ آنجا کہ کمال کبریائی تو بود * عالم نمے از بحر عطائے تو بود * ما را چہ حد حمد و ثنائے تو بود * ہم حمد و ثنائے تو سزائے تو بود * پس حمد و ثنا اسکی ذات کی اُسکے کلام سے جو نشان دیتے ہین تفسیر آیۂ نور کی ہی تصریح اسکی دراز اور بیان اسکا دشوار اندکے بقدر حصۂ خود جسقدر اپنا نصیب تھا کتاب ظَهِيْرُ الْاِيْمَانِ مین بمقام منزل چہارم اور کتاب اَسْرَارِ عَقْلٍ وَعِشْقٍ مین اور کتاب ظَهِيْرُ الدِّيْنِ اور رسالہ اَسْرَارِ غَفْلَتْ مین خامہ اس سیاہ نامہ سے برآمد ہوا ہی فَلْيَنْظُرْ ثَمَّہ بیان بھی بقدر ضرورت مقام جو کچھ کہ ظاہر ہی

ظاہر کیا جاتا ہے کہ مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهُ لَا یُتْرَكُ كُلُّهُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ مبیان مفہوم معنی آیہ نور بقدر اور اک

فہم خود وَلَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۔

اے قلم بر خیز آمد وقت کار جلوۂ نور خدا کن آشکار + پاکبن از سر تادّب یا قلم معنی نُوْرًا عَلٰی نُوْرٍ نگار + اندکے بدیدہ دل نگاہ در کار ہو کہ وہ بہ تمثال و افہام بندگان ناقص الافہام کے بقدر فہوم بدر کہ بشری کیسی کیسی تمثیلات عام اپنی شان ذات اور صفت نور ذاتی سے کہ نام اسکا پردہ بشری میں محمد ہی صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیتا ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الَّذِی السَّارِیْ فِیْ جَمِیْعِ اٰثَارِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا اور ملاحظہ ہو کہ ایسے نور ذاتی کی انشعاب میں مفہوم معنی اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ اور مرتبہ قرب یاران و پیروان و محبان کا کسطرح آشکار ہو فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ اللہ تعالی جل شانہ تعریف اپنی ذات کی بتصریح اسم ذات یوں فرماتا ہو کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَهْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ترجمہ لفظی اسکا مثل احسن ترجم میں متعارف ہی

مفہوم معنی اس آیہ نور کا واسطے افہام عام کے یہ ہو کہ اللہ نور آسمانون اور زمین کا
ہو صفت اُس نور کی کیسی ہو جیسے ایک طاق ہو اُس طاق مین چراغ وہ چراغ
درمیان ایک شیشۂ فانوس کے وہ شیشہ مثل ستارہ روشن کے چمکتا ہو اور بجائے
تیل کے اُس چراغ مین درخت زیتون کا ہو کہ اُسمین خود چکنئی ہو وہ درخت
مبارک ہو نہ زمین مشرق مین نہ مغرب مین قریب ہو کہ تیل اُسکا یکبارگی
سُلگ اُٹھے بدون آگ کے کیونکہ وہ آگ نہین بلکہ نور ہو اوپر نور کے اللہ
راہ دکھاتا ہو اُسکی روشنی مین جسکو چاہتا ہو اور یہ بیان کرتا ہو اللہ تعالے
یہ مضمون مثالون مین واسطے سمجھنے آدمیون کے تا بے تکلف بآسانی تمام
سمجھ جایا کرین اور اللہ سب چیز جانتا ہو فقط یہ مفہوم معنی لفظی ہو اور یہ تیل
اور چراغ کی تمثیل محض واسطے سمجھانے آدمیون ناقص الفہم کے ہو کہ کلموا
النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ والا خود ظاہر ہو کہ اُس بےمثال کی کس شی سے
تمثیل ہو سکتی ہو لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ شان اُسکی ہو چنانچہ
اسی آیۂ نور کے آخر مین خود فرماتا ہو يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ اور پھر
فرماتا ہو کہ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنے اللہ سب چیزون کا دانا ہو
ادراک بشری اُسکے علم اور ہستدراک سے قاصر ہو یہ معنی صریح لفظی ہین
اور مضامین معنوی اسکے کسکو معلوم ہو سکتے ہین مگر بقدر ادراک بشری
اسقدر ظاہر ہو کہ ایسے طاق اور ایسے چراغ اور ایسے شیشۂ فانوس سے کہ مثل

ستارهٔ روشن کے چمکتا ہی اور روغن اُس چراغ کا شجرهٔ مبارکہ زیتون
سے پہونچتا ہی اور وہ شجرهٔ مبارکہ نہ زمین مشرق مین ہی نہ زمین مغرب مین
نہ چھو جاتی ہی اُسکو آگ بلکہ نور بالاے نور ہی کہ راہ دکھاتا ہی اللہ اُسکی
روشنی سے جسکو چاہتا ہی کیا مراد ہی یہ سب صفات خاصہ سواے شجرهٔ
قامت انسانی کے کہان صادق آسکتے ہین اسی مقام سے کنایہ ظاہر ہی کہ
وَفِی اَنفُسِکُم اَفَلَا تُبصِرُون ہر چند شیشۂ دل ہر مومن کا بقدر نور ایمان کے یہ استعداد
رکھتا ہی کہ یَهدِی اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَن یَّشَاءُ کنایہ اسی مقام سے ہی مگر تمثیل کوکب
درخشان اور شجرهٔ مبارکہ کی ہر دل اور ہر قامت انسانی پر صادق نہین آسکتی الا یہ کہ
کوئی دل خاص اور کوئی جسم خاص اس سے مراد ہی کہ مثل لو شمع کے نور مجسم ہو کہ ہر جسم خاکی
کو مناسبت اور تمثیل نور محض سے درست نہین ہوسکتی اب یہان سے ایک نکتہ
باریک سمجھنا چاہیے کہ کوئی جسم ہیولا نمایان ایسا متصور اور ممکن نہین ہوسکتا کہ
آنکھون سے جسم نمایان نظر آوے اور سایہ اُسکا نہو یا یہ کہ جسم نمایان کے درمیان سے
ایک تار کاٹ کر نکل جاوے اور وہ جسم بدستور مسلم رہے اور درمیان سے دو ٹکڑے نہو جاوے
مگر یہ دونون صفتین چراغ کی لو مین صحیح تر پائی جاتی ہین کہ لو کا جسم نمایان صاف
روشن نظر آتا ہی مگر سایہ اس جسم نمایان کا نہ پاروا اور اگر چراغ روشن کی لو کے
درمیان سے کوئی شی مثل چاقو چھری یا تار آہنی یا انگشت نکل جاوے جسم لو کا بدستور
مسلم رہتا ہی اور رعایت لفظی یہ ملاحظہ ہو کہ کلام الٰہی مین بھی بلفظ لفظ لو کی موجود ہی

لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ہر چند یہ عربی وہ ہندی اسکے اور معنی اور سکے اور معنی
مگر اس مقام خاص میں خالی از لطف نہیں کہ دونوں معنی یہاں چسپیدہ ہیں
فَافْهَمْ بس یہاں سے جان سخن کو پہونچنا چاہیے کہ یہ دونوں صفتیں خاص اس مظہر
نور جسم خاص نور مجسم میں ظاہر باہر تھیں کہ گرمی نار کا حلقہ مسلّم آپکے جسم مبارک سے نکل آتا
اور جسم مبارک بدستور مسلّم رہا اور سایہ بھی نہ تھا اور دیکھنے میں آنکھوں میں صاف جسم
قامت انسانی معاینہ ہوتا تھا اس صورت میں تمثیل نور چراغ کی کیا ماثلت تامہ ہے فضلاً علیہ
کہ اُس جسم خاص کو اللہ تعالیٰ نے بلفظ شجرہ مبارکہ تعبیر فرمایا پس نسبت لفظ مبارک کے
اللہ کیطرف سے سوائے اُسی جسم خاص مبارک کے کسطرف منسوب ہو سکتی ہے کہ تصریح اور
تخصیص لفظ بَارِکْ وَسَلِّمْ سے ظاہر ہے پھر اس سے زیادہ توضیح اور تخصیص
کیا ہو سکتی ہے کہ بے اختیار خامہ کاتب سے برآمد ہوا ست آنکس کہ مجسم ہمہ تن نور خدا بود
آن نور خدا را بزمین سایہ کجا بود + در سایہ لطف خود کرمش ارض و سما بود
کی سایہ جسمش بسر خاک روا بود + چون سایہ فتادہ بزمین جزو تنش آہ + فی سایہ میسر
شدہ فی کفنش آہ + پھر اُس شجرہ مبارکہ کی صفت فرماتا ہے لَا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا
غَرْبِیَّةٍ اُس قید خاص سے یہ شبہ نکل گیا کہ اگر وہ درخت قسم نباتات اور روئیدگی
زمین سے ہوتا بالضرور کسی سمت میں مشرق یا مغرب میں اُگتا اس سے ضرور ثابت ہوا
کہ ایسا درخت سوائے شجرۂ قامت انسانی کے نہیں ہو سکتا اور اس سے بھی اوضح تر یہ ہے
کہ بعد اسکے فرماتا ہے یَهْدِی لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ یعنے ہدایت کرتا ہے اور راہ دکھاتا ہے

اللہ تعالے نور اُس چراغ سے جسکو چاہتا ہے پس ایسا چراغ ہدایت کا سوا اسکے اسی شمع
نبوت کے کون ہو سکتا ہے اور تقویت اور تخصیص اسی مضمون خاص کی اس آیہ سے
بھی پیدا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا
وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ملاحظہ ہو کہ یہان بھی
اپنے حبیب کو صلی اللہ علیہ وسلم سراجاً منیراً یعنے چراغ روشن فرمایا اب یہان
ایک نکتہ اور سمجھنا چاہیے کہ ایسے حبیب نور مجسم کو جسکو عین اپنا نور ذات کا
فرمایا چراغ اور تیل فتیلہ سے کیون نسبت دی آفتاب درخشان و ماہتاب منیر
کیون نہ فرمایا اسمین کئی وجہین اور نکتے ہین اولاً یہ کہ شمس و قمر مین کسوف اور
خسوف اور محاق کا نقص ہے اور شمع و چراغ مین نہین دوم یہ کہ شمس و قمر کی
لوگ پرستش کر کے گمراہ ہو گئے ہین کہ اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا
لِلْقَمَرِ الخ اسواسطے ذات حبیب خاص کو اس مشابہت سے بری کیا سوم یہ کہ
ایسی مثالین اور تشبیہات اسواسطے سمجھانے ہم ناقص فہمون کے بقدر فہم ہم بندون کے
بیان فرماتا ہے تا بخوبی ذہن مین آجاوے تِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُہَا لِلنَّاسِ الخ
مہر آفتاب اور ماہتاب کی ماہیت سے ہم لوگ کیا واقف کہ اسکی تمثیل ہماری سمجھ مین
آجاتی تعریف مجہول بالمجہول کب سمجھ مین آتی ہے اور چراغ اور تیل بتی کی ماہیت سے
سب بخوبی آگاہ ہین اسکی تمثیل خوب سمجھ مین آسکتی ہے سو اسواسطے اللہ نے یہی تمثیل خاص بیان
فرمائی کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِہِمْ دوسرا نکتہ باریک یہ ہے کہ ایک چراغ ۸

سے ہزارون چراغ روشن ہو سکتے ہین اور قیامت تک الی غیر النہایت روشن
ہوتے جلتے ہین یہ صفات خاص اس نور نبوت مین ظاہر ہر آفتاب یا مہتاب مین
یہ بات کہان ششم یہ کہ تمثیل شیشۂ فانوس اور شمع اور لو چراغ کی شیشۂ دل پر بخوبی
صادق اور مطابق آتی ہے کہ نقشہ تشریح خانۂ دل سے بخوبی واضح تر ہو اور اسی خانۂ دل
مومن کو خانۂ خدا کہتے ہین کہ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَرْشُ اللهِ تَعَالٰى اور اسی کا
مصداق ہو وَفِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ہفتم جو یہ تشبیہ قلوب شیشہ
دل کی عام تھی اور قلوب جمیع مومنین پر علی العموم صادق آتی تھی اسواسطے ایک
تخصیص اخص الخاص کی قید اور لگادی کہ ہرگز ہرگز ممکن نہین ہو سکتا کہ سوائے
اس جسم خاص نور مجسم کے کہین کسی جگہ صادق آسکے وہ تخصیص وہی ہے کہ پیشتر مذکور
ہو چکی ہے یعنی صورت ہیولانی مجسم آنکھون سے نظر آنا اور سایہ اسکا زمین پر نظر
نہ آنا یا کمر بند کا حلقہ کمر سے نکل جانا اور جسم نمایان بدستور مسلم یہ مشابہت تامہ
اور تمثیل خاص سوائے لو چراغ کے آفتاب ماہتاب مین خواہ کسی شئے مین
کہان ہے ہشتم یہ کہ سب آتش بالاتفاق تحریک باد سے مشتعل ہوتی ہے جیسے کہ
باد و نفس سے بھی الا آتش شمع و چراغ اندک تحریک باد و نفس سے بھی خاموش
ہو جاتی ہے مگر سہ چراغیکہ ایزد بر فروزد ہر کسی کہ بپف زند ریشش بسوزد چنانچہ اسی
مضمون خاص کی روایت آیۂ کلام اللہ سے واضح تر ہے کہ اللہ فرماتا ہے
يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

شمع و چراغ کی روشنی تر ہو نہ رعایت مشابہت آفتاب کی کہ اسکے اطفاے نور میں
بادِ نفس کو کیا دخل ہے آیندہ وجہ نہ خاموش ہونے اس نور شمع نبوت کی بانفاس
کفار سے از روے نص قرآنی بجاے خود مذکور ہوگی اِن شَاءَ اللہ ہشتم ایک
مضمون اور بھی اس تمثیل خاص شمع و فانوس میں سمجھنا چاہیے کہ اکثر عقلاے ظاہر
اور حکماے فلاسفہ حکایت معراج شریفہ میں جاہلانہ گفتگو کرتے ہیں اور خرق و التیام
افلاک میں اور سرعت آمد و شد شب معراج میں عقل ظاہر کو دخل دیکر کلام کرتے ہیں
اسکا بھی جواب معقول مسکت فلاسفہ اس تشبیہ خاص سے بخوبی تمام ہو یہ جواب
وجدان شکن تمثیل آفتاب ماہتاب میں کہاں ممکن ہے لہذا واسطے اسکات منکرین اور
قبول حافظہ عام کے بصورت موزون بیان کرنا مناسب معلوم ہوا قطعہ اگر بسبر تحت
آمد شد او بخرق فلاک + نہ اکلام بود گوش کن نظیر از من + چو نور شمع فروزان ز پردہ
فانوس بہ برگ یک نظر دفعۃ بچشم زدن + رسید بر فلک و درگذشت از افلاک +
مُحَمَّدِ عَرَبِی سرور زمین و زمن + نہم بیان اللہ تعالیٰ خاص اپنے نور ذاتی کی شان
واسطے افہام افہام ناقص بشری کے ایسی تمثیل واضح سے بیان فرماتا ہے والا اس
بے مثال کی مثال کیا ہو سکتی ہے اسواسطے مثال بھی بے مثال فرمائی کہ بے ہیولا معاینہ اور
سایہ غیر معاینہ کہ گفتہ اند ست ز سایہ و دور ست ز پایہ او زمین و آسمان در سایہ او
اور یہی شان اس ذات حقیقی کی بھی ظاہر ہے کیا ہزاران مظاہر چشم ظاہر سے مخفی ہے کہ گفتہ اند
سو چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار + متجلی ست از در و دیوار + اور بہ ہزاران استتار ممنوع

نگہ چشم بصیرت درکار کہ گفتہ اند ؎ حسن تو ز صد پردہ عیان ست و عیان نیست
چون شمع بفانوس نہان ست نہان نیست پس اس طرح کی نسبت خاص
اور مشابہت تام آفتاب و ماہتاب مین کہان ہی فافہم و تدبر دہم
عمدہ ترین فائدہ اس تمثیل خاص نور شمع و چراغ کا آیندہ معلوم ہوگا جہان
تفریق بیان سوز عشق شمع و پروانہ بمضمون تلقاے غیبی نظم و نثر مین من اللہ
بیان ہوئی ہی یہ مضمون اور مناسبت تامہ سوائے تمثیل شمع و پروانہ کے آفتاب و
ماہتاب مین اور کسی شی مین درست نہین ہو سکتی کما سیجی ذکرہ ان شاء اللہ تعالی
یازدہم نکتہ باریک تر اس تمثیل خاص مین اور ملاحظہ ہو کہ جب تک شعلہ آتش
مشتعل اور فروزان نہو تب تک فتیلہ چراغ کا ہرگز اس سے روشن نہین ہو سکتا
آتش غیر مشتعل ہر چند چنگاریان انگارے تیز دہکتے ہون مگر فتیلہ چراغ کسی طرح
روشن نہین کر سکتے کہ نور خالص نہین بلکہ بشمول آتش ہی اس سے یہ بات بخوبی
ثابت ہوئی کہ وہ نور خالص ہر حال مین فروزان اور شعلہ زن ہی بمفاد معنے
وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ روز بروز ترقی اور تکثیر دین محمدی تا روز قیامت ظاہر اور باہر ہی اور قرب
و دوام بھی اسی تمثیل سے پیدا ہی کہ وہی قرب و دوام باعث ترقی اور بقاے نور دین محمدی
تا ابد ہی اور یہ نکتہ بھی اسی تمثیل خاص سے ظاہر ہی کہ ہر شی سر کٹنے سے فنا ہو جاتی ہی
اور شمع سر کٹنے سے روشن تر ہو جاتی ہی یہ عقدہ معرکۂ کربلا سے کھل گیا کہ شمع نبوت
سر کٹنے سے روشن تر ہو گئی ع بالاے نیزہ آن سر قدس نشان نمود گویا کہ آفتاب قیامت بنیزہ بود

بیرا ایسی مناسبت تامہ اور یہ نکتہ باریک تمثیل شمس و قمر مین کہان ممکن تھے
اور اسم آفتاب نیر اعظم کو بھی اللہ نے بلفظ چراغ تعبیر فرمایا ہی کہ وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا
وارد ہی وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا بھی آیا ہی آمدم بر سر سخن اب اس مغز سخن کو پہونچنا چاہیے
کہ اللّٰہ خاص اسم ذات ہی باقی اور سب اسما مثل رب رحیم غنی جواد اسماے صفات ہین اور
یہان آیہ کریمہ مذکورہ بالا مین تعریف او صفت او شان اسم ذات سے تعبیر فرماتا ہی کہ اَللّٰہُ
نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ در حقیقت ماہیت ذات خاص کیو اسطے سمجھانی ہم ناقص فہمون کے ایسی
تمثیل لایا ہی جیسا بیان فرماتا ہی کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ اور اسی تمثیل خاص سے شان
اور مرتبہ ولایت نبوت اور حقیقت محمدی کی صاف وصریح ہویدا ہی نہ یہ کہ جداگانہ اپنے
حبیب کا ذکر جداگانہ اس آیہ نور مین بیان فرمایا ہو بس اسی سے مرتبہ عینیت اور محویت اور واحدیت
سمجھنا چاہیے کہ اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِيْمٍ اسی مقام کا اشارہ ہی فَهِمَ مَنْ فَهِمَ اب بیان مضمون مو
بہت باریک اور نازک ہو گیا بات کہان سے کہان پہونچی کام ناطقہ سے درگذر کر گیا
اور کچھ سمجھنے کا مقام ہی اور کہنے کا نہین ہے مشکل دکہائی ہی سنت کہ ہر ذرہ عین آفتاب
لیکن مثنویان حکایت ہا کنند + اب بیان ایسی کوئی تمثیل بیان کرنا چاہیے کہ فہم و
ادراک او ناطقہ بشری مین آسکے بلکہ بصورت مثالی معاینہ ہو جاوے پس ایسی
تمثیل جسسے اسی مثال کے کون بیان کر سکتا ہی بس اسی مثال تمثیلی کو کہ شمع چراغ سے
نسبت وہی ہی یون سمجھنا چاہیے کہ مثلاً شمع مومی روشن ہی بظاہر
دیکھنے مین موم کی شمع مجسم نظر آتی ہی اور وہی موم جسقدر گداختہ ہوتا جاتا ہی

اس شمع کی لو کو مدد پہونچتی جاتی ہی اور وہی روغن مایۂ بقا و روشنی شمع کا ہی
اسی موم کا بصورت نور شمع استحالہ ہوتا جاتا ہی پس وہ نور شمع سے جدا بھی ہی
اور نہین جدا بھی ہی اسکو سمجھنے والا بخوبی سمجھ سکتا ہی مَن فَہِمَ فَہِمَ پس ایک صورت
عینیت اور فدائیت اور محویت اور واحدیت اور ہوّیت کی یہ ہی کہ تمام موم خواہ
روغن چراغ عین نور اور فنا فی النور ہی اور دوسری صورت فدائیت اور محویت کی
اسی تمثیل خاص مین یہ ہی کہ اسی شمع و چراغ کا جداگانہ عاشق اور فدا محو جان نثار ہی
ہی کہ نام اسکا پروانہ ہی وہ بھی ہمہ تن محو اور فدا اور فنا علیہ ہی نہ فنا فیہ اب یہان
یہ نکتہ باریک سمجھنا چاہیے کہ عاشق جلنے والے اور فدا اور محو ہونے والے اُس نور
شمع کے دو ٹھہرے ایک موم کہ وہ ہمہ تن محو ہو جاتا ہی دوسرا پروانہ کہ فدا ہو جاتا ہی
اُس محویت سے مفہوم فنا فیہ اور اُس فدائیت سے مضمون فنا علیہ کا ظاہر ہی
اس مقام سے مرتبہ عشق اور محبت اور فرق درمیان عشق و محبت اور محویت
اور فدائیت کا سمجھنا چاہیے شرح اسکی بہت دراز اور تفریق ہمدگر بہت مشکل ہی
کہ دو رسالہ مبسوط جداگانہ محض اسی شرح و بیان اور تفریق ہمدگر مین بہ بسط
تمام لکھے گئے اور پھر بھی ناتمام ہی مہیان اسی تمثیل خاص مین حقیقت اللہ تعالی
نے بوا فقتی روشن کر دیا لہذا بقدر ضرورت مقام بیان کیا جاتا ہی کہ مرتبہ منتہائے
کمال محویت اور فدائیت کا موصل الی اللہ بالاتفاق عشق ہی چنانچہ تعریف
عشق کی بجائے خود بش خامہ سینہ نامہ سے یون برآمد ہوئی ہی ؎ عشق کہ بے بار روح تن

پیدا کردہ در حکم وے اعضاے بدن پیدا کردہ او راکہ وشعور وفہم وذہن تمیز
ہوش وخرد وصوت وسخن پیدا کردہ اینہا ہمہ ہر تست لیکن یار عشق غافل ز
ذات خویشتن پیدا کردہ چون عشق آمد برفت اینجملہ زتن درد والم ورنج ومحن
پیدا کردہ گر عشق سواے اوست نامش فسق ست این اچہ امتحان بین پیدا کردہ
اینہم ز مجاز می بحقیقت چو رسید خود شکل حقیقت ہمہ تن پیدا کردہ مجنون کردہ
عین لیلی آخر شیرین ہمہ حکم کوہکن پیدا کردہ در تا بحقیقت نرسد بوالہوسی ست
صد آفت وآشوب فتن پیدا کردہ چہ صفت اور حقیقت عشق کی یہ ہر
اور بیان شمع وپروانہ اور موم ہین دو صورت عشق کی صریح تر روشن ہین
کہ ایک ہی آگ مین دونون جلتے ہین اور فنا وفدا ہو جاتے ہین اور دونون حالت
فنا اور فدا مین بڑا فرق نمایان ہے اور اسی نور شمع سے اللہ نے اپنی ذات و
اپنے حبیب کے نور کی تمثیل دی اور اسی نور کے عاشقون مین دو نین مختلف
ظاہر ہین اس مقام مین جامہ تحریر کو دست تحیر نے روک لیا اور فرط تحیر سے عجب
حال ہوا کہ ناطقہ سے ادا نہین ہو سکتا بقول بلبل بوستان شیراز سے چہ
شبہا نشستم درین دیر گم کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم اس حال کو اکثر صاحب حالی
نے اپنی اپنی طرح سے جیسا حال اُنپر وارد ہوا لکھا ہے چنانچہ کتاب ہمت الارواح
مین یون لکھا ہے سے پیدا شدہ در مقام معلوم پروانہ ز آتش آتش از موم تحقیق
نزا چو موم کردند پس نام ترا ظلوم کردند آنجا بقبول خود نشاندت اینجا

بہ لقب جہول خوانندت + جو یہان مقام بلند اور نور ذاتی اور نور محمدی سے
ذکر ہوا اس مضمون مجمل سے تطبیق مشابہت تام کی خاطر جمعی نہوئی کاتب کو یہ تردد
پڑھا کہ موم سے کسکو اور نور سے کسکو اور پروانہ سے کسکو تشبیہ دیجاوے کیونکہ
یہان بیان نور محمدی کا ہی پروانہ کا کیا ذکر اور کیا مرتبہ اور تفریق دونون مقام
عشق کی بھی اسی تمثیل سے پیدا ہی پس نور محمدی کو اس مقام مین کس سے نسبت
دیا چاہیے اور کیا کہا چاہیے جو یہ مقدمہ سرسری نہ تھا اور کسی کتاب کے مضمون
سے کسی طرح دلجمعی نہوئی اور جسکو دل ڈھونڈھتا تھا کسی کتاب مین نہ پایا آخر کو
سوائے اسکے چارہ نہوا کہ اس درد دل کی دوا اسی دل سے پوچھا چاہیے کہ
درد ہم از تست درمان ہم از تست اسی افتقار مین چند شب درد دل پر منتظرانہ
بسر کی اور روے دل بجانب خالق دل آخر شب بست و نہم ربیع الاولی ۱۲۹۶ ہجری
مین کہ ثلث آخر شب باقی ہوگی کہ خود بخود بدون فکر شعر بلا ارادہ یہ مضمون بصورت
موزون دل پر وارد ہوا اور ایسا معلوم ہوا کہ کوئی شخص گوش دل مین یہ شعر بار بار
پڑھتا ہی شعر تلقاے غیبی بلا فکر و ارادہ ؎ نور شمع ست خدا موم رسول مقبول
مثل پروانہ تو باشی کہ ظلومی و جہول ✝ اب اندکے بغور تمام اس مضمون کو لحاظ اور
تامل کرنا چاہیے کہ کیسی تفریق اور تصریح اور تمثیل تام ہی اسوقت طبیعت حاضر تھی
اور دل اور مقام مین دو شعر اور اسی وقت مناسب اس مقام کے سرزد ہوے
الحاق کر دیے گئے اشعار طبع زاد فی البدیہہ ملحقہ ؎ گر بر ین شمع شوی

صورت پروانہ نثار ہو بر خدا نیز فدا گشتی و ہم محو رسول ، ہم شریعت ہو تو حاصل
بطریقت واصل ، معرفت ہم بحقیقت شود ت قرب وصول ؛ اب یہان سے مرتبہ
محبوبیت محمدی اور فنا فی اللہ اور فرق محبوبیت اور فدائیت اور تفریق بمیان عشق محمدی اور
عشق عام تمام بندگان ظلوم جہول کی سمجھنا چاہیے جو یہ مقام اور تفریق اور تمیز کا بہت
مشکل حد ناطقہ سے باہر ہے زیادہ اس سے ناطقہ کو مجال سخن نہین مگر اُس وقت جو حالت اور
وقت اور تھا جو کچھ کہ بلا فکر و غور بصورت موزون مضمون حالیہ خود بخود بلا ارادہ دل سے
برآمد ہوا وقت خامہ و قرطاس ہو اندکے بدیدہ دل بلاحظہ درکار ہے کہ ایسے مضامین
وہبی من اللہ غور و فکر سے نہین نکلتے کہ اختیاری نہین لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

اشعار حالیہ وہبی در شان مرتبہ محمدی فرق بمیان عشق خاص محمدی و عشق دیگر بندگان ظلوم جہول بہ تمثیل نور چراغ کہ در کلام الٰہی وارد است

اگرچہ شمع و پروانہ بیک آتش ہمی سوزند ، ولے گر میں بیدا باسوز و وز شمع پروانہ
تکلف چیست گر پروانہ قربان شد کہ پروا رد نہ گر بے بال و پر شمع ست چون پروانہ
فتد پروانہ در آتش بحال اضطرار آخر ، ولیکن شمع را در سوختن نہار پروانہ ، یکے تا بقیوم
پروانہ بسوزد فنا گردد کہ بعد از سوختن جا کسترے از وی ہویدانہ ، یکے از بیخودی جان بسپرد
تن بجنان باقی ، بحال اضطرار افتد تا آتش مثل دیوانہ ، یکی با عقل و بیخود بسا ادب بیہوش
بے معنی ، یکجا با استقامت ادب با ہوش فرزانہ ، ہمین نسبت بود با نور حق شمع نبوت را
دگر عشاق چون پروانہ میسوزند مستانہ ، ہمان عاشق بود صادق کہ بہر دو فدا گردد مثل شمع

روشن را گہے از نور بیگانہ * وجود موم تا نور و ظہور نور از موم ست * بہم باقی بہم فانی
ولیکن چشم بینا نہ * اسکو اندکے لحاظ کرنا اور سمجھنا چاہیے کہ صفت عشق اور
فدائیت کی متعارف یہی ہی کہ بیخودی ہو جاوے اور عقل و ہوش باقی نرہے یہان تمثیل
پروانہ اور مفہوم معنی ظلوم و جہول کی درست ہی کہ حالت بیخودی اور مستی مین انسان
مرفوع القلم ہوکر پیرا دب شرع سے باہر ہو جاتا ہی اور عقل عین شریعت مقام محمدی
ہی پس شان اس عشق محمدی کی یہ ہی کہ مثل موم کے بکمال استقلال اور ہوش و حواس
اور استقامت سکے خندان خندان ہمہ تن جلکر محو اور فنا ہو جاوے اور کوئی حرکت
خلاف ادب شریعت دیوانون اور مستون کیطرح صادر نہوئے آخر منصور حلاج اور شمس تبریز
کا حال معلوم ہی کہ مستی عشق مین پاس آداب شریعت نرہا اور ضبط نہوسکا آخر وہان بھی
تازیانہ شرع محمدی غالب آیا اور تادیب کی حکایت انکی مشہور عام ہی اور خود ظاہر ہی
کہ بیخودی اور بیہوشی مین اگر کوئی جلگیا یا اپنی جان دی کون بڑا کام ہی کہ دار بے
بیہوشی پلاکر اعضا کاٹ کر داغ دیتے ہین اور غایت بیہوشی سے خبر بھی نہین ہوتی
باہمہ عقل و ہوش و حواس خندان خندان ہمہ تن مثل شمع جل جانا اور فنا ہو جانا مقام اونچا ان
اور ہمرع بہ بین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا * کہ بے عقل و بیخود بے ادب بیہوش یعنی رنگیا
با استقامت با ادب با ہوش فرزانہ ہ ملاحظہ ہو کہ وہان ظلوم جہول سے تھوڑے جلوہ مین
یعنے منصور سے حفظ آداب شریعت و ضبط نہوسکا کہ انا الحق کہنے لگے اور یہان باین قرب خاص
ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی الخ وہی پاس ادب اور حرف عبدہ و رسولہ

زبان پر تھا کہ اللہ تعالیٰ بھی اس مقام میں بصفت کمال محبت اپنے حبیب کا نام لیتا ہے کہ فَاَوْحٰی
اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی ملاحظہ ہو کہ یہان لفظ عَبْدَہٗ فرماتا ہے رَسُوْلِهٖ یا حَبِیْبِهٖ یا نَبِیِّهٖ
نہین فرمایا یہان سے قرب اور شان عبدیت کی سمجھنا چاہیے اسکی تین صورتین
ہین ایک عبادت دوسری عبودیت تیسری عبدیت عبادت وہ کہ احکام اور نواہی
معبود حقیقی برضا و تسلیم بطیب خاطر بلا اکراہ بجا لانا عبودیت وہ کہ جس حال پر اور جس طرح پر
معبود اپنے عبد کو رکھے اسی حال پر راضی او رخوشنود اور شاکر رہنا خوش حال کسا نیکہ
بہر حال خوش اند اور عبدیت وہ کہ ہر چند مرتبہ قرب اور محبوبیت کا حد غایت سے زیادہ گذر جاوے
اس مقام مین بھی اپنی اصل حقیقت عبدیت اور بندگی کو بھول نہ جاوے اَنَا اللّٰهُ اَنَا الْحَق
نہ کہنے لگے یہ مقام بہت مشکل ہے کمتر کسی سے ضبط ہو سکتا ہے اور اسی مقام مین
امتحان الٰہی در کار ہو جاتا ہے کہ زخم فریب ابلیس کا کارگر ہو جاتا ہے کہ ابلیس نے بھی اپنے تئین
انا خیر کہا تھا اور حکایت برصیصا اور بلعم باعور کہ باینہمہ قرب الٰہی بسبب عدم پاس
شریعت اور خودبینی کے کس درجہ کو نوبت پہونچی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَمَثَلِ الْکَلْبِ
اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُکْهُ فَافْهَمُوْا تَبْیَان اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے نور ذاتی کو
پردۂ بشری مین چھپایا اور حکم اور تعلیم فرمائی کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ الخ اور اسی عادت
پردہ داری کیواسطے سب معاملات ولادت و رضاعت اور پرورش اور بازو بود کے
پردۂ بشری اور حیلہ ہاے عالم اسباب مین چھپائے یہانتک کہ مدد بھی جو اکثر اوقات معرکہ ہاے
جنگ مین پہونچی تو فوج ملائکہ بصورت اور بلباس اہل عرب وہ بھی مسلمانون کو نظر نہین آتی تھی

اور کافرون کو دو چند اور سہ چند بصورت فوج اسلام نظر آکر باعث مزید رعب کے ہوئی
تھی یہانتک کہ برعایت اسی پردہ داری عالم اسباب کے حکم ہجرت کا ہوا تا اینکہ غار مین چھپانا
اور عنکبوت کو جالے اور کبوتر کو آشیانہ اور انڈے رکھنے کا حکم دینا محض اگر پردہ داری
نہ تھی کیا تھا بعد اسکے مثل سلاطین زمانہ بتدریج آہستہ آہستہ غارتگری اور قافلہ زنی کفار مالدار
سے کہ سب حسب الحکم اور وحی جبرئیل سے واقع ہوا ملاحظہ ہوا کہ بہر تکلف اور اہتمام تمام
حیلہ ہاے عالم اسباب کی رعایات تھے والا ادنی اشارہ جبرئیل کا کافی تھا ایسی ایسی
باریکیون اور تکلفات کی حاجت کیا تھی بخلاف انبیاے سابقین کے کہ جیسی دین
آسمانی انکا بحیلہ عالم اسباب غیب سے پہونچتی تھین خود معلوم اور معروف ہی کہ اس امداد غیبی
مین کچھ پردہ عالم اسباب کا باقی نرہتا تھا اور باعث ظہور کمال معجزہ نمایان عالم ظاہر مین
ہوتا تھا کہ کسیکو مجال انکار کی باقی نرہتی تھی پس اسکے مقابلے مین اس پردہ داری کی وہ تمہین
اور مصلحتین اور خوبیان اور فائدے اگر بیان کیے جاوین اصل مدعا سے زیادہ تر دور ہوتی ہی
اکثر کتاب مدارج النبوت مین مذکور ہین اور کچھ اس کاتب کے قلم سے بھی بقدر مناسب
آئندہ انشاء اللہ بجاے خود مذکور ہوتے ہین یہان اصل سخن کا بیان کرنا چاہیے
کہ رعایت تمثیل نور چراغ کی اللہ تعالی نے ہر جگہ ملحوظ رکھی ہی خود معلوم اور ظاہر ہی
اور پیشتر مذکور ہو چکا ہی کہ تمام آتش ہر چند خفیف و ضعیف ہو مگر تحریک ہوا سے بھڑک
اٹھتی ہی اور مشتعل تر ہو جاتی ہی مگر آتش چراغ کہ ادنی باد نفس سے خاموش ہو جاتی ہی
علاوہ چراغ کہ بتی اسکی ہر دم اور ہر وقت شعلہ مشتعل سے ملصق اور ملی رہتی ہو

بیان اصل سخن [illegible]

ہر چند ہوا تیز ہو اور کوئی ہزار طرح پھونکے ہرگز خاموش نہیں ہوتا بلکہ دم بدم مشتعل تر ہوتا ہی چنانچہ یہ بھی کنایہ صریح کلام الٰہی سے روشن ہی کہ فرماتا ہی نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ جب نور پر نور ہوا پر نور ہوا اور ہر دم ملصق ہوا فتیلہ چراغ کا شعلہ فروزان حقیقی ثابت ہوا پھر چراغ باد نفس سے کیون خاموش ہونے لگا چنانچہ اسی مضمون اور اسی تمثیل خاص کی رعایت اس سے واضح تر کلام الٰہی سے روشن ہی کہ فرماتا ہی یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ یعنی ارادہ کرتے ہین کفار کہ خاموش کرین نور اللہ کو اپنے موہون کی پھونک سے اللہ تمام کامل کرنے والا ہی اپنے نور کا گو نا گوار اور مکروہ طبع گذرے کافرون کو پس اس سے صاف روشن ہی کہ سوائے نور چراغ کے اور کون آگ ہی کہ جسکا پھونکنے سے خاموش ہو جانے کا احتمال ہو اور یہ بھی اس تمثیل خاص سے روشن ہی کہ تمام گھر مین ہر چند ہو گیدان اور اور آگ بلکہ تنور اور گلخن اور حمام جلتا ہو پھر بھی تمام گھر اندھیرا ہی جب ایک بار ایک بتی چراغ کی روشن کر دی اب سے گھر مین اُجالا ہو گیا جیسا چراغ نبوت سے ووہن جہان مین اُجالا ہی پس یہ باریکیان اور ہر طرح کا تطابق تا بہ تمثیل شمس و قمر کب متصور تھا جیسا کہ واضح تر بیان ہو چکا ہی اب نور اس شمع نبوت اور اس چراغ ہدایت کی آخر شان ملاحظہ ہو کہ معاملات اور مقامات اور حالات قرب خاص شب معراج کے کہان تک کوئی بیان کر سکتا ہی اور کسکو معلوم ہین اور کسکی سمجھ اور ادراک مین آسکتے ہین کچھ تھوڑا سا بقدر اپنے حصہ کے جو لوگون نے

لکھا ہی دفتروں میں نہیں سمایا ہی از انجملہ ایک کتاب جواہر التفسیر ہی اُسکی طوالت کی
کچھ حد نہیں مصنف کی مدّۃ العمر اُسکے لکھنے میں تمام ہوئی اور کتاب تمام نہوئی کہتے ہین
کہ تا زمانہ حیات مصنف نوبت طول و بسط کی باشتر تک پہونچی تھی علی ہذا کتاب معارج النبوت
فقط بیان حال معراج میں ہی طول و بسط اُسکا محتاج بیان نہیں کیا گفتگوی اُس
صحبت خاص کا کلام الٰہی میں اسی قدر جامع ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فَاَوْحٰی اِلٰی
عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی یعنی پس وحی کی طرف بندے اپنے کے جو کچھ کہ وحی کی اسکو سمجھنا
چاہیے کہ کس پایہ پردہ داری کا کلمہ ہی یعنی ہمنے جو چاہین اپنے بندے پیارے
سے باتین کین پھر کسیکو کیا اور اُن باتوں اور اسرار کی کچھ شرح نہ فرمائی اس سے
بہت باتون اور رازونیاز کا ہونا پایا گیا اور اللہ کا اخفا کرنا بھی پایا گیا باتون کا
ہونا تو فرمایا اور بیان اُن باتون کا نفرمایا اس سبب سے مفسرین محققین کو بھی مجال سخن نہیں
اور کچھ لکھ نہین سکے مگر جو کچھ کہ معاملات اور عبادات صوم صلوۃ اور اجرائے احکام
شریعت اور طریقت شب معراج کے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئے اُن
جو کچھ آپنے اپنی زبان مبارک سے خبر دی ہی اُسکو مفسرین نے بیان کیا ہی اسمین جو احکام
حدود و قصاص اور فرائض صوم و صلوۃ اور عبادات اور معاملات ظاہر کیے تھے
اُسکا نام شریعت ہی یعنی ارباب شریعت کو تعلیم فرماکر حکم اجرائے حاکمانہ کا باعلان
تمام فرمایا کہ احکام تھے نہ اسرار احکام کا ظاہر کرنا اور حاکمانہ جاری کرنا ضرور ہوا تھا
گویا اس چراغ نبوت سے چراغ شریعت کا روشن ہوا چونکہ شریعت اور طریقت او

بیان اسرار ... الطاف کے ... اصطلاح ... شریعت و طریقت ...

اور حقیقت ہر ایک درجہ بدرجہ باہمدگر توام اور لازم اور ملزوم ہین جیسا کہ کتاب
اسرار عشق و عقل مین واضح تر لکھا گیا ہی اَلشَّرِیعَۃُ اَقْوَالِیْ وَالطَّرِیْقَۃُ اَفْعَالِیْ وَالْمَعْرِفَۃُ
اَعْمَالِیْ وَالْحَقِیْقَۃُ اَحْوَالِیْ کہ اسکو اسطرح سے بخوبی تمام ذہن نشین کرنا چاہیے کہ شریعت
لفظ اور طریقت معنی اور معرفت مدعا اور حقیقت نفس المدعا پس معنی اور مدعا
اور نفس المدعا لفظ سے کسطرح جدا ہوسکتا ہی مگر یہ کہ لفظ بظاہر دیکھنے اور کہنے
کتابت اور قراءت مین آتی ہی اور معنی اور مدعا اور نفس المدعا اُسکے ضمن مین لازم
اور ملزوم ہی گو بظاہر مثل لفظ مکتوبہ کے نظر مین نہین آتے اسیطرح سے احکام شریعت بطور
الفاظ کے ارباب شریعت مین ظاہر باہر اور حکم اظہار اور اعلان کا ہی کہ احکام ہین مگر اسرار
حقیقت اور معرفت سے بھی اُن ارباب شریعت کا دل کا خالی ہونا نہین ممکن کہ لفظ سے معنی کا
جدا ہونا کسطرح ممکن ہوسکتا ہی الا یہ کہ احکام شریعت بسبب ظہور اور اعلان کے
مثل الفاظ کے سب پر ظاہر اور نظر مین آتے ہین اسکو سب دیکھتے ہین اور حقیقت اسرار
بمنزلہ معنی اور مدعا کے نظر ظاہر سے مستتر ہین مگر وجود معنی کا وجود لفظ سے مسلم ہی
جیسا کہ لفظ ظاہر ہر شخص دیکھ سکتا ہی اور جان سکتا اور لکھ سکتا اور پڑھ سکتا ہی مگر
معنی اور مدعا اور نفس المدعا ہر حرف شناس اور لفظ شناس ظاہر بین کو نہین معلوم ہو سکتا ہی
اسیطرح سے تکمیل انوار چراغ شریعت اور افتتاح باب شریعت جس طرح خلفاے
راشدین علیہم السلام سے ظاہر ہوکر مفہوم معنی وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ ہویدا ہوا
محتاج بیان نہین چونکہ سب احکام شریعت مثل الفاظ کے ظاہر تھے اور حکم بھی اعلان کا

تھا سبکو معلوم او ظاہر ہوے اور اسرار حقیقت کہ بمنزلہ معانی الفاظ کے ہین
سواے ارباب معانی شناس کے کون سمجھ سکتا ہی مگر اسقدر سمجھنا مسلّم تر ہوا کہ لفظ کے ساتھ
معنی کا بھی ہونا لازم و ملزوم ہی گو معنی سمجھ مین ارباب ظاہر کے نہ آئین مگر اصل وجود
معنی مین کلام کرنا نچاہیے پس جس صورت مین خلفاے راشدین علیہم السلام کو
الفاظ شریعت مین ایسا کامل اور راسخ اور قوی دیکھا کہ محض باپس حکم شریعت خلیفہ
دوم رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند دلبند ابو شحمہ علیہ الرحمہ کو حد شرع مین تامل نکیا یہانتک
کہ بعد مر جانے کے بھی دُرّہ ہاے باقیماندہ حد شریعت نعش فرزند مردہ پر لگائے
ایسے ارباب کامل الشریعت کا مرتبہ مقامات طریقت اور معرفت اور حقیقت مین
سمجھنا چاہیے مگر چونکہ واسطے اجراے احکام شریعت کے مامور تھے لہذا اسباب احکام شریعت
کی تکمیل کیے اور باطن شریعت کا جو مقام طریقت اور حقیقت اور معرفت کا تھا اُس سے
جدا نہین ہو سکتا کہ لفظ سے معنی کب جدا ہو سکتے ہین جب الفاظ اور عبارت درست اور صحیح ہی
معنی اور مدعا او نفس المدعا کے درست ہونے مین کیا کلام ہی فافہم وتدبّر یہ در حقیقت
اُس نور شمع نبوت سے چراغ ظاہر شریعت کا روشن ہوا اور بحکم وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ
تا قیامت روشن رہیگا اور جو اسرار طریقت اور معرفت اور حقیقت کے بمنزلہ معنی اور مدعا
تھے اُنکا کتمان واجب تھا کہ اسرار تھے نہ احکام وہ بہت باریک اور نازک تھے اور اُن
اسرار کا ظاہر ہونا بسبب نافہمی ارباب ظاہر کے مایۂ کمال فسادات اور منافی شریعت
ظاہر کے تھا اُنکا لیّنت اور متحمل ہر ارباب ظاہر نہین ہو سکتا تھا وہ خاص اپنے

ابن عم علیہ السلام کو تعلیم فرمادی اور حکم خدا بھی یہی تھا جیسا کہ خم غدیر میں واقع ہوا یہ
گویا اس سلسلہ چراغ نبوت سے چراغ طریقت اور معرفت اور حقیقت کا روشن ہوا جیسا کہ
شریعت بمنزلہ الفاظ کے حکم ظاہر تھا بنا بر عدم اعلان سفینہ بسفینہ منتقل ہوا ویسے چراغ سے
چراغ روشن ہوجاتا ہے اسی طرح طریقت و معرفت اور حقیقت علوم باطن تھے جو چراغ طریقت کے
سینہ بسینہ اور سلسلہ بسلسلہ اسی شمع ولایت سے روشن ہوا اور تا قیامت روشن ہوتا جائیگا
یہ بھی اسرار طریقت ہیں کہ بعد معراج شریف کے بیچ حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کے جناب امیر علیہ السلام سے صحبتہائے تخلیہ مبسوط اکثر رہتی تھیں اور کسیکو خبر نہ ہوتی
تھی اور سب بجائے خود متحیر تھے کہ کوئی معرکہ جنگ تخلیہ طلب ایسا در پیش نہیں اور ایسے
مشورات میں کبھی استشارہ صحابہ خاص رضی اللہ عنہم مقدم تر تھا کہ مخصوص بمفہوم
وَالَّذِیْ کَانَ رَأْیُہٗ مُوَافِقًا لِلْوَحْیِ وَالْکِتَابِ تھی اگر احکام وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام
لاتے وہ بھی علانیہ لکھے جاتے تھے اور حکم اعلان عام کا ہوتا تھا واجب الاخفا
تخلیہ طلب ہوتے تھے مگر یہ خاص اسرار حقیقت اور معرفت تھے کہ جنکا اظہار اہل ظاہر
پر ظاہر ہونا باعث ہزار گونہ فسادات اور قباحت اور باعث گمراہی اپنے نافہمان نااہل کا تھا
اور شریعت ظاہر میں باعث فتور تھا جیسا کہ منصور حلاج اور شمس تبریز سے فقط
بے اختیارانہ یہی ایک کلمہ اَنَا الحق اور قُم بِاِذنِی نکل گیا تھا خود ظاہر ہے کہ عالم ظاہر اور
شریعت ظاہر میں کیا فتور پڑگیا تھا ادھر تو ارباب شریعت نے حد شرع جاری کی
ادھر انکی جان گئی اور عقائد ارباب ظاہر میں جدا فتور رہا اسیطرح سے جو دریا کے

اسرار حقائق و معارف اُس بحر مواج حقیقت کامل امیر المومنین علی ابن ابی طالب
رضی اللہ عنہ و علیہ السلام کے سینہ مین موجزن تھا اسمین سے اگر ایک قطرہ بھی ظاہر
ہو جاتا خود ظاہر ہی کہ عالم ظاہر نا اہلان نافہم مین کیا فتور واقع ہوتا وہ اسرار حقیقت
کہ سینہ بسینہ منتقل ہوتے چلے آتے ہین خامہ و ناطقہ اور سفینہ مین کس طرح
آسکین کہ کون بیان کرسکتا ہی ناشنیدنی و فہمیدنی ہین نہ گفتنی اور نوشتنی از انجملہ
بعض کلمات کہ خلاف شریعت ظاہر بھی نہین ہین قریب سو کلمے کے محقق دہلوی
علیہ الرحمہ نے بتاویلات شرعی شرح لکھی ہی مگر چونکہ شرح بھی زبان عربی مین
بہت دقیق ہی اُسکا بھی سمجھنا خالی از دقت نہین وہ بھی کلمات اس طرح کے
ہین کہ نا اہلان ظاہر کی سمجھ مین نہین آتے اور بسبب نافہمی کے بظاہر منافی
شریعت ظاہر کے معلوم ہوتے ہین شرح و بیان اُسکا مبسوط ہی یہان اُسکا
بیان کرنا اصل مدعا سے دور ہوتا ہی لہذا کتاب اسرار عشق و عقل جداگانہ
لکھی گئی اُسمین بقدر مناسب مقام کچھ اُن کلمات حقیقت کا بھی مذکور ہی اور
یہان ایک کلمہ بطور نظیر کے لکھا جاتا ہی تا معلوم ہو کہ بنظر معنی ظاہر ارباب نا اہل
نافہم ظاہر بین کے نزدیک کیا فتور معلوم ہوتا ہی وہ یہ کلمہ ہی کہ آپ اپنے حال و مقام
مین فرماتے ہین اَنَا مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ اِنَّ اِلَیْنَا اِیَابَھُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا
حِسَابَھُمْ یا آپنے فرمایا کہ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنَّ عَذَابِیْ ھُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ
پس ملاحظہ ہو کہ اس قسم کے الفاظ جو نا اہلان ظاہر نافہم مین ظاہر ہین کیسے فتور

واقع ہون یا ارباب شریعت ظاہر مثل منصور اور شمس تبریز کے بسبب نافہمی کے حجت
شرعی قائم کرنے لگین یا عوام ظاہر مثل نصیری کے بخدائی پرستش کرنے لگین دونون
صورتون مین ایسے اسرار حقیقت کے کسی افشا مین قباحت ظاہر ہو ہی نظر سے ایسے
نااہلون پر ظاہر کرنے مین قباحتین ظاہر ہین اسی سبب سے اسکا کتمان واجب ہوا اسی کتمان کا
نام تقیہ ہی تصریح اس حکم کتمان کی رسالہ اسرار عشق مین کتاب معتبر کافی کلینی سے بعبارت
لکھی گئی ہی اسی اسرار واجب الکتمان کا چھپانا ضرور تھا کہ تقیہ واجب تھا نہ کہ معاذ اللہ
احکام شریعت کا تقیہ ایسے جناب سے کہ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ شان اسکی ہی کہ احکام شریعت
محض واسطے اجرا اور اعلان کے ہوتے ہین پس اسی خوف فساد ظاہر سے جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ رؤس الاشہاد اسکا اعلان مصلحت نہین جانتے تھے اور
باخفاے تمام صحبتہاے تخلیہ مین اسرار حقیقت جناب امیر علیہ السلام کو تعلیم فرماتے تھے
جیسا کہ مذکور ہو چکا ہی یہان تک کہ ایک مرتبہ جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی متعجبانہ کہا
کہ ابن عم سے کیا ایسے مشورے ہر روز رہتے ہین کہ تمام نہین ہوتے ہین آپ نے اسکے
جواب مین فرمایا کہ مین نہین کچھ مشورہ کرتا بلکہ خدا مشورہ کرتا ہی پس سمجھنا چاہیے کہ
کہ اس سے کیا بات پائی جاتی ہی فَافْہَمْ وَتَدَبَّرْ اب اسی مقام سے یہ
نکتہ سمجھنا چاہیے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام پیام طلب بکنایہ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِیْنَکُمْ لائے اور آپ حجۃ الوداع سے فراغت کرکے مدینہ منورہ کو چلے
اثناے راہ مین حضرت جبرئیل علیہ السلام کس مضمون تاکید شدید کی آیہ لائے کہ یَا اَیُّہَا الرَّسُوْلُ

بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ معنی لفظی ظاہر ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اے رسول پہونچا دو اُس چیز کو کہ نازل کی گئی ہی طرف تیرے جانب رب تیرے سے اگر تو نہین ایسا کریگا پس گویا کہ نہین ادا کیا تو نے حق رسالت کا اور اللہ بچا دیگا تجھکو آدمیون سے تحقیق کہ اللہ نہین ہدایت کرتا ہی قوم کافرون کو فقط یکا نزول اس حکم موکد کے جو کچھ کہ اہتمام تبلیغ اسکی تبلیغ اور تعمیل مین بعد حجۃ الوداع کے اثنائے راہ مقام خم غدیر مین واقع ہوا ہی خود ظاہر اور کتب فریقین مین بالاتفاق واضح و صحیح اور لائح ہی خصوصاً مولانا شاہ عبد الحق محقق علیہ الرحمہ نے کتاب مدارج النبوت مین بتصریح تمام لکھا ہی شرح بیان اسکی مبسوط ہی مجمل بقدر ضرورت مقام یہ ہی کہ آپ نے بنظر کمال تاکید حکم موکد کے اور بہ فور صدا جبرئیل سے عین اثنائے راہ مین بمقام خم غدیر توقف کرکے اور منبر باندھکر جو وہ ہائے شتران سے ترتیب دیکر جناب امیر علیہ السلام کو بالائے منبر مرتبہ روبروئے جبرئیل امین کے سب مہاجرین و انصار تمام لشکر جمع غفیر کو علی رؤس الاشہاد مخاطب کرکے بعبارت مبسوط فرمایا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ الخ چنانچہ لَحْمُكَ لَحْمِيْ جِسْمُكَ جِسْمِيْ بھی اسی مقام مین فرمایا ہی کہ حدیث مبسوط متفق علیہ فریقین ہی چونکہ اسرار حقیقت بیشتر تخلیہ مبسوطہ متواترہ مین بارہا تعلیم ہو چکے تھے یہ گویا اعلان عام تھا تا ہر صغیر و کبیر پر ظاہر ہو جائے کہ مخصوص اسرار حقیقت اور معرفت کی جو اصل و رتبہ نبوت ہی وارث ہین اور کسیکو آپکی ولایت مین کلام نہو یہ اسرار امانت

ہین کہ اللہ فرماتا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ
اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اسکا مفہوم معنی
بالاجمال شعر مشہور حافظ شیرازی سے پیدا ہے ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ۔ پس اندر اراین جا حفظ امانت اسرار ایسا چاہیے کہ
انسان کامل ہو اور حفظ اسرار کرے کہ اسکا ضبط اور حفظ نہایت دشوار ہے اور اسکے
افشا مین ہر گونہ قباحتین ہین جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اسی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو بھی اسکی تبلیغ کے اعلان مین بنظر فساد ظاہر تامل تھا جب اس کمال تاکید سے آیہ
بحکم تبلیغ نازل ہوئی اور اسمین خوف فساد آدمیون سے اللہ تعالی نے بلفظ وَاللّٰهُ
يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ مطمئن کر دیا تب آپنے تبلیغ حکم مقام خم غدیر مین باعلان تمام کیا
كَمَا ذَكَرْنٰهُ اٰنِفًا پس اگر اس مضمون کو ارباب ظاہر نافہم واقف خلافت ظاہری کیطرف
منسوب کرین کہ عبارت اجرائے احکام ظاہر شریعت سے ہے ملاحظہ ہو کہ کیا فتور لازم
آتا ہے اول یہ کہ احکام شریعت پیشتر سے باعلان و تحکم تمام جاری تھے اسمین خوف
فساد آدمیون کا کب آپکو مانع ہو سکتا تھا کیا کچھ کفار مکہ سے ایذائین اٹھائین کہ
نوبت ہجرت کی پہونچی مگر تبلیغ دعوت اسلام مین کسی حالت مین تامل نہ فرمایا
یہان تبلیغ احکام شریعت مین بین المؤمنین کیا احتمال فساد مزہم کا تھا کہ ایسے
بلاغ مبین کو تامل رکھتا اور اللہ کو يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ فرمانے کی اور اس مبالغہ و تاکید
شدید کی حاجت ہوتی کہ تبلیغ احکام رسالت مین آپ خود بالطبع مجبول اور بے اختیار ۱۲۰

تھے گواہی میں کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ دوسری بڑی قباحت اور فتور یہ لازم آتا ہے
کہ اللہ اور جبرئیلؑ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے اس خلافت و حکومت ظاہری
کے اسقدر سعی اور کوشش اور اہتمام اور پھر خلفائے راشدین کے سامنے یہ سب کوشش
خدا اور رسولؐ اور جبرئیلؑ کی پیش نہ گئی اس صورت مین جو نافہم کہ بظاہر بنظر الزام وہی
اصحاب نبیؐ کی نسبت غصب خلافت کے معاذ اللہ بجانب اصحاب نبی کرتے ہیں وہ درحقیقت
در پردہ الزام ہی کمال غلبہ و تغلب اصحاب نبی کی ثابت کرتے ہین کہ معاذ اللہ خدا
اور رسول پر بھی غالب تھے کہ انکے سبب سے کچھ اسقدر سعی و کوشش خدا اور رسول کی پیش نہ گئی
پس اس آیہ تبلیغ اور معاملہ خم غدیر سے سوائے تبلیغ اور توریث اور تفویض اسرار حقیقت کے
اور دوسرے معنی درست نہین آسکتے ہین کما وقع اور خود ظاہر ہے کہ ایسے نور ذاتی فخر خطاب
لَوْلَاکَ لَمَا الخ سرور کائنات و مفخر موجودات کا ورثہ یہی زر بگینہ ہین اور حکومت ظاہری
زیبا ہے کہ جبکہ اکثر سلاطین ظاہری نے مثل ابراہیم ادہم کے پشت پا مار کر ترک کیا ہے یا وہ اسرار
حقیقت کے کہ بمقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ سے خبر دیتے ہین ورنہ ایسے نبی کا شایان ہے ایسے ہی
ورثہ متاع دنیوی کو آپنے فرمایا ہے کہ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرِثُ ہے اور وہ جو کلام اللہ مین
آیا ہے کہ وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاؤدَ وہان بھی اس توریث سے ورثہ نبوت مراد ہے
نہ حکومت سلطنت کہ ملک و حکومت اور سلطنت حضرت سلیمان کو ورثہ پدری سے
نہین پہونچی تھی بلکہ یہی تھی کہ رَبِّ ھَبْ لِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ
اسی طرح سے یہان بھی کہ دروازہ نبوت کا بند ہو چکا تھا پھر سوائے اسرار حقیقت

اور معرفت اور مرتبہ ولایت کے کیا باقی رہا تھا جو واسطے توریث ایسے خاتم الانبیا
کے یہ بات ہوتا اُدھر باب نبوت کا بند ہوا ادھر اس توریث سے باب ولایت کا کھل گیا کہ
اب تک کھلا ہوا ہے فافہم وتدبر ۔ اب اس تحقیق اور توریث ورثہ ولایت پر نص قرآنی بصراحت
تمام ملاحظہ ہو کہ اللہ فرماتا ہے إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ
الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۔ ہرچند یہ تخصیص ان صاحب ولایت آپ ہی کی ذات بسبب آیات بینات سے بالجزم ترجیح
اور واضح تر ہے مگر اس مقام خاص میں یہ تخصیص بلفظ رَاكِعُوْنَ اپنی ذات خاص کو مع وارثان حبیب کے
شامل کر کے رَاكِعُوْنَ تخصیص خاص فرماتا ہے یہ اشارہ ہے اس منتہائے کمال جود وایثار کا کہ حالت
نماز میں ہنگام رکوع انگشتری بیش بہا باشارہ انگشت خنصر آپ نے سائل کو عطا فرمائی اور اس
تمثیل نور چراغ میں ایک اور نکتہ باریک ہے کہ چراغ کو بذات خود اختیار نہیں کہ دوسرے
چراغ کو بارادہ خود روشن کر دیوے مگر جسکے ہاتھ میں وہ چراغ ہے اسکو ہر حال میں اختیار
ہے کہ اس چراغ سے جس چراغ کو چاہے روشن کرے چنانچہ مفہوم معنی وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ
اس مضمون کو قوت دیتا ہے اور تصریح اس مضمون کی صاف تر اور واضح تر قوله اللہ
تعالی فرماتا ہے إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ
إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور اسی آیہ نور میں فرماتا ہے يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ
یہاں یہ سمجھنا نہ چاہیے کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے شخص کی
ہدایت میں بے اختیار تھے بلکہ اس سے مضمون کمال محویت او عینیت بلکہ ہو ہویت
کا تشریح ہے کہ آپ کا فعل عین فعل خدا تھا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

ر علی یہاں سے معلوم کرنا چاہیے کہ یہ چراغ انوار ہدایت کسکے ہاتھ میں ہوا اور آپ
چراغ سے دوسرے چراغ کو کون روشن کرتا ہے اسی مقام سے یہ مضمون صریح تر
پیدا ہے کہ آپنے فرمایا ہے اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ اس مقام میں خامہ
مؤلف سے بجائے خود قصیدہ مناظرہ میں یوں برآمد ہوا ہے ؎
خود رسول اللہ ورا فرمود نورٌ واحدٌ ٭ پس کجا فرقے بود با ذات ختم المرسلین ٭
با وجود جسمک جسمی ہم اندر فرق ٭ بالیقین فرقے بود در اصل فی آن کمین ٭
باعث ایجاد عالم حیدر ذو ذوالفقار ٭ راکب دوش نبوت مفخر دنیا و دین ٭
گفت چون مَنْ کُنْتُ لی تا آخر مصطفیٰ ٭ پس کہ باشد جز علیؑ مہر نبوت را نگین ٭
چونکہ شہر علم احمد شد علیؑ بابہا ٭ کی رسی اندر سرا بے در نہ سائی تا جبین قطعہ بند
چون برآمد از غضب بر قلعہ خیبر علیؑ ٭ حکم شد از حضرت ایزد بجبریل امین ٭ کامدہ امروز
شیرم در غضب یا جبرئیل ٭ عالمے برہم خورد از ہیبت آن شاہ دین ٭ گوئیا شد اے غیور
تا بجے گوا انت زینہار ٭ لیک تا ہم باز دارش از غضب روح الامین ٭ ہر دو بال خویش
گرفتہ از ادب گو جبرئیل ٭ لیک کی می آید آن شیر خدا را وہم این ٭ ضربتے زد آنچنان
بر فرق مرحب از غضب ٭ کز نہیبش دفعۃً لرزید آن حصن حصین ٭ اکتفا بر ترش مرحب
نکرد ذوالفقار ٭ از پر روح الامین بگذشت تا گاو زمین ٭ گاہ گاہے اینکہ می لرزد
زمین اکثر ز خوف ٭ ہیبتش گاو زمین را یاد می آید ہمین ٭ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَا سَیْفَ
اِلَّا ذُوْالْفِقَار ٭ آن زمان در شان او فرمود رب العالمین ٭

چون ظہیر الدین عبادت بیشمار و حُبِّ تو ، رحم کن بر حال زارش یا امیر المؤمنین

جو حصل حکایت بیان شان نور محمدی کلام الٰہی سے ہی اور معاملات شب معراج
سے جو کچھ کہ عالم ظاہر مین ظاہر ہوا وہی احکام شریعت اور اسرار حقیقت ہین کہ
حقیقت اُسکی جو کچھ کہ ظاہر ہو ظاہر کی گئی اسکے سوا ہر شخص نے بقدر تحقیقات
دفتر دفتر لکھے ہین کہ طول و بسط اُسکا پیشتر بیان ہو چکا ہی از انجملہ مضمون التحیات
کا خود متعارف ہی کہ جب نوبت اُس قرب خاص کی کہ جسکا بیان بیان مین نہین آسکتا ہی
پہونچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بالہام الٰہی یہ الفاظ بر آمد ہوے
کہ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ اُسکے جواب مین یہ آواز آئی کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اُسکے جواب مین آپکی زبان مبارک سے بالہام الٰہی
یہ نکلا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ یہان اند کے ملاحظہ درکار ہی
کیسے مقام خاص مین اور کس حال مین اپنی امت کو نہ بھولے اور کسطرح بلفظ عباد اللہ
الصالحین یاد فرمایا یہان اگر کسی درویش صاحب مقامات سے کہا جاوے کہ حضرت
اپنے وقت خاص مین ہمکو دعا سے فراموش نہ کیجیے گا تو اسکے جواب مین کیا ارشاد
ہوتا ہی کہ خاک پڑے ایسے وقت خاص پر کہ جسمین سگ دنیا بھی یاد آوے آب یہان
کمال مرتبہ رحمت اس رحمۃ العالمین کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ کس مقام مین اپنی امت
کو یاد فرمایا یاد کیسی بلکہ اپنے ساتھ دعا مین شریک فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ
بقدر تحسینک آخر جب یہ الفاظ آپ فرما چکے فوراً گروہ بیان مقربین شہادت

ادا کی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یہان
لفظ عبدہٗ کا لحاظ رہے انشاء اللہ لطف اسکا بجاے خود مذکور ہوگا یہ لفظ کہ
سراسری نہین ایسے مقام قرب خاص تک پہونچکر مقام عبدیت پر بدستور قائم اور
مستقیم رہنا یہ ضبط اور استقامت خاصہ اسی ذات خاص کا ہی کہ تھوڑی تجلی مین منصور
اور شمس تبریز سے ضبط نہو سکا اور مقام عبدیت اور ادبگاہ شریعت کا حفظ اور
استقلال نرہا کہ اَنَا الْحَقُّ قُمْ بِاِذْنِیْ کہنے لگے سوائے اسکے تفسیر ملا حسین مین
تین باتون اور کی بھی شرح کی ہی ایک مضمون کلام صحبت معراج کا یہ ہی کہ
اللہ تعالی نے فرمایا ای حبیب میرے اگر ایسا نہوتا کہ مین بکمال تیری امت سے
دوستی رکھتا ہون تو ہر آینہ سب دفتر محاسبہ کا تہ کر دیتا یعنی محاسبہ نکرتا اور بے محاسبہ
بہشت مین بھیجدیتا دوسرے یہ کہ حق تعالی نے فرمایا کہ ای محمد اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوٰی
ذٰلِكَ خَلَقْتُهٗ لِاَجْلِكَ یعنی ای محمد مین ہون اور تو ہی اور جو کچھ سواے اسکے ہی
وہ سب مین نے پیدا کیا ہی واسطے تیرے فقط اسکے جواب مین آپکی زبان مبارک
سے بحکم ازلی یہ برامد ہوا کہ یَارَبِّ اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ تَرَكْتُهٗ لِاَجْلِكَ
یعنی ای پروردگار میرے تو ہی اور مین ہون اور جو کچھ کہ سواے اسکے ہی وہ سب
ترک کیا مین نے واسطے تیرے فقط اب اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ سب بہشت
بہشت اور سب نعمتین بہشتون کی مثل حور قصور اور انہار اور میوجات اور سب
لذات بہشت جو کچھ ہین ان سب کا نمونہ اور نظائر دنیا مین موجود ہین فقط کمی بیشی اور فروی

اعمالی کسی کا فرق ہے پس بدل اور مثال ان سب نعمتوں کی علی قدر حال دنیا مین بھی
حاصل اور موجود ہین اور اسی دنیا مین اگر سلامت روی اور پرہیزگاری اور
خورش معاملگی اور حسن معاشرت سے بسر کیجے اور اوامر و نواہی شریعت اور احکام عبادات
فرائض و نوافل حکم شریعت کے بجا لائے بدل ان سب کا بشرط سلامتی ایمان ہزار ہزار
درجہ اضعف المضاعف بہشت مین بھی موجود اور منصوص ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ اب ان سب نعمتوں اور لذتوں کو دیکھا جائے
کہ کوئی لذت لذات جسمانی سے خالی نہین کوئی لذت نفس شہوانی کوئی لذت کام
دہان یا گوش وچشم کہ خود اللہ تعالی انکی صفت مین فرماتا ہے وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ
وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ پس اسی سے صریح ظاہر ہے یہ سب لذتین نفسانی اور جسمانی ہین
کہ دنیا مین بھی حاصل اور موجود اور بہشت مین اسی دنیا کی زراعت سے اسکے ثمرات و نتائج
نعم البدل موجود ہین کہ دنیا مزرع آخرت ہے وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ
عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ مگر جان اور روح کی لذت کچھ اور ہے کہ انسان غافل ان
لذات جسمانی مین ایسا محو اور مستغرق ہے کہ اُن لذات روحانی کی خبر نہین ٭ اسیر
لذت تن ماندۂ وگرنہ ترا با چہ عیشہاست کہ در ملک جان مہیا نیست ٭ ان لذات
روحانی کی خبر اللہ تعالی یون فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ
جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی نہین جانتا ہے کوئی نفس بشر کہ کیا چھپا رکھا
ہے واسطے انکے آنکھون کے نظر سے جزا ہے اُس چیز کی جو اعمال نیک

کرتے تھے فقط اس سے سمجھنا چاہیے کہ یہ سب لذات جسمانی اور نفسانی دنیا کی
عبادتون سے بہشت مین حاصل ہین کہ مزرع عاقبت اسکا نام ہے مگر وہ لذات
جان و روح کی ان سب لذتون کے سوا ہین کہ وہ دنیا کے ترک مین حاصل ہین
مگر تارک دنیا ہو نہ متروک جیسا کہ دنیا کی عبادتون سے اسکا نعم البدل اور امثال
بہشت مین حاصل ہین ویسا دنیا کے ترک کے عوض مین خالق بہشت کا حاصل ہے کہ یہ لذت
روح و جان کی ہے جیسا کہ وہ لذت نفس و جسم کی تھی فَہِمَ مَنْ فَہِمَ اسی مقام سے
آپنے بمقام قرب خاص صحبت شب معراج مین فرمایا اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ
تَرَکْتُہٗ لِاَجْلِكَ اسی لذت روحانی کے شوق مین عشاق حقیقی دنیا اور ما فیہا اور حور
و قصور کیطرف کچھ نظر نہین کرتے کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اس مقام مین بعض اوقات
حالیہ مین اسطرح قلم سے برآمد ہوا ہے ننگ ست عاشقان ترا جنت برین * سوے
مکان نگہ نکنند عاشق بکمین * اور بعض وقت اسطرح کا مضمون حالیہ سرزد ہوا ہے
زاہد مبارک ست ترا جنت برین * من طوف کوئے یار بجنت نمیدہم * وہان اتنی
دور جانا کیا ضرور ہے جو کسی اہل باطن یا طالب ہے کی سمجھ مین آوے اسی دنیا مین دیکھو کہ کسی خداوند مجازی
آقائے ولی نعمت سے جو مزید محبت اور لطف صحبت اور لذت خطاب و خطاط ہمکلامی کی کسیکو حاصل
ہو جاتی ہے سب عیش اور آسایش اکل و شراب و سب لذات جسمانی اور خواب و خور بھول جاتی ہے اور ایک ساعت
بھی اس لذت روحانی کو چھوڑنا اور جدا ہونا گوارا نہین ہوتا جیسا کہ حکایات محمود و ایاز مشہور ہین
بخلاف ان غلامون کے جنہین آتش خود سنگکار ابکار ہر چند حاضر حضور اور محروم اجر عالی قدر مراتبہم

وہ بھی ہین مگر وہ لذت مصاحبت کہان لہذا وہی لوگ کھیتی پاتے تھے اور لذات آسائش
تن کے خواہان اور مسرور ہوتے ہین کہ نام اُسکا بہشت ہی اور اُس کام اور خدمات ظاہر کا
نام شریعت ہی یہ لذت جسمانی اور وہ لذت روحانی کہ نام اسکا لقائے رحمٰن اور رضوان ہی
اور اُن خدمات روحانی کا طریقت اور حقیقت اور معرفت نام ہی اور لذات اسکی بھی
روح سے تعلق رکھتے ہین کہ روحانی ہین نہ مثل لذات بہشت کے جسمانی ہین یعنی فقط چشم
و گوش اور کام و دہان سے تعلق نہین رکھتے بلکہ خاص روح سے تعلق رکھتے ہین کہ سب
لذات کام و دہان چشم و گوش جسمانی اُسکے آگے اسقدر مستہلک ہو جاتے ہین کہ کسی طرح
خواب و خور اور آسایش تن کی خبر بھی نہین رہتی جیسا کہ عشق مجازی مین اُسکا نمونہ
ظاہر ہی ؏ محبتے ست کہ ہرگز نبید بہ آرام ؛ وگرنہ کیست کہ آسایشے نمے خواہد ؛
فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ مگر اُن مصاحبان مقرب کو اُس لذات روحانی قرب خاص کو
چھوڑ کر واسطے لذات جسمانی کے بہشت مین جانا بمنزلہ مصیبت اور قید کے ہی
ایسے مقام مین اُن لوگون کا حال و قال یہ ہی کہ ؏ دلے بیار و مکن اکتفا بظاہر شرع
وگرنہ قید کنندت بحبس جنت ؛ پس یہان سمجھنا چاہیے جیسا کوئی وزیر مدار المہام
کار پرداز بھی مستعد ہو اور رتبہ تقرب خاص کا بھی بدرجہ کمال رکھتا ہو کہ
محبوبیت کے مقام تک پہونچا ہو کَمَا هُوَ ظَاهِرٌ شد کلیم اللہ موسی نیز روح اللہ مسیح
او حبیب اللہ تو کی محبوب رب العالمین ؛ اسی مقام خاص کا اشارہ ہی کہ أَبِيتُ
عِنْدَ رَبِّي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي پس جب یہ مرتبہ اور یہ معاملہ قرب خاص کا

پہونچی اُسکو بہشت اور لذات بہشت پر کب نظر ہوگی کہ یک لحظہ جدائی ہزار
عذاب دوزخ پر غالب ہے ❊ جز انیقدر نشناسم بہشت دوزخ را ❊ بہشت قربت تو
ہجران بود عذاب الیم ❊ آنکس کہ ترا شناخت جان را چکند ❊ و نعمای جہان
و خانمان را چہ کند ❊ عاشق کنی و جملہ جہانش بخشی ❊ دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند
اسی مقام سے خبر دیتا ہے کہ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ فَافْہَمْ وَتَدَبَّرْ تیسری بات اُس
خلوت خاص معراج کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے فرمایا کہ اُمّت
تیری طاعت میری کرتی ہے اور گناہ بھی کرتی ہے پس طاعت امت کی میری
رضا سے ہے اور گناہ اور معصیت میری قضا اور تقدیر سے ہے پس جو کچھ کہ میری رضا
سے ہے اگر اندک اور ناقص اور با قصور بھی ہے قبول کرونگا کہ کریم ہون اور جو کچھ
میری قضا اور تقدیر سے تیری امت سے ظہور مین آوے اگرچہ بزرگ اور بہت ہو
تو عفو کرونگا کہ رحیم ہون کیونکہ جو کچھ ہوا میری تقدیر سے ہوا فقط مگر یہ برائے حیلہ
فقط توبہ از تو در کار است ❊ کہ تا بہانہ پئے مغفرت تواند بود ❊ سُبْحَانَ اللّٰہِ ❊ گناہ
بندہ بروز ازل تو میدیدی ❊ پسند کردی با عیبہاش بخریدی ❊ کنون بعیب جہانم
تو ئی بفضل نہان ❊ بلطف رد مکن آنرا کہ خود پسندیدی ❊ اسی مقام سے
سمجھنا چاہیے کہ جب لوح و قلم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اسی قلم سے
سب انبیا کا حال تمامہ لکھا کہ جو امت گنہگار ہے دوزخ مین اور بیگناہ بہشت
مین جاوینگی اسی طرح اس امت مرحومہ کا بھی حال لکھا چاہتا تھا کہ یکبارگی

کمال ہیبت اور قہر سے متواتر آواز آئی کہ تَاَدَّبْ یَا قَلَمْ تَاَدَّبْ یَا قَلَمْ یعنی ادب کر
اے قلم ادب کر اے قلم ملاحظہ ہو کہ کس مرتبۂ عظیم کا کلمہ ہے ۔ فرمایا کہ توقف یا تامل
اس آواز کا متواتر آنا بہیبت تمام منقول ہے یہانتک کہ اس ہیبت سے قلم شق
ہو گیا کہ شگاف قلم اسی کی علامت بیان کرتے ہیں منقول ہے کہ ہزار برس تک اس
ہیبت سے قلم شق رہا پھر بحکم خلاق مطلق قلم درست ہو کر آمادہ تحریر ہوا اب قلم کو یہ بھی
جرأت نہیں ہو سکتی ہے کہ سب فاسقین اور فاجرین اور مجرمین امت کو بیک قلم جنتی لکھدیوے
نہ دوزخی لکھ سکتا ہے آخر پھر قلم ساکت اور صامت منتظر حکم الٰہی ٹھہر گیا کہ کیا لکھے تا اینکہ
پیشگاہ عظمت اور جبروت کبریا سے حکم ہوا کہ اُکْتُبْ یَا قَلَمْ اُمَّةٌ مُّذْنِبَةٌ وَّرَبٌّ
غَفُوْرٌ چنانچہ یہی خامۂ قدرت نے لوح محفوظ پر لکھا اسی مضمون کی خبر اس حکایت
شب معراج سے پیدا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا طاعت بہت کی میری رضا سے ہے
اگرچہ اندک ناقص یا مقصور بھی ہو قبول کرونگا اور معصیت میری قضا سے ہے عفو کرونگا
کَمَا ذَکَرْتُہٗ ایضاً اور یہ مضمون خاص خامۂ کاتب سے بجائے خود یوں ادا ہوا ہے
کہ بعد تحریرات دیگر چون قلم آمادہ شد ؛ تا جزای آتش سازد رقم چون دیگران ؛ صیحہ
از قہر حق آمد تَاَدَّبْ یَا قَلَمْ ؛ دفعۃً شق شد قلم از ہیبت حق ناگہان ؛ امت مذنب
بود ہذا و رب و غفور ؛ چون ندا آمد کہ اُکْتُبْ یَا قَلَمْ این اخبار ؛ پس رقم زد
خامۂ قدرت معًا این حکم را ؛ کی میسر شد چنین رتبہ بدیگر مرسلان ؛ در ہمین قصیدہ
بعد بیان ابتدای خلقت حضرت ابو البشر علیہ السلام چنان از ین

خامه بر آورده اندیشه خالق کرد از فضل و آن صاحب لولاک را ؛ گر نبودی ذات او
از افلاک هم نبودی نشان ؛ بلکه بر پیدایش افلاک هم تخصیص نیست ؛ خلق شد از
قطره های نور او کون و مکان ؛ گر شفیع حضرت آدم نبودی نور او ؛ توبهٔ آدم کجا
مقبول بودی آن زمان ؛ کرد مستشفع آدم نام پاکش در ازل ؛ در ابد گردد یقیناً
شافع اولاد آن ؛ یاتی من بعدی اسمه احمد بگفت ؛ هر نبی قبل از ظهور ذات او
با امتان ؛ نور حق در شکل انسان چونکه آمد در وجود ؛ از فلک ممنوع شد حق شیاطین آن زمان
سرنگون بتخانهٔ چین شد بروز مولدش ؛ شد تزلزل افگنده در مسکن نوشیروان ؛ وحی سبحان
الذی اسری بعبده چون رسید ؛ جانب اقصی شد از بیت المقدس ناگهان ؛ رتبه اش از عرش و
کرسی و ملائک درگذشت ؛ قرب او تا قاب قوسین است او ادنی بدان ؛ ثم دنی آیه تا تدلی
عند مشتاق الیه محو شد در ذات حق ؛ وصل سبحانی گشت جان ؛ گشت ماذاغ البصر اندر
بچشم خود کشید ؛ ما طغی بشنو که من آیات ربه الکبری عیان ؛ غیبت جبرائیل اوحی الی عبده کرد از
زبان خبر ؛ بسکه میسور در اندیشه هم از وهم آن ؛ هست وصف ذات باری
قل هو الله احد ؛ میم احمد رفت یک ذات احد ماند آن زمان ؛ فرض شد زان وقت
صوم و هم صلوة و غیره ؛ اندرین امر است یا از موسی متهمان ؛ لا ینام قلبی آمد قول
آن شب زنده دار ؛ هم ابیت عند ربی را بود آن بیان ؛ لی مع الله می شنو که همچنان
حبیب الله را ؛ بارگاه بندیش قرب او ذکر و بیان ؛ خیر و من ذا الذی یشفع برو در تخمیر
اندران وقتیکه گردد شان قهاری عیان ؛ در بیش از الا باذنه گشت تشنه مگر ؛ غیر او بهر شفاعت شد

کرد آن آب و توان ؛ گفت چون طٰہٰ و یٰسٓ در صفاتش ذو الجلال ؛ وصفِ او اصحاب
ندارد از زبانِ مردمان ؛ گر در استثنایش الّا رسولٌ قد خلت ؛ نیز لٰکن رسولُ اللہِ
شد تخصیصِ آن ؛ ذاتِ او رحمت مجسم گر نبودے از ازل ؛ پس کہ کردے رحم در روز
جزا بر عاصیان ؛ مصطفیٰ ما جاءَ الّا رحمۃً للعالمین ؛ کرد رحمٰن در حقِ آن آیۂ رحمت بیان
رہنمائے سالکِ راہِ صراط المستقیم ؛ مہبطِ روح الامین ہم ہادی گم گشتگان ؛ بعث
ایجادِ عالم مقتدای اہلِ دین ؛ شافعِ اولادِ آدم سرورِ کون و مکان ؛ ہاشمیؐ
سیّدی محبوبِ ربّ العالمین ؛ پیشوائے جن و انسان خاتمِ پیغمبران ؛ من
یُصَلُّونَ المَلٰئکۃ و المَلِکُ صَلُّوا عَلَیہِ ؛ نیز بر اصحاب ابن عم و اہلِ بیتِ آن ؛

در مناقب مرتضوی مضمون ہر شعر از آیت و حدیث مسلم الثبوت ست نہ محض شاعرانہ

آن امامِ انس و جان فخرِ زمین و آسمان ؛ رہبرِ گم گشتگان ہم پیشوائے مقبلان ؛ گر نبودے
آن امام و ہم وصیِ مصطفیٰ ؛ چشمۂ مخفی از و ہرگز نگردیدے عیان ؛ نیز ایمان ہم نکردندے
قبول اصحابِ کہف ؛ گر نمی آمد وصیِ مصطفیٰ نزدیکِ شان ؛ در شبِ ہجرت کہ شد
قائم مقامِ مصطفیٰ ؛ در چنین جا ہا کرا باشد چنان تاب و توان ؛ در کنارِ مصطفیٰ شد
پرورش از صغرِ سن ؛ مولدِ او خاص بیت اللہ با شبگیان ؛ چونکہ بود اسلام او کامل
ببطنِ آمنہ ؛ کرّم اللہ وجہہ شد خاص با ذاتش ازان ؛ خود رسول اللہ حبِّ او
عبادت گفتہ است ؛ کافری باشد کہ حبِّ او نبیند اردیجان ؛ جزوِ ایمان گرچہ میدانند
اکثر حبِّ او ؛ کلِّ ایمان حبِّ او داند ظہیرِ خستہ جان ؛ شہرِ علم آمد محمدؐ باب او باشد علیؑ ؛

یا الٰہی کن مرا خاک در این آستان ؛ تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ہست کار او مدام ؛ ہَلْ اَتٰی
در شان او فرمود رب دو جہان ؛ ہادیٔ مطلق بگفت اِنَّا ہَدَیْنَاہُ السَّبِیْلَ ؛ کرد آن
یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ اشارت سوے آن ؛ خاص شد یُسْقَوْنَ فِیْہَا تا بآخر بہر او ؛ از
بے ملکا کبیرًا مالک آمد بیگمان ؛ ہست عٰلِیَہُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ مختص باو ؛ ہم لقاہم
نضرۃً وسرورًا فرمود حق کردہ بیان ؛ دادہ دست قدرتش زو یداللّٰہ بدست ؛ شد یداللّٰہ فوق
ایدیہم دیگر در شان آن ؛ باوجود آنکہ ذُو مِرَّۃٍ گرفتہ بازوش ؛ ذوالفقار
از پی او بگذشت چون برق جہان ؛ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارْ ؛ آمد از غیبی بوقت او
ندا زد آن زمان ؛ نام او نام خدا با نام حق ہمنام شد ؛ ہست در قرآن عَلِیُّ الْعَظِیْم در
اکثر بیان ؛ جز علی دیگر کہ بودے لائق پیغمبری ؛ گر نبودے ختم آن بر خاتم پیغمبران
چون نبوت ختم شد بر ذات ختم المرسلین ؛ فتح شد از ذات او باب ولایت در جہان ؛
یَا عَلِی مُرْتَضٰی لِلّٰہِ لِلّٰہِ یَا عَلِی ؛ کن ز رحمت یک نظر سوے ظہیر خستہ جان ؛

فائدۂ عظیم و نکتۂ باریک در آداب و تعظیم درود

اگر درود اور سلام بصیغۂ مخاطب کہین کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
ضرور ہی کہ سب اہل حضرین صحبت اور سامعین سر و قد تعظیمًا کھڑے ہوجاوین کس واسطے کہ
جواب سلام کا فرض کفایہ ہی ایسی صحبت مین جلوہ افروز ہونا روح مقدس کا
واسطے جواب سلام کے مسلم ہی اسواسطے براے تعظیم روح مقدس کے کھڑے ہوجانا
ادب ہی چنانچہ اشعار بمضمون نعت و مناقب بصیغۂ مخاطب لکھے جاتے ہین اسمین کچھ

ایسے مواقع میں پاس کی داب تعظیم کھڑے ہو جانا مناسب ہے اور درود بصیغۂ خطاب
بھی بحالت قیام ورد زبان رہنا اولیٰ تر ہے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
اشعار نعت بصیغۂ مخاطب ٭ نہ تنہا شور حسنت بر زمین ست ٭ کہ در روح و
ملائک عرش برین ست ٭ فسبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ ٭ کہ ادنیٰ چاکرت روح الامین ست
ابدیت عیشت ترا نبی را سزاوار ٭ کہ محبوب الٰہ العالمین ست ٭ بود ناسخ پئے تورات و
انجیل ٭ کتاب تو ھدًی للمتقین ست ٭ پئے تسلیم تو خم گشت گردون ٭ بپا بوسی تو
سر بر زمین ست ٭ بدنیا عروۃ الوثقیٰ ست دینت ٭ بدین ہم دین تو حبل المتین ست
بوقتے کانبیا گویند نفسی ٭ دراندم امتی یارا بہ ہمین ست ٭ بود در شکل انسان رحمت حق ٭ مجسم رحمۃ للعالمین ست

ایضاً در نعت بصیغۂ مخاطب بہ تبدیل قافیہ

ز تو فخر زمین بر آسمان ست ٭ درت سجدہ گہ کروبیان ست ٭ چو آدم بود بین الماء و
الطین ٭ از آنہم پیش نور تو عیان ست ٭ بود خاک درت کحل الجواہر ٭ تعالیٰ اللہ
چہ برتر آستان ست ٭ گذشتہ قرب تو از قاب قوسین ٭ او ادنیٰ مقامت را
نشان ست ٭ نہادی چون قدم بر گنبد چرخ ٭ ز بار منتت پشتش خمان ست ٭
نہ کفرست این مگر فہم ست مشکل ٭ کہ حق در پردۂ انسان نہان ست ٭ بود نعت
تو از حد بشر دور ٭ چسان وصفت نگارم تا چسان ست ٭ وصی تو شہ دلدل ذوالفقار ست
امام و پیشوائے انس و جان ست ٭ نبی کرار باشد غیر فرار ٭ کہ بر خیبر ز تیغ او نشان ست
چنان زد ضربتے کز ہیبت آن ٭ تزلزل در زمین تا این زمان ست ٭

تطهیر از منقبتهایش چه گوید و که در قرآن ز وصف او بیانست * اشعار مضمون
حضوری و خطابی و نیز در مقام بیان آداب تعظیم بر خاستن و درود
و سلام خطابی بصیغه اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
بار بار تکرار کردن مقتضاے پاس ادب ہست خصوصا در حالیکه
مجلس خاص در بدل مولد شریف بہمین خیر الاذکار قرار داده باشند
که در ہمچو مجالس اگر بدعات تازه و موانع شرعی نباشند جلوه افروزی
روح مقدس مرجو ہست خصوصا در وقتیکه صلوٰة و سلام
بکاف خطاب باشد کَمَا ذُکِرَ تُهٗ انفا غزل حضوری خطابی

ای امین کردگار و مہبط روح الامین * پایگاه تو بود ادنی ترین عرش برین * کیست آن
تا بر جناب تو نمیساید جبین * پشت گردون ہم پی پابوسی تو شد خمین * آیۂ رحمت تو
رحمٰن بوصفت گفته است * مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ * ہر دو عالم خلق شد
از قطره ہاے نور تو * خاتم پیغمبران ہستی و ختم المرسلین * توبۂ آدم ز استشفاع نور تو
شد قبول * شد نجات نوح از طوفان ز نامت بالیقین * شد کلیم الله موسیٰ نیز روح الله
مسیح * ای حبیب الله توئی محبوب رب العالمین * بالیقین بر امت دیگر حرام آمد بہشت *
تا نه گردد امت تو داخل خلد برین * لله الحمد ہست و منت کاین ظہیر خسته را * خلق کردانی
امت تو یا شفیع المذنبین اشعار دیگر برہمین وزن و قافیه بصیغۂ غائب
چنانکه دران اشعار حضوری به تعظیم استادن شرط ادب بود ہمچنان

درین اشعار که بصیغهٔ غائب اندر زانوے ادب ته کردن از آداب آن
این مجلس ست فافهم و تکی بتر آن شهنشاہ که میدارند ترجیح و شرف ٭ عالی
شانش بر انبیاے سابقین ٭ اول من کل شی نور او هر گه که یافت ٭ بود آدم هنوز آب و گل
درمیان ما و طین ٭ اول آخر نباشد هیچ غیر از ذات او ٭ نور شاول یافت آخر گشت
ختم المرسلین ٭ باعث پیدایش افلاک ذات او بود ٭ چون نگرد پشت چرخ از بار
احسانش خمین ٭ در شب معراج آنجا شد بمقام عالیش ٭ کز جلال رعبش سوزد پر روح الامین
اندران وقتیکه نفسی نفسی بگویند انبیا و امتی گوید پی عفو ذنوب مذنبین ٭ انبیا محتاج او بهر
شفاعت روز حشر ٭ شافع امت بگو بل شافع للمرسلین ٭ انبیا البته در دنیا هدایت
میکنند و کس نباشد بغیر او حامی روز آخرین ٭ عالم علم لدنی واقف اسرار حق ٭ ناسخ ادیان
سابق و دین او دین متین ٭ ناسخ آمد از پی توریت و انجیل و زبور ٭ شد کتابے بهر او
نازل هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ٭ حبذا امی که دین ما سبق منسوخ کرد ٭ عروة الوثقی بود
دینش و هم حبل المتین ٭ باد صلی الله برو بر آل اطهارش تمام ٭ نیز بر اصحاب او
بر اهلبیت طاهرین ٭ **اشعار مناقب مرتضوی ازهمین قصیده بالا**
گذشت فَلْيَنْظُرْ ثَمَّهٗ ٭ اینکه بیان حالات و معاملات آن نور مجسم صَلَّى اللّٰه
عَلَيْهِ وَسَلَّمْ از روے آیات و احادیث و وقائع واقعی محض بکوشش طبیعت و روانگی
قلم بصورت موزون از خامه بر آمد نه ثناے او که از حد طاقت نوع بشر بیرون است چنانچه
بیشتر بوجه موجه وعده این تقدیم یافت که قطره محیط دریا نمیتواند شد پس چنانکه صفات

ذات او از کلام قدیم او به تفسیر معنی آیهٔ نور بقدر ادراک و حصهٔ خود بجامه سپرده شد
که شان احمدی در همان نور خدا جلوه گر ست که گفته اند ای نور خدا در نظر
از روے تو ما را بگذار که در روے تو بینیم خدا را ۔ اینکه صفات ذات او از کلام او
بالاجمال بود همچنان صفات حبیب او که مظهر جامع ذات و صفات او ست از کلام
قدیم او نیز باید دید و شنید که لَا اُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ
که گفته اند آنجا که کمال کبریاے تو بود ۔ عالم نمے از بحر عطاے تو بود ۔ ما را چه حد حمد و
ثناے تو بود ۔ خود حمد و ثناے تو سزاے تو بود ۔ آنکه صفت ذات او از کلام او
بود این صفت صفات او از کلام او ست آن صفت ذات او بنا بر افهام ما
ناقص فهمان به تمثیل و نظیر بین بکنایات و اجمال و فطائر بود و این اهم از آیات بینات
قرآنی به تفصیل و تصریح تمام ملاحظه کردنی ست چون مقصود بالذات ازین تحریر افهام
عام ست نه عبارت آرائی و زور شاعری نامیده و سخن اوّلین ست که از ابتدا بعبارات
اردوے ریخته از خامه ریخته مگر اینجا بیان صفات او از کلام قدیم او ست و آن
بزبان عربی ست و تلمیع عربی با هندی چنانست که ملمع طلا بر مس و برنج و ترصیع
جواهرات بر آهن و ارزیز و در فارسی چنانست که ملمع طلا بر نقره و ترصیع جواهرات
بر طلا لهذا ناگزیر بیان این مضمون بجامهٔ فارسی زیبا نمود در حقیقت چند الفاظ
فارسی براے ربط کلام و ترکیب آیات قرآنی ست باقی همه کلام او ست پس
اکنون ملاحظه درکار ست که هرگاه آن نور قدیم ذاتی بدین شکل و صورت مجسم شد و

جلوه ظهور فرمود و بچشم ظاهر صورت همه نسبانی معاینه شد و فطرت انسانی را بفطرت خود
آفرید که می فرماید فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لہٰذا آن ذات قدیم بکلام قدیم خود
از فرق تا قدم بتصریح نام بنام تمام اعضاے جسمانی ستوده آنچه ثناے سراپاے
حبیب خود صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ بیان میفرماید البته بدیده دل دیدنی و گوش دل
شنیدنی و دل نهادنی بلکه دل دادنی ست اول کنایه از سر مبارکش می فرماید
اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَکُمْ از چشمان مبارکش خطابست که لَا تَمُدَّنَّ
عَیْنَیْكَ از بصارت و بصیرتش میفرماید که مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی از زبان ناطقه
او چنان منطوق ست که مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی از گوش حق نیوش او بگوش عالمیان
میرساند که قُلْ هُوَ اُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ و چه مبارکش را بدین توجیه میفرماید که قَدْ
نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَاءِ سورۂ وَالضُّحٰی از جبین تارکش بیان
سورۂ وَالَّیْلِ از گیسوے مبارکش نشان بجانب دل افت نزول و خطابست
که نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ از فؤاد با وداد میفرماید که مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی
از سینه بے کینه او استفهام انکاری ست که اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ از ظهر مبارکش
که استظهار و پشت پناه عالمیانست چنان خطابست که اَنْقَضَ ظَهْرَكَ دست
حق پرستش را ید ست خود تعبیر میفرماید که یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ کارے که از دست
مبارکش میگیرد آن فعل را هم بجانب خود نسبت میفرماید که مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ
وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی قامت سراپا رحمتش را میفرماید که حِیْنَ تَقُوْمُ و قیامش را احیا ان

تصریح می فرماید که لما قام عبد الله از مقطعات طه مفسرین شرح کرده اند که
طه الارض بقدمیک بپاس آداب آواز و لنوازش چنان تادیب است که
لا تجهروا اصواتکم فوق صوت النبی بجانب نفس خاص او تکلیف خاص است
لا یکلف الله نفسا الا نفسک اینجا هم نکته است که کارهائیکه از اخص الخواص
میگیرند که مکلف تر اند عوام را ازان تکلیف معاف میدارند که به نسبت آنها
غیر مکلف اند و من اللیل فتهجد به نافلة لک کنایه ازین مقام است
از خلق عظیمش ایما میرود و انک لعلی خلق عظیم از صفت ہدایت و رسالت
و دین برحق او چنان حق القول است که ارسله بالهدی و دین الحق لیظهره
علی الدین کله الخ اکنون توان دانست که نوعی که از جمیع اعضاے ظاهر
جسمانی آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بابهام و صراحت یک یک را یاد میفرماید بدین
اشارات و توضیح همه سراپا و حلیه مبارکش باین فرمود همچنان آنچه منسوب بآنحضرت
صلی الله علیه وسلم است تصریح تمام نشان میدهد و دین متینش را بیان میکند که
الا لله الدین الخالص از کتابش ذکر میفرماید که انه لقرآن کریم فی کتاب
مکنون از مخلصان جان نثار او چنان تصریح است السابقون الاولون
من المهاجرین والانصار و از اهلبیت طاهرین او صفت می فرماید که
لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا و از نفس نفیس و
ازواج طاهرات او زیاده ازین چه مرتبه تعظیم تواند بود که میفرماید النبی اولی

بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُکُمْ وکسانیکه از مهاجرین و انصار
بمعیت و رفاقت و مصاحبت او جان و مال و تمام خانمان خود را نثار کردند محامد و
فضائل و مراتب آنها که جا بجا بتواتر بصراحت تمام بالاجماع بقید بشارات و اجر
عظیم در مصحف عزیز وارد و منصوص اند که بیان آن بنظر طوالت و کثرت اعلان
درینجا حصر و نمود از انجمله علی ترتیب الخلافت بدین تصریح هم وارد است مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ
رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ
وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی
الْاِنْجِیْلِ ملاحظه رود که بچه ترتیب و تصریح و تخصیصات خاص است که هیچگونه
بجز خلفای رابعه رضوان الله علیهم اجمعین بهیچ جانب بهیچ صفات خاصه ترتیب
خلافت صادق نمیتوانند آمد اما هر کسے که چشم انصاف و دیده ادراک درکار اول
تصریح نام مبارک حبیب خود بصفت خاص رسالت بیان فرموده که مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
بعد ازین از لفظ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ خود ظاهر که بجز خلیفه اول دیگرے را چنین
تخصیص معیت و رفاقت و مصاحبت و هدایت کرا نصیب شد رضی الله تعالی
ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ کنایه ازین مقام خاص است چه کنایه که صراحت
تمام است بعده لفظ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ بآنگ بلند از خلیفه ثانی خبر میدهد که از
روز اسلام او اعلان اسلام و دین محمدی و بانگ نماز در مسجد نبوی و ذکر شعائر اسلام

محتاج بیان نبوده است و آخر کار در زمانهٔ خلافت او غلبه و تسلط و شیاع اسلام در
اقطار عالم و ظهور معنی اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ خود ذائع و شائع ست بعد ازین
که بلفظ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ وارد ست بیان حال خلیفهٔ ثالث واضح و لائح است
که از غایت رحمت بر مسلمانان با همه قدرت و طاقت جان دادن خود گوارا
فرمود و مقاتله میان مسلمانان روا نداشت رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بعد ازین بملاحظه رفع
آنکه بجهٔ تصریحات و تخصیصات صفات خاصه بیان حال جناب شاه ولایت ختم الخلافت
است که تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا
ملاحظه رود که چه مرتبه و چه شان و چه مقام ست كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ ازین ترتیب
واقعی گمان نتوان کرد که معاذ الله مرتبهٔ حضرت شاه ولایت بعد خلفاے ثلثه
کمتر ست او لویت ندارد و تخصیص لفظ کرم الله وجهه بدین جناب خاص از لفظ
رضی الله عنه مرتبهٔ کمی دارد بلکه این هر دو مضمون منتهاے علو مرتبهٔ جناب ولایت
مآب ست که نوعے که ختم رسالت و نبوت بر ذات خاص آنحضرت ست صلی الله علیه
وسلم همچنان اختتام خلافت و افتتاح باب ولایت بذات خاص این جناب ست
کما هو ظاهر و لفظ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ که براے جمیع مهاجرین ایمان آرندگان عام ست
و ایمان و اسلام این جناب ولایت مآب از بطن مادر بود و این بود وجه این شرف
و تکریم که از وقت ولادت حاصل بود که بے در کنار مصطفےٰ شد پرورش از صغر سن بود
مولد او خاص بیت الله باشد بگمان — بدین وجه لفظ کرم الله وجهه بدین جناب

نا خاص تخصیص یافت که از ان لفظ نام رضی الله عنه بمدارج برتر و کرم ترست که لفظ
ه بود چون اسلام او کامل از بطن امه کرم الله وجهه شد خاص بافزایش ازان
فافهم و تدبر آمدیم بر اصل سخن کسانیکه بدست مبارکش بیعت کردند آنها را بلفظ
انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم تعبیر می فرماید بعضے را بلقب مقدم
وبشارت رضای خود بیان می فرماید کما قال رضی الله عن المؤمنین
اذ یبایعونك تحت الشجرة الخ از علوم لدنیه که باو تعلیم فرمود اشاره میرود
علمك ما لم تكن تعلم از امت مرحومه او که خیر الامم است تصریح می فرماید که
کنتم خیر امة یکی از تاثیرات نمازش در حق امتش بحکم میفرماید که وصل علیهم
فان صلوتك سكن لهم از صفت قیامش میفرماید که لما قام عبد الله
از تلاوت کلام الله و نماز و ذکر او ذکر میفرماید که اتل ما اوحی من الکتاب واقم
الصلوة ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر ولذكر الله اكبر از ترتیل
قرائتش ایماست که ورتل القرآن ترتیلا از طرز پوشش گلیم او یا ایها المزمل
آیتے از پوشش رداے او یا ایها المدثر کنایتے از وفور قیام او و شب قم اللیل
الا قلیلا رحمتے و رافتے و رعایتے و عنایتے از علم خود بقیام شبش مفهوم ان ربك
یعلم انك تقوم ادنى من ثلثى الليل ونصفه وثلثه شهادتے و از رکوع
و سجود مخلصان خاص همراهیان او به بیان رکعا سجدا یبتغون فضلا
من الله ورضوانا تا له الی آخر الآیه عبارتے از قبله او که براے او و پیروان او خاص

فرمود بغفاو فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا اشارتے وازملت حنیف او بمصداق
عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا بشارتے کسانیکہ بیعت بدست مبارکش کردند وتشریحا
کہ دست خود فرمود بتعیش اہم بیعت خود میفرماید کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا
يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ معصوم ازمعاصی کہ ازازل پیدا نمود بران ہمچنان افزود کہ بشارت
فرمود لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ بہ تقدیم تعظیم کلام پاک بیشتر
حق خویش او وتعلیم وتادیب مومنان میفرماید کہ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَيْتُمُ
الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً بحکم قیامش بشب کہ بمقتضائے
کمال الم افت زیادہ تکلیف اور روا نداشتہ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا فرمودہ بود وبیداری روز
کہ آنقدر تکلیف شاق نبود می فرماید اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا بہ تصدیق
رویائے صادقہ اش گواہی میدہد لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ
وَاَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ از کتاب محکم التنزیل وحکمت خاص او وتخصیص
وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ كَبِيْرًا از فضل کبیر او وتخصیص عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
از علوم او بیانے مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا از حکمت او نشانے
فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى او راز سے ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ازدنیاتے فَكَانَ
قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى از قرب او خبرے سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ از شب معراجش
اثرے عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا او از مقام عالی او اشارتے
فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ از مرتبہ قرب وجلوس مبارکش بشارتے

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ براے ذات خاص او عنایتے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى
از وعدہ مغفرت امت و رضا جوئی او آیتے أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ بر تکمیل
دین متینش برہانے أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي از تتمیم نعمتہاے دارین او دلیلے رَضِيتُ
لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا بر رضامندی خود شہادتے فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
بحکم تبعیت و محبت خود سعادتے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ بر رفعت ذکرش و قدرش گواہ
الْعِزَّةُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ از کمال عزتش انتبا إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا از فتح مبین او
بیان وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا از نصرت دین او نشان چنانکہ محبت خود را موقوف
بر تبعیت و عزت او را عین عزت خود فرمودہ چنان اطاعتش را نیز اطاعت خود بیان
می فرماید کہ مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ از صفات مامور بہا و چنان خبر
میدہد کہ مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ طریق مستقیم او را باین عنوان موشح
می فرماید کہ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ از فتوحات مغانم کثیرہ
کہ باو و موالی و انصار او عطا فرمودہ چنان نوید میرساند کہ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَ
مَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا براے آیندہ وعدہ چنان کہ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً
نصرت و امداد کہ از مفہوم يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ الخ علی العموم برآیت در اکثر جاہا بہ تخصیص
مقام ہم وارد ست کہ میفرماید لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ
و این نہ ہمین تائید غیبی کہ بمفاد وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ شامل حال جمیع
مومنان علی قدر احوالہم در ہر حال متعارف بودہ ہست بلکہ بفرستادن جنود ملائکہ آسمانیست

بود که می فرماید وَاَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا جنود ملائک که بمفاد ولم تروها مسلمانان
بنظر نمی آمدند دریں ہم مصلحتے وحکمتے بود کہ آنطرف در کفار رعب وہیبت فوج
اسلام می افزود و اینطرف مسلمانان را دل قوی تر میشد که ما بقوت بازوے خود
ہم تائیدات غیبی فتح می کنیم ازینجاست که جائے بحکم یُمْدِدْكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ
الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ وبمقامی بمفاد یُمِدُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ عِشْرُونَ
صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ پس غالب آمدن دوکس برصدکس بجز امداد ملائک کار
ہر بشر نبوده ہست اگر گفته شود که در ادنی امداد غیبی حفظ تمام بنی اسرائیل ہمراہیان
موسیٰ و ہلاک تمام قبطیان لشکر فرعون خواه در ہر و پشه و ابابیل و خسف و انقلاب
ارض و طوفان و غیره حفظ ہمه صالحان نیکان و اہل صلاح بخوبی گردیده به تخصیص
ما یا ہلاک و افنائے شقیلے و کافران گردید اینجا که اینقدر فوج فوج ہزاران
ملائک با مداد آمدند بارے چنین امداد قوی شہید شدن مومنان از دست کافران چه جا
داشت جوابش ہمین توان فہمید که یکے رعایت ہمین پرده داری دوم تخصیص
مرتبه شہادت و فضائل آن برائے مومنان این ست که دیگر مہبت الغیب نبود
ازینجاست که اطلاق موت بر آنہا بنص قطعی ممنوع ست که میفرماید وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ
قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ هُمْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ اب یہان کام رنگینی اور
عبارت آرائی کا نہین اپنی زبان اردو عام فہم متعارف مین سمجھ لینا چاہیے
کہ اللہ تعالیٰ کو اسقدر اخفا و پرده داری اور چوری کی کیا حاجت اور کیا ضرورت

اور کیا خوف تھا اور اسمین کیا مصلحت اور حکمت تھی کہ اول پردۂ بشری اور
حیلہ ہاے عالم اسباب مین یہان تک چھپایا کہ ہجرت کا حکم فرمایا پھر غار مین چھپایا
اور عنکبوت کو حکم جالا لگانے اور کبوتر کو انڈا دینے کا دیا پھر آخر کو آہستہ آہستہ بتدریج
ترقی اور امداد لشکر اسلام کی اسی پردۂ عالم اسباب مین غنائم اموال تو اغلب کفار لوٹ مار سے
ہوا یہانتک کہ فرشتون کی مدد کو بھی مخفی کرنا کہ منکرین کو اتنا انکار رہا اور اس زمانے مین بھی
از راہ طعن و انکار کہتے تھے کہ اللہ تعالی خبر دیتا ہی مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ
وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ بخلاف اور انبیاے سابقین کے کیسی کیسی امداد بدون پردۂ عالم
اسباب کے نمایان کی گئین کہ ظہور معجزات نمایان ہوا اور کسیکو مجال سخن اور طعن و انکار کی
نرہی اور سواے اقرار نبوت کے چارہ نہوا کہین طوفان آیا تختہ زمین کا الٹ گیا کہین خسف
ارض واقع ہوا کہین تمام رود نیل تمام قبطی کے ہاتھ مین خون تازہ اور بنی اسرائیل کے
ہاتھون مین صاف پانی کہین حالت واحد مین ایک دریا کفار کیواسطے مایۂ غرق
اور بنی اسرائیل کیواسطے مایۂ حفظ کہین آگ برسی کہین پشہ اور ابابیل کی مدد نمایان
پہونچی کہین حکم يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ کہین وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ
عَظِيْمٍ کہ ایسے معاملات اور امداد نمایان طاقت بشری سے خارج دیکھکر سبکو
اقرار نبوت اور تصدیق معجزہ کا بھی ہوا اور مجال انکار کی بھی نرہی اور سزا کو بھی پہونچے
اور یہان غلبہ اسلام کا بتدریج حیلہ ہاے عالم اسباب مثل بادشاہان عالم کے واقع ہوا کہ
بعد غلبہ کے بھی منکرین کو کہنے کی جگہ باقی رہی پس اسکی حکمتین اور خوبیان اور

مصلحتین جب تک سمجھ مین نہ آوین البتہ خالی از تردد اور حیرت نہین اور تائید اسلام اور منکرین کے مقابلہ مین جواب معقول سے عاجز اور جوابات منقولہ سے ارباب انکار کب معقول ہوتے ہین بلکہ جواب معقول اور موجہ عقلی چاہتے ہین لہذا ہر مومن اور مسلمان کو بقدر ادراک و تعقل ایسے مقامات مین فکر اور تامل بلیغ کرکے علتین اور حکمتین سوچ اور سمجھ کر ایمان کو قوی تر اور ترددات کو دفع کرنا چاہیے اور ایسے مقامات کو مہمل اور سرسری چھوڑنا نہ چاہیے کہ مغز ایمان کا یہی ہے کاتب الحروف نے جو ایسے معاملات مین فکر اور تامل اور تدبر بلیغ کیا کیا کیا خوبیان اور حکمتین اور مصلحتین الٰہی کی حالاً اور مآلاً ان معاملات مین پائی گئین کہ اگر بقدر اپنے حصے اور ادراک کے بیان کیا جاوے یہ مختصر گنجایش پذیر نہو لہذا مقدمہ کتاب اسرار حکمت مین کچھ کچھ شرح کی ہے یہان بقدر ضرورت مقام مختصراً بیان کیا جاتا ہے فاسمعوا و تدبروا

بیان اسرار حکمت و مصلحتہائے الٰہی در پنہان داشتن نور ذاتی خود در پردۂ بشریت

اب معلوم کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی اگر ایسے حبیب نور ذاتی کو اپنے پردۂ بشری اور حیلہ ہائے عالم اسباب مین نہ چھپاتا اور جیسا علو مرتبہ شان محمدی کا تھا دنیا مین ظاہر کر دیتا یہ انتظام احکام شریعت اور عبودیت باقی نہ رہتا اور نہایت فتور امور دین مین پڑجاتا اور تمام بندگان خدا مثل امم انبیائے سابق حالت کفر مین ہلاک ہو کر دین و دنیا سے جاتے اور بجائے کثرت امت فنائے کل مثل امم انبیائے سابقین واقع ہوتی اس صورت مین شان رحمۃ للعالمین کا اطلاق اسم مرحومہ کسپر صادق آتا

یا مثل حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے ابن اللہ کہنے لگتے یا الوہیت سے پرستش کرتے کہ اسی سبب سے حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام مورد اس خطاب کے ہوئے ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰہَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور سب امت باوجود مشاہدہ معجزات نمایاں یا الوہیت کے قائل ہو کر گمراہ ہو گئے یا اسقدر منکر ہوے کہ عدو ہو گئے اور نوبت صلیب کی پہونچائی کہ اللہ تعالیٰ نے بحکم بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ الخ چوتھے آسمان پر اٹھا لیا یہی باعث فتور اب تک اس امت میں باقی ہے کہ عقیدہ الوہیت کو اسقدر رسوخ ہو گیا کہ اصلاح انکی بدون نزول عیسیٰ علیہ السلام بار دیگر روے زمین پر اور نماز پڑھنی باقتداے حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام کے اور پھر بعد کسر و انکسار اور ہدایت بسیار اور تقویت اور تکمیل دین اسلام کے بدستور متعارف بشری وفات پا کر تجہیز و تکفین ہونے کے غیر ممکن ہے جیسا کہ اخبار پیشین کتب آسمانی سے بالاتفاق ثابت ہے یہاں ایمہ کے بدیدۂ دل اور چشم انصاف اس سر نکتہ حکمت الٰہی کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام بیشتر واسطے دفع فسادات اور اصلاح اور ہدایت خلق کے پیدا ہو کر جلوۂ ظہور فرماتے ہونگے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی لوگون کو حاجت تھی بالفرض اگر واسطے امداد امام علیہ السلام اور قتل دجال کے تھا تخصیص خاص حضرت مسیح علیہ السلام کی کیا تھی اور بھی انبیاے سابق اولوا العزم تھے اگر اس راہ سے تخصیص ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ قالب بشری مین آسمان چہارم پر

موجود ہیں اور انبیا کا یہ حال نہیں یہ بھی مسلم نہیں ہو سکتا ہو کہ حضرت ادریس بھی
بحکم رَفَعْنَاہُ مَکَانًا عَلِیًّا زندہ بہشت میں گئے ہیں اور خضر اور الیاس بھی خشکی و تری
مین زندہ اور محض واسطے امداد خلائق کے مامور ہیں پھر امداد حضرت عیسی علیہ السلام کی
واسطے قتل دجال کے کیا تخصیص تھی مگر یہ کہ حضرت ادریس کے بہشت میں زندہ
جانے سے یہ فتور عقیدہ امت میں ہوا تھا کہ لوگ الوہیت کے قائل ہو گئے ہوں
اور ایک نکتہ اور قرینہ عقلی اور نقلی اس تخصیص خاص پر یہ دلالت
کرتا ہی کہ قائلان الوہیت عیسوی اور منکران نبوت احمدی تا ظہور امام
علیہ السلام اور نزول عیسی علیہ السلام روے زمین پر باقی ہونگے اسواسطے
انکے ارشاد اور ہدایت کے واسطے تخصیص حضرت مسیح کی ضرور تر ہوئی اور
امت ادریس علیہ السلام کی کہ قائل الوہیت بھی ہوئی تھی اسوقت تک باقی بھی
ہوگی انکے عود کرنے کی بہشت سے کون حاجت تھی پس یہ دلیل بقا اور قیام اور دوام
امت مسیحی کی تا قیام قیامت مسلم تر ہی اور آخر کار بسبب کمال عدالت اور رافت اور
رحم دلی جبلی اس زمرہ کی اصلاح اور ہدایت اس صنف کی بھی تخصیص مسیح
علیہ السلام سے باقتداے امام علیہ السلام ثابت تر ہی خصوصاً جسقدر کہ رافت
اور مودت اور رحمت خاص اس زمرہ کو مومنین محمدیین کے ساتھ ہی قطع نظر
ہدایت اور صراحت ظاہر کے نص قطعی سے بھی بتصریح تمام ثابت ہی محتاج بیان
نہیں کہ آخر جزو ششم رکوع یازدہم سورۂ مائدہ میں وارد ہی وَلَتَجِدَنَّ

اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ترجمہ لفظی اسکے ظاہر ہین یعنے پاویگا تو اُسے محمد سب سے نزدیک تر محبت مین مسلمانون کے وہ لوگ جو کہتے ہین کہ ہم نصاری ہین یہ اسواسطے ہی کہ اُنمین عالم ہین اور درویش ہین اور یہ کہ وہ تکبر نہین کرتے فقط اور اس سے واضح تر جزو ۲۷ سورہ حدید رکوع چہارم مین اس صراحت سے وارد ہی کہ وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً وَّرَهْبَانِيَّةَ یعنے بعد انبیاے سابق کے بھیجا ہمنے عیسی ابن مریم کو اور دی اسکو انجیل اور رکھی بیچ دلون پیروون اُسکے کے نرمی اور مہربانی اور ترک دنیا اور ترک لذات یعنی درویشی الی آخر الآیۃ پس بنظر ایسے خصائل حمیدہ اور صفات پسندیدہ کے آخرکار کو صلاح اور ہدایت اس زمرہ کی منظور الہی ہونا بجاے خود امر منصوص ہی فافہم وتدبر کہ آخرکار اعلاے دین اسلام کہان سے کہان تک پہونچتا ہی وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ اسکے سواے اس مضمون خاص کی مؤید ایک حدیث اور بحسب اتفاق کتاب عجائب القصص حاضر الوقت مین نظر پڑی کہ موافقت دین محمدی اور دین عیسوی کی تقویت اور تائید کرتی ہی یہ کتاب عجائب القصص بڑی کتاب ضخیم ہی نہایت مسلم الثبوت متعارف عام جو بالفعل باستناد تفاسیر معتبرہ قرآنی عبارت اردو عام فہم مین ترجمہ اور طبع ہو کر وقف

اشتہارات اخبارات اور علی العموم ہر اس کتاب میں بروایت سند معتبر
یہ حدیث دیکھی گئی جو تصدیق اور تائید اسی مضمون خاص کی بوافقی کرتی ہو
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ كَذَا صفحہ ۲۲۳ سطر ۵ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسٰى خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ عَلٰى اُمَّتِيْ يَدُقُّ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخَنَازِيْرَ
وَيَبْعَثُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَيَتَزَوَّجُ وَيَتَوَلَّدُ ثُمَّ يَتَوَفّٰى وَكَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ
اَنَا فِيْ اَوَّلِهَا وَعِيْسٰى فِيْ اٰخِرِهَا وَالْمَهْدِيُّ مِنْ اَهْلِبَيْتِيْ فِيْ وَسْطِهَا
اسکا ترجمہ اُسی کتاب میں اس عبارت سے مرقوم ہے یعنے
فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نازل ہوگا عیسی السلام خلیفہ ہوکر
اوپر امت میری کے اور کھڑا کریگا سولی کو اور قتل کریگا خنازیر کو اور
زندگانی کریگا چالیس برس اور نکاح کریگا اور اولاد پیدا ہوگی پھر وفات
پائیگا اور کیونکر ہلاک ہوگی وہ امت کہ میں اول اُسکا ہوں اور عیسی آخر اُسکا
اور مہدی کہ اہلبیت میری سے ہے درمیان اسکے ہے فقط پس جس صورت میں
رافت اور محبت اور مودت اور الفت قوم نصاری کے ساتھ امت محمدی کی
اس صراحت مذکورہ بالا سے کلام اللہ میں منصوص ہے اور آنکھوں سے
سب بندگان خدا عفو عند القدرت دیکھتے ہیں اور سب اخبار اور احادیث
کتب اسلام سے نزول عیسی علیہ السلام کا باقتدائے امام علیہ السلام اور
استیصال دجال کا مع تمام ہمراہیان اُسکے اور قتل دجال کا بدست عیسی علیہ السلام

پھر آخر کو بعد وفات دفن ہونا حضرت عیسی علیہ السلام کا خاص برابر قبر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ مین کتب اخبار اسلام سے ثابت ہے پس
ان جمیع رتون مین توثیق اور تصدیق اس حدیث مرقوم الصدر مین کون مقام
کلام کا ہوسکتا ہے لہذا یہ سبب قیامت روزافزون نصاری کی تا روز قیامت
عین مقدمۂ تقویت اور ترقی اور تائید دین محمدی صلی اللہ علیہ سلم کی از روے
عقائد کتب اسلام کے مسلم سمجھا چاہیے کہ آخر کار یہ پردہ اختلاف ظاہر کا بھی
بعد اقتداے امام علیہ السلام کے باقی نرہے گا پس یہ معنی اور یہ آثار نمایان
بچشم ظاہر نمایان ہین کہ اول بھی خبر اور بشارت اس بشیر نذیر کی اسی جناب عیسی سے
ثابت ہے کہ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗ اَحْمَدُ اور آخر بھی تکمیل اور تائید
اور تقویت اور اختتام اس دین مبین کا ہم بنظر ظاہر اور اخبار کتب اسلام اور
ہم از روے حدیث نبوی اور نصوص قرآنی بصراحت تمام ظاہر اور باہر ہے
پس یہ معنی ہین اس آیہ کریمہ کے کہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے اَكْمَلْتُ لَكُمْ
دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ الخ فافہم وتدبر آمدم برسر مطلب
پس اگر اسیطرح کا معاملہ ہنگام ایذا رسانی کفار کے اپنے حبیب کے ساتھ کرتا تو لوگ
الوہیت کے قائل ہو جاتے اور پھر بھی حفظ جان بندگان خدا اور نجات آخرت اور کثرت
امت صورت پذیر نہوتی بلکہ فناے عام اور خسران عاقبت جمیع بندگان خدا کا متصور تھا
نہ وفور عقیدت اور تصدیق معجزات جیسا کہ امت عیسی علیہ السلام کی کہ با انہمہ معجزات

نمایاں احیائے موتی باذن اللہ اور رفع علی السما کے سوائے بارہ حواریوں کے کوئی ایمان نہ لایا اور کیا کیا اذیتیں اور تکلیفیں دین اسکے مقابلے میں بسبب رعایت اس پردۂ بشری کے ترقی دین اسلام اور کثرت امت اور حفظ جان اور نجات آخرت بندگان خدا کی محتاج بیان نہیں فافھم وتدبر علاوہ جہاں جہاں انبیا کی دعاؤں سے غلبات شدیدہ نازل ہوئے وہاں قبل نزول عذابات سب منکر رہے اور طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں انبیا کو پہونچایا کیے اور بعد نزول بلا دفعۃً سب غارت اور فنا ہو گئے دونوں صورتوں میں امت کی کثرت اور دین کی ترقی ہونے پائی اور سب امت حالت کفر اور انکار میں جہان سے گئی بلکہ دونوں جہان سے گئی کسواسطے کہ بعد نزول عذاب اور قہر الہی کے نہ مہلت توبہ کی نہ ایمان یاس مقبول لم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا اور نہ دفعیہ احکام کن فیکون کا اختیار انبیا میں باقی رہتا ہوگا گزیر سوائے فنائے عام اور حرمان دنیا و عقبے اسکے کچھ چارہ نہیں رہتا اور بعض جا کہ عذابات خفیفہ محض واسطے انتباہ اور تخویف کے مثل ملخ اور قمل اور ضفادع اور خون کے نازل ہوئے ہنگام نزول عذابات سب ایمان لاتے تھے اور بمجرد وقع عذابات کے پھر مرتد اور منحرف اور گمراہ ہو جاتے تھے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی امت کا حال اللہ فرماتا ہی فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم ایات مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین معہذا ہر چند دعا ہائے بد انبیا سے

نزول عذابات یقینی جانتے تھے بلکہ دیکھتے تھے پھر بھی ایمان نہین لاتے تھے
بلکہ عداوت زیادہ کرتے تھے جیسے بلا تشبیہ فی زماننا ایسے دعا کرنیوالے الو
سمجھکر کیسی عداوتین اور نفرتین کرتے ہین ایمان او عقیدہ لانے کا
کیا ذکر ہے حالانکہ اُسکی دعاے بد کو یقینی مستجاب جانتے ہین مگر ایمان
نہین لاتے ہین کسواسطے کہ جانتے تھے کہ اسکے قبضۂ اختیار مین کچھ نہین
نہ دفع بلا اسکے اختیار مین ہے نہ حفظ از بلا فقط کوس کھانا جانتا ہے پھر صورت
ایمان اور رجوع لانے اور گرویدگی کی کون تھی بلکہ کمال عداوت اور
نفرت کی صورت تھی جیسا کہ ظاہر ہوئی بخلاف سلاطین ظاہر کے کہ اُنکی
سطوت اور ہیبت سے زہرہ آب ہوتا تھا کہ اگر ذرہ بھی انحراف کرینگے
ایک ادنی اسکے اشارے مین قتل کرنا اسکے اختیار مین ہے اور ادنی توجہ مین
عفو اور حفظ جان اور دفع عذاب قہر سلطانی سے امکان پذیر ہے یہ سمجھکر
کیسی کیسی اطاعتین اور فرمانبرداریان اور جان نثاریان سلاطین دنیا
کی کرتے ہین یہانتک کہ بعض جا کمال خوشامد سے اور بعض جا کمال
خوف سے اُلوہیت کی نوبت پہونچا کر سجدہ کرتے تھے کہ حکایت فرعون اور
نمرود کی مشہور ہین وہ تو بھلا کفار تھے اور دعوی اُلوہیت کا کرتے تھے
یہان آداب معینہ سلاطین تیموریہ اسلام مین ملاحظہ کیا جاوے کہ بمقام
خوشامد اور خوف ظاہری کے جو کچھ آداب متعارف سلطنت معین تھے خصوصاً

اکبر شاہ کے وقت مین محتاج بیان نہین الفاظ قدر قدرت اور حکم قضا شیم اور
فرمان قدر توان اور ہر کلام کو بلفظ کرامات اور اکثر اسی قسم کے الفاظ بمنزلہ
دستور العمل نہایت سہل اور تکیہ کلام ہو گئے ہین اور اکبر کو معاذ اللہ پیغمبر
و نبی خوشامد سے قرار دیا تھا کہ نماز مین ہنگام قیام اور قعود اور سجود اور رکوع
اکبر بادشاہ کا نام معاذ اللہ اول سے اللہ کے نام کے ساتھ ہر تکبیر مین
شامل ہو کہ اللہ اکبر عبارت اس سے ہو پس جس حالت مین سلطنت
اور سطوت ظاہری مین بدون دعوی نبوت اور معجزات کے محض مقام خوشامد
رجوع اور عقیدت خلائق کی اسقدر ہوا اور بدون سطوت اور سلطنت ظاہر با ہمہ
ظہور معجزات نمایان صورت انحراف اور انکار بلکہ عداوت اور نفرت خلائق کی
انبیاء سے اُس درجہ ہوا اور آخر کو ہنگام نزول عذابات فناے عام اور خلود
فی النار صریح اور حفظ عذابات نازلہ اختیار سے بھی باہر کہ تیر از کمان جستہ
باز نمی آید بخلاف تخویف شمشیر اسلام کے کہ بجبر و اقرار کلمہ توحید کے شمشیر بنیام
مین کر لینا قاتل کے اختیار مین رہتا ہو اب اس صورت مین خیال
کرنا چاہیے کہ استتار اس نور ذاتی رحمت مجسم کا پردہ بشری اور سطوت
تسلط ظاہر مین مایہ حفظ خلائق اور کثرت امت اور نجات اخروی تھا یا بالعکس اسکے
اگر اظہار شان اُس نور ذاتی کا کچھ بھی بے پردہ عالم اسباب سے ہوتا تو
کیسے فتورات مذکورالصدر متصور تھے پس انہیں کے غور اور انصاف

درکار ہی کہ اس رعایت جبلہ ہائے عالم اسباب اور پردہ بشریت مین کیسی
خوبیان اور مصلحتین ظاہر ہوتی ہین ایک تو بر رعایت التزام شریعت دور بشریت
اور عبدیت کی گنجائش اس پرستش الوہیت کی نرہی مَا اَنَا اِلَّا
بَشَرٌ مِثْلُکُمْ خود حکم اور قول اور افعال اور معاملات تھے اور مدد ملائک
بھی جو بارہا اسی پردہ بشری مین آئی ہر چند اندک اشارہ پر ملک کافی تھا
مگر اس کثرت تعداد ملائک سے ہیبت کثرت لشکر اسلام کی کفار پر غالب کرنا
منظور الہی تھا تا ڈر کر ایمان لاکر اُمت مرحومہ مین داخل ہو کر فنائے کل اور عذاب
اخروی سے بچ رہین نہ محض قتل کرنا اور دونون جہان سے کھونا جیسا کہ
ادنی ترین جز وضعیف انسان کو کہ فقط ایک پشہ تمام لشکر نمرود کو کافی تھا
اُسقدر عذابات شدیدہ دوزخ سے ڈروانا محض واسطے تخویف کے ہو
تا شدت اور کثرت عذابات شدیدہ سے ڈر کر اعمال صالح اختیار کر کے
عذابات شدیدہ سے بچ جائے والا ایک بانہ آتش دوزخ کا احراق تمام
عالم کو کافی تھا پس یہ کثرت فوج ملائک محض بکمال رحمت و واسطے تخویف
کے تھی نہ واسطے افنائے کل کے اور اسی مصلحت اور رعایت پردہ داری سے
بعض مسلمانون کی شہادت ضرور تر ہوئی تا پردہ امداد غیبی کھل نہ جاوے
اور لطف ہر رعب اور ہیبت لشکر اسلام کی غالب ہو جاوے اور حصول
مرتبہ شہادت کا علاوہ تھا اور مسلمانون کو جو فوج ملائک نظر نہین آتی تھی

بیان وجہ ... عذابات در دوزخ ... ضعف البنیان

اسمین یہ مصلحت تھی کہ مسلمانون کو اپنی ضرب دست کے گمان سے زیادہ
دل بڑھے شمشیر اسلام کا غلبہ ثابت ہووالا ایک پر پشہ بحکم کُنْ فَیَکُوْنُ
افناے کل کو کافی تھا فَهُمْ وَتَتَبَّر پس ہنگام نزول عذاب نہ کافرون کو
قبل نزول عذاب کے خوف ہوتا ہے کہ ڈر کر ایمان لاوین اور فناے کل سے
بچ جاوین اور بعد نزول عذاب کے اسکا دفعیہ کسی کے اختیار مین نہین ہوتا ہے
کہ مثل شمشیر غازی کے بمجرد قبول ایمان کے روک لیوے ناگزیر سواے
فناے کل اور خلود فی النار کے چارہ نہین رہتا ہے اور آدمی دونون
جہان سے جاتا ہے اور بالفرض اگر کسیکو خوف بھی ہوا تو خوف دعاے بد اور
عذاب الہی کا ہوا نہ خوف اور ہیبت نبی وقت کی یہ اور بھی مایۂ نفرت اور
انکار اور عداوت اور انحراف کا ہوتا ہے نہ عقیدت کا جیسا کہ مذکور ہوا اور
شمشیر برہنہ دیکھکر جو سر دست خوف قاتل کا غالب تر ہوتا ہے اسمین یہ
سب مصلحتین متصور ہین ؎ خود تو منصف باش ایدل این نکو یا آن نکو
دفع دخل بجواب انکار بعض منکرین اب اس صورت مین جو بعض
منکرین نبوت کے کہتے تھے کہ ایمان وہ معتبر ہے جو بہ دل و قبول خاطر
سے بخوشی تمام قبول کرے نہ یہ کہ بزبردستی تمام مار مار کر قبول کروانا ایسے
ایمان جبری کا اعتبار کیا کہ آخر کو اکثر مرتد ہو گئے اور نفاقانہ بسر کرتے تھے
فقط اب یہان اس اعتراض کی گنجایش نہی کہ درحقیقت یہ جبر نہ تھا بلکہ

محض تخویف بمزید کمال رحمت واسطے حفظ جان اور نجات اخروی کے تھی
مثل تادیب اوستاد معلم اور پدر مہربان کے تا مار ہارا ورڈرواڈر واکر عذاب
دائمی اور قتل سے بچا کر بزبردستی اور تخویف دوزخ سے بچا کر بہشت مین لیجاوین
پس انصاف سے لحاظ کی جاوے کہ درحقیقت ظلم عام بلکہ قتل عام کی وہ صورت
تھی یا یہ فقط دھمکی اور تادیب پدرانہ اور مشفقانہ فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ بالفرض
اگر بعض نافہم مرتد ہو گئے ہزارون لاکھون آدمی ایسا قائم اور مستقل ایمان پر
رہے ہے کہ روز بروز بعنایت الٰہی ترقی اسلام اور کثرت امت اور غلبہ
دین محمدی بڑھتا گیا کہ خود اللہ تعالی فرماتا ہو اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ
الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اگر بعض نافہم بسبب
نفسانیت اور نافہمی کے بخوشی ایمان نہ لائے اور بجبر ایمان قبول کر کے
سر دست شمشیر اسلام سے جان بچا لے گئے پھر آخر کو بتدریج فروغ نور
ایمان سے قوی تر اور مستقل ایسے ہوے کہ کارنامے انکی تقویت
دین محمدی مین محتاج بیان نہین اس ایمان جبری کا استقلال ملاحظہ کرنا چاہیے
پس اگر یہ ایمان اور اسلام محض بجبر و تحکم بادل ناخواستہ ہوتا بعد وفات
آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کب اسقدر قوت پکڑتا پس یہ خروج
بالسیف اور تخویف فَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ فقط دھمکی
واسطے حفظ جان بندگان خدا اور حفظ دوزخ کے محض بکمال شفقت

اور رافت پدرانہ تھی نہ ازراہ ظلم و عداوت اور نفسانیت کے شان رحمت الٰہی
جو مجسم ہوکر پردہ بشری مین ظاہر ہوئی عذاب کے واسطے نہین آئی بلکہ حفظ
عذاب کے واسطے آئی کہ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ط
شان اسکی ہے اور اسی رعایت سے اُسکی امت کا لقب امت مرحومہ ہی
اور کُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ خود اللہ تعالی فرماتا ہو اُمَّۃٌ مُّذۡنِبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوۡرٌ
ازل مین خامۂ قدرت لکھ چکا ہی جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا ایسی امت مرحومہ کو
مثل امم انبیاے سابق کے بمجرد صدور گناہ اگر دفعۃً فنا کردینا منظور الٰہی ہوتا
ازل سے امت مرحومہ کیون لقب ہوتا ملاحظہ ہو کہ اس رحمت مجسم کو کیسی کیسی
کافرون نے تکلیفین اور اذیتین پہونچائین مگر اُس رحمت عام نے برعایت
پردہ بشری ہجرت فرمانا اور غار مین چھپنا اور ہر گونہ تکلیفین گوارا کین مگر
مثل بعض انبیا کے کبھی تنگ آکر دعاے بد امت کے حق مین نہ فرمائی
تا اینکہ سجدہ مین آپ کی پشت مبارک پر اوجھڑی بچہ فی تازہ شتر کی نجاست
آلودہ رکھ دی اور آپ نے سر نہ اُٹھایا کہ اُوجھڑی رکھنے والون کی دلشکنی
منظور ہے یہان تک کہ قہر الٰہی جوش مین آیا اور کوہ ابوقبیس کو مثل ابر سیاہ کے
حضرت جبرئیل لیکر آئے کہ عالم تاریک ہوگیا دن کی رات ہوگئی حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے چاہا کہ یکبارگی پہاڑ کو اوپر سے چھوڑ دین کہ سب یکبارگی دفعۃً
ہلاک ہوجاوین مگر آپ نے عین اُس حالت مین منع کیا اور جبرئیل کو

بازرکھا اور دعاے ہدایت اسلام امت کے واسطے ایسی حالت مین فرمائی
نہ فنا ہوجانا کہ اللہ تعالی باظہار کمال رحمت امت مرحومہ پر منت رکھتا ہی
اور فرماتا ہی لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ
اَنْفُسِھِمْ ٥ للہ الحمد ست و منت کا ین ظہیر خستہ را ۂ خلق کرد از امت
تو یا شفیع المذنبین ۞ اور پھر اللہ تعالے نے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ
مِّنْ اَنْفُسِکُمْ فرمایا اسپر بھی زیادہ تاکید اور ترقی ملاحظہ ہو کہ بعد اسکے
فرماتا ہی عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ
الرَّحِیْمٌ ۞ معنی لفظ عَزِیْزٌ اور رَءُوْفٌ رَّحِیْم کے خود ظاہر ہین اسپر بھی ترقی فرماتا ہی
کہ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ کسقدر کلمہ مبالغہ کا ہی حرص کی شان یہ ہی کہ کبھی طبیعت
کو سیری نہو اب اسپر بھی زیادہ اور ترقی سنو کہ فرماتا ہی اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی
بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ یہان اپنی جان سے زیادہ تر عزیز ہونا انھین
معاملات سے ظاہر ہی کہ اپنی جان پر ایذائین اور تکلیفین اُٹھائین اور
امت کے حق مین باوجود طاقت اور قدرت کے کبھی کسیکا ضرر
نہ چاہا نہ دعاے بد فرمائی بلکہ دعاے ہدایت اور نجات کی فرمائی
اور آخر کو یہ شان رحمت وہان تک منتہی ہوئی کہ قیامت کے دن
سب کو اپنی اپنی جان کی پڑی ہوگی نفسی نفسی پکارینگے اور یہ رحمت
محض ایسے وقت سخت مین اپنی جان کی پروا نکریگا اور اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ

پکاریگا وہان مفہوم معنی اس آیہ کریمہ کے ظاہر ہوویںگے کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ اب ملاحظہ ہو کہ ایسے نبی رحمت مجسم کی شان اور شایان الکب تھا کہ مثل انبیاے سابق کے تنگ آکر اپنی ذات کیوا سطے امت کے حق مین دعاے بد کرتا اس کمال رافت اور رحمت کو دیکھا چاہیے کہ انسان کو رنج اور غصہ اور اذیت کے وقت مین رحم اور پیار باقی نہین رہتا ہے یہان تک کہ اپنی اولاد کو کوسنے بلکہ قتل کرنے پر مستعد ہوجاتا ہے خصوصاً جسکے ہاتھ سے اذیت پہونچے مین حالت اذیت مین اُسپر رحم کیسا گو اپنا فرزند ہو مگر کیفیت کہ شخص غیر اور دشمن جان سُبْحَانَ اللّٰہِ یہان منتہاے کمال رحمت ملاحظہ ہو کہ جب معرکۂ غزا مین کفار کی ضرب سنگ سے دندان مبارک پیشین آپکے شہید ہوے اور تمام لحیہ مبارک خون سے تر اور کس شدت کا درد اور کفار کا فرون کا وہی غلبہ اور سنگ اندازی اور حضرت جبرئیل اور میکائیل دیدۂ مردم سے نہان دونون بازوے مبارک تھامے ہوے کمال قہر و غضب مین منتظر ادنی اشارے کے کھڑے ہوے کہ مجرد اندک ایما کے تمام کفار کا وجود صفحۂ ہستی سے نیست کر دیوین اور حضرت امیر علیہ السلام ایک ہاتھ مین سپر اور دوسرے ہاتھ سے پانی چھوڑ کر ریش اور چہرۂ مبارک سے خون دھوتے تھے تا قطرۂ خون مبارک زمین پر نہ گرنے پاوے اور قیامت نہ آجاوے اور پھر کفار پر بھی حربہ کرکے دور کرتے ہین اور شیطان لعین

جدا پہاڑ پر کھڑا ہو کر شور مچاتا ہے کہ قُتِلَ مُحَمَّدٌ یہان تک کہ حضرت خاتون
جنت کو تاب ضبط نہ رہی بے اختیار روتی ہوئی نکل آئین جیسا کہ مدارج النبوت
مین بتوضیح تمام محقق علیہ الرحمہ لکھتے ہین اب ملاحظہ ہو کہ اُس حالت مین آپ
دعاے ہدایت فرماتے ہین اور کافرون کی طرف سے عذر و معذرت
کرتے ہین کہ یارب انکو چشم بصیرت عطا کر جو تیرے حبیب کو پہچانین اور
ایذا رسانی سے باز رہین تیرے حبیب کو پہچانتے نہین اس سبب سے کفار
معذور ہین ایسے نابینا کی ہدایت کرنا چاہیے نہ فنا کرنا اس کمال مرتبہ
رحمت کو ایسے وقت مین اور ایسی حالت مین دیکھنا چاہیے ؎
دوستان را کجا کنی محروم ۔ تو کہ با دشمنان نظر داری ۔ ایسی رحمت محض سے
دعاے بد کا کفار کے حق مین مثل انبیاے سابق کب امکان تھا آخر اسی
دعا کی تاثیر سے بعد فتح مکہ کے سب کفار خود بخود ایمان لائے جسکی اللہ تعالے
قبل وقوع بشارت دیتا ہی وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا
الخ اُن سب بندگان خدا کی جانین بھی بچین اور کثرت امت کی بھی ہوئی
اور نجات اخروی علاوہ ۔ پس خود تو منفعت باش اے دل این تکو یا آن نکو ؎
اور رعایت عالم اسباب اور پردۂ بشری بھی بدستور باقی رہا ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ
ایسے اوقات مین اگر بمقتضاے کمال رافت اور رحمت دعا کافرون کے حق مین فرماتے
تو اللہ خود اپنے حبیب کو اسی حالت مین زندہ مثل حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھا لیتا

اس صورت مین وہ فتور عظیم متصور تھا کہ بتشریح بیان ہو چکا ہے یعنی مردمان لا یعلم
مثل عیسیٰ علیہ السلام کے الوہیت کے قائل ہو جاتے یا معاذ اللہ ابن اللہ کہنے لگتے
پس ان صورتون مین ملاحظہ اور انصاف کیا جاوے کہ اس عنایت پردہ بشری اور
حیلۂ عالم اسباب مین کیا کیا خوبیان اور مصلحتین تھین فافہم وتدبر۔ اب یہان
ایک اور نکتہ اور فائدہ کی بات سمجھ لینا چاہیے کہ سب طاعات اور
عبادات اور خدمات اور ایمان اور تمام معاملات دینی و دنیوی کی تین صورتین
ہین یا خوف یا طمع یا محض محبت اور خلوص خصوصًا ایمان کے معنی گرویدہ ہونا یہ گرویدگی
اگر خوف دوزخ یا طمع بہشت سے خواہ امور دنیوی مین خوف ضرر یا طمع زر یا دفع
ضرر سے یہ گرویدگی بغرض اور حفظ ضرر کب معتبر ہو سکتی ہے جیسے بغرض بہشت
اور حفظ دوزخ کوئی عبادت کرے وہ محبت نہین بلکہ مزدوری ہے اور گرویدگی دل
کی دل سے رکھتی ہے اگر بغرض یا بخوف و طمع ہوئی اسکا اعتبار کیا کہ عارضی ہے پس
دل سے گرویدگی بدون محبت نہین ہوتی اور محبت دل کی شان یہ ہے کہ
دونون طرف سے جذب برابر لازم ہے یکطرفی نہین ہو سکتی کہ اللہ فرماتا ہے
یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّونَہٗ اس سے ثابت ہے کہ اولًا تقدیم محبت اسی طرف سے
ہے کہ ع عشق اول در دل معشوق پیدا میشود ٭ گر نسوزد شمع کی پروانہ شیدا میشود
اور شعر مشہور یون تخمیس کی گئی کہ ع اختیاری محبت اوینست ٭ تا کہ خود جذبہ از ان
سو نیست ٭ آدمی را مجال و قابو نیست ٭ این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے

بخشندہ ہے اسکی نظیرین اند کے بطرف حکایات اور معاملات اور روایات معشوقان
مجازی کے چشم دل سے اور امعان نظر سے تامل درکار ہو کہ آخرکار تقدیم جذب
عشاق مجازی سے معشوقان مجازی خود عاشق ہوکر عشاق پر فدا ہو گئے ہین جیسا کہ
مولانا جامی فرماتے ہین ع بصدق آنکس کہ زود در عاشقی گام ٭ بمعشوقی بر آمد آخرش نام
اب اس مقام سے سمجھنا چاہیے کہ جو لوگ طالبان خدا اور عاشقان مع لی بظاہر مشہور
ہین وہ درحقیقت مطلوبان اور معشوقان خدا ہین کہ تقدیم محبت اسی طرف سے
ہو کہ اہل مقامات کہہ گئے ہین ع اَنَا الْمَطْلُوْبُ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ ٭ منم مطلوب
اسی طالب کجائی ٭ منم نزدیک دور از من چرائی ٭ اب یہان معلوم کرنا چاہیے
کہ اسطرح کی گرویدگی قلبی خوف وطمع اور غرض وجبر سے نہین ہوسکتی ہو پس اگر شکل
انبیاے سابق یہان تخویف عذابات شدید ایمان جبری ہوتا وہ گرویدگی اور
محبت کب ہوتی جو دل کی کشش سے ہوتی ہو اور اگر کثرت مال وخزاین اپنے حبیب کو
دیتا تو ایمان بطمع زر متصور ہوتا وہ بھی غیر معتبر تھا جیسا کہ فی زماننا اگر دو روپیہ فی کس
ٹھہرجاوے ہزارہا آدمی کرشان ہوجاوین کہ بدون طمع فقط خوشامدانہ زردار فسون
ہوتے ہین پھر ایسے ایمان کا کیا اعتبار ہوتا سو واسطے اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو رحمت اور
رافت اور لینت اور محبت اور مہربانی عطا فرمائی اور فرمایا کہ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ
وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ
الخ یعنی اللہ اپنے حبیب سے فرماتا ہو کہ یہ کمال رحمت اللہ کی ہو جو تجھ ایسا رسول رحمت

مجسم نرم دل امت کو ملا اگر ہوتا تو سخت گو اور بدمزاج تو سب لوگ بھاگ جاتے
تیرے گرد سے اور کاہیکو ایسی محبت اور تہ دل سے ایمان لاتے پس تجھکو چاہیے
ای محمد کہ تو عفو اور استغفار کر امت کیواسطے اب مفہوم کلام الٰہی کو سمجھنا
چاہیے کہ کیا معاملہ ہے اس امت مرحومہ کے ساتھ
ایسا رحمت مجسم جسکی اصل جبلت اسقدر رحیم اور اللہ کیطرف سے اسقدر احکام ہوں کہ
واسطے لینت اور نرم دلی اور عفو اور استغفار امت کے حق میں ہوں پھر ایسی رحمت
محض سے ایسی امت مرحومہ کی نسبت واسطے اقرار اپنی نبوت کے کب استطاعت
عذابات مہلک کل اور مخرب عاقبت متصور تھے یہاں فقط خلق عظیم سے تمام خلق
عظیم رجوع اور گرویدہ ہو کر خود بخود بے کہے اور سمجھائے بکمال محبت اور خلوص ایمان
لائے باقی ماندہ جفات عرب عوام کالانعام جو رہگئے ان بہائم سیرتون نافہمون کی حفظ
جان کیواسطے تخویف شمشیر اسلام ناگزیر ہوئی کہ فقط دھمکی مشفقانہ محض واسطے ہدایت
اور تادیب تھی نہ عداوۃ افناے عالم **بیان سر حکمت و مصلحت الٰہی کہ در
مصالحہ حدیبیہ مایۂ استعجاب و حیرت و امتحان مومنان بود** و سبب
تھا کہ بعد مصالحہ مقام حدیبیہ کے جب آمد و شد اہل مکہ و مدینہ جاری ہوئی ہزارو
اہل مکہ جو موفق من اللہ تھے اور نیز اکثر اعمام و اقربائے آنحضرت تھے فقط آپ کی
محبت اور رافت اور رحمت اور لینت اور خلق عظیم دیکھکر بدون کہے از خود رجوع ہو کر بکمال
محبت دلی اور ارادت قلبی بطیب خاطر بلا اکراہ و اجبار بے طلب معجزہ ایمان لائے کہ انکی

جانین کبھی بچین اور ایمان بھی بدون جبر تہ دل سے کامل تر ہوا خوف ضرر اور طمع زر سے
نہ ٹھہرا کہ جبری یا طمعی متصور ہو جیسا کہ سورہ إِذَا جَاءَ مین مفہوم معنی يَدْخُلُونَ
فِي دِينِ اللهِ أَفْوَاجًا سے پیدا ہی اس خُلق عظیم اور ایمان محبت کے سامنے اس
ایمان جبری اور طمعی اور معجزہ نمائی کا کیا اعتبار ہی اسی مقام سے اللہ تعالی اپنے
حبیب کی صفت فرماتا ہی کہ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ظاہر ہو کہ اس ایک صفت
خلق عظیم مین سب صفات حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کہ جنکے بیان مین ہزارون کتب
اخلاق دفتر دفتر لبریز ہین جمع ہین اس سے بھی اور زیادہ واضح تر ملاحظہ ہو کہ
اللہ تعالی کمال ایمان سے فقط محبت اہلبیت اور خاندان نبوت کی مراد لیتا ہی کہ
فرماتا ہی قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ اب یہ نکتہ خوب معلوم ہو چکا
کہ جان ایمان اور عبادت کی محبت دلی ہی اور محبت دلی خوف و طمع سے نہین
متصور کہ محض بغرض ظاہری اور عارضی ہی جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا چہ جا کہ بجبر اور
اس محبت کی تقدیم اُسی طرف سے ہی جسکا بیان ہو چکا ہی اور اس محبت کو اللہ تعالے
نے منحصر کیا ہی اپنے حبیب کی پیروی اور تبعیت پر کہ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ پس یہ ابتداے جذب محبت من جانب اللہ ہی ہوتا ہی
جب ایمان اور پیروی اس محبوب الٰہی کی بخلوص قلب اور محبت ہو اور یہ خلوص قلب
اور محبت دلی بجبر و تحکم بار بار کر نہین ہوتی اگر ہوئی بھی تو معتبر نہین کہ آخر کو بار تداد
منتفی ہو جاتی ہی اور نفاق نہ ہوتی ہی اور حقیقت تکمیل اس محبت خاص کی نسبت

حاضرین اولین کے جانب غائبین آخرین کی غالب تر ہو اور عند اللہ بھی معتبر تر ہو
کہ ابتدائے کتاب مین صفت یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی فرماتا ہو کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ
فِیْهِ الخ درحقیقت یہی محبت عین ایمان ہو کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ شرح اسکی
دراز ہو کہ محض اسی شرح و بیان مین کتاب جداگانہ ظَهِیْرُ اللّٰہِ الّذِیْن اور سہرا کربلا لکھی گئی ہو
اب یہان سے سمجھنا چاہیے کہ ہزارون مہاجرین اور انصار قبل بعثت اور بعد بعثت
بدون طلب معجزہ بخلوص قلب اور جذب محبت ایمان لاکر تمام خانمان اور جان و مال
اور گھر بار سے نثار اور فدا ہو گئے اور غزوات مین ایک سے ایک جان دینے مین
سبقت ڈھونڈھتا تھا اور کچھ طمع زر اور خوف شمشیر نہ تھا یہان بار بار کر ایمان قبول
کروانا کہان ٹھہرا اسی مصلحت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو یتیم اور مسکین اور اُمّی
رکھا تا کسیکو گنجایش اس کہنے کی نہ ہے کہ قرآن آپ تصنیف کر لیا ہو یا طمع زر اور
تخویف شمشیر سے بجبر و بحکم و زبردستی ایمان قبول کرواتے ہین ورنہ ایسے ایمان والون کی
صفات اور مدائح بہ کچھ کہ دفتر و دفتر خود اللہ تعالیٰ کلام اللہ مین بیان فرماتا ہو
خود ظاہر اور باہر ہین اَلسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُقَرَّبُوْنَ الخ
پس یہ گرویدگی اور جذب محبت قلبی و فدویت اور جان نثاری و کثرت امت
بدون طمع زر و بدون تخویف او بدون طلب معجزات محض خلوص محبت اور جذب حسن
اخلاق امم انبیائے سابق مین باآنہمہ معجزات نمایان اور تخویف عذابات شدیدہ اور
دعا ہائے بد اور افنائے کلی کہان تھے جو فقط اس خلق محمدی مین حاصل ہوئی ہان بعد

بعد مصالحہ حدیبیہ اور ہجرت مکہ جب ہزارون اہل مکہ اور مدینہ خود بخود رجوع لاکر آہستہ
آہستہ بتدریج بخوشی اور خلوص اور محبت تمام ایمان لاکر جان و مال سے شریک ہو کر
بایۂ تقویت اسلام ہوئے چند عوام نافہم کالانعام جفات عرب جو مکہ مین باقی رہے
اور مرتبہ دولت اسلام باہمہ تفہیمات اُن جہلا کی سمجھ مین آنا دشوار تھا کہ شر فتر انکا
ابوجہل تھا انکی حفظ جان کیواسطے جو تخویفًا اور تہدیدًا حکم خروج بالسیف کا ہوا کہ
فَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوهُمْ یہ بار بار کر قبول کروانا نہ ٹھہرا بلکہ دھمکا کر
جان بچانا اور عذاب اخروی سے بچانا صریح تھا کہ آخر کو وہ ایمان بہ تخویف بھی بتائید
ایزدی ایسا قوی تر ہو گیا کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزارون آدمی اسلام
کی راہ مین فدا اور شہید ہو کر بایۂ تقویت و رونق اسلام کے ہوئے پس وہ بدون عقیدت
قلبی اور محبت دلی ایمان جبری مین یہ بات کہان بعضے اعراب مصداق اَلْاَعْرَابُ
اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا جو کسی طرح ایمان نہ لائے اور بمقابلہ جنگ مستعد ہوئے
اور برابر لڑے اُنھون نے بھی اکثر مسلمانون کو شہید کیا اور وہ بھی قتل ہوئے
بلکہ باوجود شہید کرنے مسلمانون کے بھی جو رجوع اور ایمان لائے بچ گئے کہ حکایت
ایمان لانے وحشی قاتل حضرت حمزہ علیہ السلام عم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خود
ظاہر اور معلوم ہے پس بمقابلہ اُن دعاہائے بد او رفتارے کل کے یہ خروج
بالسیف بہر نمط بایۂ حفظ بندگان خدا محض رحمت عام تھا اور جب کفار بھی برابر لڑتے
اور مارتے تھے زبردستی بار بار کر قبول کرانا کہان ٹھہرتا [illegible]

ہر قول اور فعل اور ہر حرکت اور سکون اس معجز ہم کا معجزہ تھا مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی
اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی بشہادت اس نص قطعی کے ہر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
قول خدا ہونا ثابت ہے اور فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بمصداق مَا رَمَیْتَ
اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی عین فعل خدا ثابت پھر اس سے زیادہ مومنین اہل بصیرت
کے نزدیک معجزہ کیا قوی تر اور منصوص ہوگا اور نابینایان اہل بصارت ظاہرین کے
دیکھنے کے واسطے تمام جسم مبارک از سر تا پا صریح معجزہ مجسم تھا کہ سایہ نہ تھا اسکے
سوا جو بعض ظاہر بینان ناشناس نے جس جس طرح کے معجزات طلب کیے سب
بحکم کُنْ فَیَکُوْنُ دیکھ لیے اور پھر بھی انکار سے باز نہ آئے حتیٰ کہ خود انکے
انبیاے سابق نے بتصدیق واقعی بشارت دی وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ
اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا
ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ جب اپنے انبیا کا کہنا نہ مانا اور معجزات باہرات کو دیکھکر
سحر مبین کہا پھر ایسے مقام پر سواے اجراے حکم فَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ کے کیا
چارہ تھا یہ بھی اگر بدیدۂ انصاف ملاحظہ کیا جاوے منتہاے رافت اور رحمت
محض واسطے حفظ جان و نجات آخرت کے تھی کہ وہ علاوہ بربادیٔ فناے کُل اور خسران قیامت
کی تھی یہ ایمان بجبر نہ تھا بلکہ حفظ و نجات بجبر تھی اس مقام میں بیک معنی اگر تامل کیا جاوے تو
سب بندگان خدا امت محمدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم پر چلتے ہیں اور عمل کرتے ہیں

یعنے حسب بشارت اور حکم حضرت مسیح علیہ السلام کے تصدیق دین محمدی کر کے بشوق تمام ایمان لائے ہین اور اسی راہ صراط المستقیم پر موافق بشارت مسیحائی کے چلے جاتے ہین اور جو لوگ کہ اس بشارت عیسوی کے باوجود ملاحظہ کرنے اپنے کتب آسمانی کے باہمہ معجزات بینات منکر ہین اور تکذیب و تاویل کرتے ہین ملاحظہ کیا جاوے کہ اس صورت مین تابع حکم عیسیٰ کون اور منکر اور منحرف اور مکذب حکم عیسیٰ علیہ السلام کا کون ہے فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ وَتَأَمَّلْ چونکہ ظہور معجزات واسطے تصدیق اور اثبات نبوت کے واسطے اسکا ت ظاہر بیان کے ضرور چاہیے جس حالت مین اسکا اثبات اور تصدیق ایسے نص قطعی اور شہادت عیسوی اور معجزات بینات بلکہ ہر قول و فعل سے ظاہر و باہر ہے اسکے سوائے جو صدہا معجزات حسب خواست منکرین ہر وقت ظاہر ہوے اُنکے بیان مین کتب مبسوطہ و دفتر پر ہین کہ محتاج بیان نہین بعض منکرین نے جو از راہ طعن کہا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مُردے کو زندہ کر دیتے تھے یہ معجزہ اس آخر الزمان مین کہان ہے اسکے جواب مین آپ نے فرمایا کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ اسکا امتحان ایک ادنیٰ ترین فقراے امت سے ہو چکا ہے کہ شمس تبریز کے قُمْ بِاِذْنِی کہنے سے قبر شق ہو گئی اور مردہ زندہ ہو کر قبر سے نکل آیا آخر کار یہان بھی حکم شریعت محمدی غالب آیا اور بابیلے شمس تبریز کی پوست کھینچ گیا کہ حکایت اسکی ور انزا و متعارف ہے اس مضمون کو کسی شاعر نے یون نظم کیا ہے قُم باذن اللہ تھا اعجاز عیسیٰ لا کلام

قُمْ بِاِذْنِی بولتے ہین اس گھرانے کے غلام ؛ چون بیان معجزات دون مرتبہ اس جناب کا ہو کہ ادنی اونی اولیاے اس امت کے خوارق عادات متعارفہ معجزات انبیاے اسرائیل سے کم نہین لاجرم یہان مرتبۂ قرب و نسبت الٰہی کو دیکھنا چاہیے کہ اس نور ذاتی کو نور حقیقی سے کیا نسبت اور تقرب اور کیا معاملہ تھا جسکو خود وہ نور حقیقی صاف وصریح فرماتا ہو کہ لَوْلَمْ تَمْسَسْهُ نَارًا نُورًا عَلٰی نُورٍ زلم تمسسہ نارا شد جدا نورش عیان شد معنی نورا علی نور ؛

بیان مرتبۂ تقرب وکمال قرب نور نبوت با نور حقیقی

پہلے اس نکتے کو بخوبی سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کسی نے مدار المہام وزیر اعظم مقرب خاص بادشاہ کی تعریف اور صفات مین جاہ وحشم اور دولت وحشمت ظاہری اور جلوس سواری اور کثرت مال خزائن اور فیلخانہ اور شترخانہ اور اصطبل اور عمارات ظاہری کی یا صفات اور کثرت اور رفعت اور وسعت مکان کی بیان کی یہ ادنیٰ دون مرتبہ شان وزارت و تقرب کا ہو ادنی مہاجن اور تجار کا جاہ وحشم اور کثرت مال و دولت ظاہری زیادہ تر وزیر سے ہو سکتا ہو یہ درحقیقت صفات فیلخانہ اور سلاح خانہ اور عمارات کے ہوئے نہ صفات شان وزارت کے فہم یہان مرتبہ قرب اور نسبت خاص کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ اس وزیر اعظم کو بادشاہ کے حضور مین کس طرح کا تقرب اور کیا معاملہ اور راز و نیاز ہو پس اسکا حال کسکو معلوم اور کون لکھ سکتا ہو کہ کروبیان مقرب خاص کے بیان پر جلتے ہین لِی مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ الخ اشارہ

اسی مقام سے ہے سہ میانِ عاشق و معشوق رمزیست ؛ کراماً کاتبین را ہم
خبر نیست ؛ اَبِیتُ عِنْدَ رَبِّی هُوَ یُطْعِمُنِی وَیَسْقِیْنِی اسی مقام سے کنایہ ہے
جب اللہ خود اس راز و نیاز کی خبر بھی دیتا ہے اور کتمان بھی کرتا ہے فَاَوْحیٰ
اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ اس صورت مین ایسی صحبت اور راز و نیاز کی کسکو خبر ہو سکتی ہے
ع آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد مگر اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا پس جو کچھ کہ احکام شریعت اور
اسرار حقیقت بعد صحبت معراج کے ظاہر ہوے خود ظاہر و متعارف ہین اور پیشتر
بقدر مناسب مقام بیان ہو چکا ہے اس سے کچھ قرب منزلت اور جاہ نبوت خاص
معلوم ہوا کہ ہر نبی کے واسطے احکام شریعت اور کتب او رصحائف علی قدر حال
نازل ہوے ہین یہان تک کہ حضرت موسی اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے واسطے
لکھے لکھائے صحائف دربجہ یہ نازل ہوے تھے کہ صُحُفِ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسیٰ اشارہ
اسی مقام سے ہے آرے بیا بشنو اب اس قرب منزلت محمدی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ کا اسکے مقابلے مین فقط ایک نکتہ ملاحظہ ہو کہ موسی علیہ السلام کو
بان قرب او ر ہمکلامی تمنا یک دید اسکی تھی کہ قَالَ رَبِّ اَرِنِی اَنْظُرْ اِلَیْكَ الخ اسکے جواب مین
لَنْ تَرَانِی سنا جب بہت اصرار کیا تب سنا وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ یعنی دیکھو طرف
پہاڑ کے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسیٰ صَعِقًا پس جس وقت تجلی
فرمائی رب اسکے نے طرف پہاڑ کے کر دیا اس پہاڑ کو مانند سیاہ مثل انگشت سوختہ کے
اور گرا موسی صاعقہ دیکھکر فقط تصریح اس معاملہ کی تفاسیر میں ہین اور متعارف ہے

اور ہر طرح لوگون سے نظم و نثر مین بیان کیا ہو چنانچہ اس شعر کے معنی جب نعت
احمدی کے مقام پر لاتے ہین کچھ ہو جاتے ہین مگر یہ بدون نص قطعی مبالغہ شاعرانہ سے
خالی نہین پائے جاتے ہین وہ شعر مشہور یہ ہی کہ ــ تو باین جمال و خوبی بطور
گر خرامی ٭ ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی ٭ اسی طرح بعض اہل دل نے
مقام شہود مین بیخود ہوکر شرع کو بھی بالائے طاق رکھدیا ہی اور موسی
علیہ السلام سے بھی آگے بڑھکر رویت کے زندگی مین قائل ہو گئے ہین اور یون
کہہ گئے ہین کہ ــ ارنی بگوید آنکس کہ ترا ندیدہ باشد ٭ تو کہ بامنی ہمیشہ دگر این چہ
لن ترانی ست ٭ یا من ہوتا تو اَللّٰہُ مَعَکُمْ اور نَحْنُ اَقْرَبُ سے ثابت ہی
مگر دیدار بچشم بصارت البتہ زندگی دنیا مین مخالف شرع ہی کہ نص قطعی اسکے
معارض ہی وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ
اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ اس صورت مین
دونون شعر کے معنی مین بظاہر تردد پایا جاتا ہی گو بجائے خود درست ہی اور
شعر ثانی بظاہر خلاف نص معلوم ہوتا ہی اس مقام مین چاہیے کہ از روے
نص قرآنی مستند ہو کہ مبالغہ شاعرانہ نہ پایا جاوے یہان بیان جامع کیا کم ہو
اور کون بیان کر سکتا ہی کہ طرز مبالغہ شاعرانہ کو گنجایش ہو چونکہ ایسے مضامین
ادا بھی نہین ہو سکتے کہ فکر و غور شاعرانہ سے ادا ہو سکین مگر یہ کہ اسی طرف سے
مدد غیبی ہو چنانچہ من ایدہ نص قرآنی سے مدد پہونچی کہ یہی مضمون خامہ کاتب سے

اس طرح منصوص اور مستند ادا ہو گیا بشنو بشنو سے ارنی ترا چہ حاجت کہ تو خود حبیب جانی
خود الم تر بگو ید کہ بگفت لن ترانی ؛ اسکو سمجھنا چاہیے کہ کس مقام کا مضمون ہی
حضرت موسی نے باآن قرب اور ہمکلامی ارنی کے جواب مین لن ترانی سُنا
جیسا کہ مذکور ہو چکا اور یہان کمال مرتبہ محبوبیت کو دیکھا چاہیے کہ خود
فرماتا ہی اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ یعنی نہین دیکھتا ہی تو اے مُحَمَّدْ طرف رب
اپنے کے ؏ بہ بین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا ؛ اسی مقام سے ہی کہ بجاے خود
لکھا گیا کہ بعد اسکے واضح تر مذکور ہوتا ہی سے ارنی گفت چون کلیم اللہ ؛ لن ترانی
شنید خود آنگاہ ؛ رتبۂ احمدی ببین اینجا ؛ کہ خدا خود الم تر گفتا ؛ گرچہ لفظ الم تر
عام ست ؛ ور الی ربک چہ ابہام ست ؛ پس جسکا معاملہ اور رازونیاز یہ ہو اور نسبت
قرب منزلت ذات باری سے صریح ظاہر و ثابت ہو کہ خود نور حقیقی اپنے نور ذاتی سے
یہ تمثیل نور چراغ واسطے افہام ہم کم فہمون کے تشبیہ کا بتصریح تمام اپنے کلام قدیم مین
فرماتا ہو اُسکی ثنا اور مرتبہ تقرب اور رفعت نوع بشر سے کس طرح ادا ہو سکتی ہی
جو کچھ کہ انسان کی زبان سے ادا ہو وہ ان مرتبہ اُسکی ثنا کا ہوگا کہ قطرہ
محیط دریا نہین ہو سکتا فقط یہان تک وجہین اور مصلحتین اور
خوبیان اخفاے اس نور ذاتی کی پردۂ بشری اور حیلہ ہاے عالم
مین بقدر مناسب مقام بیان کی گئین اب اسکے سوا اگر کسیکو تاب
سماعت ہو بسم اللہ اندکے کیفیت ظہور اس نور خدا کی بھی بقدر مساعدت فرصت

بیانی آیات قرآنی سے بیان کی جلے سے اہنیت کہ دل بردہ و جان او بستہ اد
مبسم بلہ اگر آب نظر ہست کسے اد بشنو بشنو ے ای نور خدا در نظر از روے تو مار
بگذار کہ در روے تو بنیم خدا را ۔ قند مکرر سے ای خامہ ادب کن کہ مقام ادبست این
وقت رقم حال رسول عربست این ۔ اینجا چو ز سر پا نکنی بس عجب ست این ۔
گر مرتبہ خود شناسی غضبست این ۔ سر کن سخن مختصر از حال محمد ۔ صلیت علیہ
علے آل محمد ۔ وہ روز قیامت کا کہ بمصداق کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ
پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا سب آسمان شق ہو جاوینگے کہ اِذَا السَّمَآءُ
انْشَقَّتْ اسکا بیان ہے اور سب تارے جھڑ پڑینگے کہ وَ اِذَا النُّجُوْمُ
انْكَدَرَتْ اسکی شان ہے اور سب آسمان اس طرح سے لپیٹ لیے جاوینگے جیسے
مکتوب کاغذ کے كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ اسکی خبر ہے اور زمین تہ و بالا ہوگی
مثل تلاطم امواج کے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا اسکا اثر ہے جسکی ہیبت سے
سب زنان حاملہ کے حمل اسقاط ہو جائینگے اور مائین اپنے لڑکون کو دودھ
پلانا موقوف کرکے زمین پر پٹک دینگی اور سب آدمی اس طرح سے بیہوش و حواس
ایک دوسرے پر گر پڑینگے جیسے کوئی نشا پیے ہوتا ہے جسکی کیفیت اللہ تعالیٰ
یون بیان فرماتا ہے اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۔ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ
كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ
سُكَارٰى وَ مَا هُمْ بِسُكَارٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۔

اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر اڑتے پھرینگے جیسے روئی کے گالے دُھنکنے مین
وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ اسکا بیان ہے اور شان قہاری اور کبریائی
بعظمت جبروت تمام جوش مین ہوگی اور فرشتے صف بصف ہر طرف استادہ ہونگے
دوزخ بجوش و خروش تمام هَلْ مِنْ مَزِيدٍ کہتی ہوئی حاضر کی جاویگی اور
قریب تر ہوگا کہ دوزخ جوش غیظ و غضب سے شق ہوجائے تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ
سب خلائق اولین و آخرین از آدم تا آندم جن و انس طیور و وحوش حاضر ہونگے
اسوقت سب پردہ ہاے غفلت اُٹھ جاوینگے اور آدمی کمال حسرت سے کہینگے کہ کاش
پھر دنیا مین پیدا ہوکر تدارک اور تلافی گناہون کی کرتے اور عبادت الٰہی مین مشغول
رہتے مگر اسوقت حسرت اور تذکر سے کیا ہوتا ہے کہ اللہ فرماتا ہے كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ
دَكًّا دَكًّا وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ
الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ
عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ لہذا ایسے وقت مین خیال کیا جاوے کہ مخلوقات
مضطر و پریشان ترسان اور لرزان خصوصا بنی آدم پہلے حضرت ابو البشر علیہ السلام کے پاس
پھر اور سب انبیا کے پاس بترتیب جا کر اپنی شفاعت کیواسطے درخواست کرینگے اُن سبکو بھی زیادہ مضطر
اور پریشان بحال خود مبتلا اور نفسی نفسی گویان پاوینگے کہ سب نزدیکان ابیشترا حیرانی و پریشانی
دوست آشنا و دور کو کتے ہوئے بھاگینگے کہ اللہ فرماتا ہے يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ
وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ جسکا دوستی کا گمان تھا وہ دشمن جان ہو جاویگا یہانتک کہ عاشق اپنے معشوق

دشمن جان ہو جاویگا یہانتک کہ عاشق اپنے معشوقون مجازی سے بھاگینگے اور
دشمن یکدگر ہو جاوینگے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یہانتک کہ آپسمین کہینگے یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا
ہے واویلا کاش فلانے سے خُلّت نکرتے یعنے عاشق نہوتے جسکا بیان پیشتر لوینہ
بالاجمال ہو چکا ہی کہ نظم وقتیکہ بیاب نیزہ بود مہر درخشان ٭ وقتیکہ اولوالعزم بود
مضطر و حیران ٭ وقتیکہ رسولان ہمہ نفسی شدہ گویان ٭ وقتیکہ شود زیر و زبر
عالم امکان ٭ وقتیکہ پدر شد ز پسر نیز گریزان ٭ وقتیکہ ز نہان متنفر بود انسان ٭
آنوقت کجا تاب سخن نوع بشر را ٭ جز آنکہ وہ بدرد دق لخت جگر را ٭ اب ایسے ورز
اور ایسے وقت مین اُس نور ذاتی کا جو اس طرح سے پردۂ بشری مین چھپا تھا اُر
مدة العمر فقر او مسکینت اور حیلہ ہاے عالم اسباب مین مستتر رہا تھا بشان رحمت
اور رافت اور کمال الفت اور محبت اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ گویان جلوۂ ظہور ہوگا کہ مفہوم معنے
اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ صاحب لونہی سی کہے ہین کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ؎ دانی
کہ در بیان اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ ٭ معنی چہ گفتہ اند بزرگان پارسا ٭ یعنی جمال خواجہ سرازہ
خاک بر کشد ٭ خورشید حشر را نبود پیش او ضیا ٭ جب اس طرح حشر برپا اور عالم تہ و بالا
اور خورشید محشر گرم آتش فشانیا ہوگا اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام
مع براق موعودہ لیلة الاسری با جلوس احتشام ملائک مدینہ منورہ زاد اللہ شرفا
مین بالاے تربت مقدس مزار اولیے کریم حاضر ہوکر تکلیف رونق افروزی کی

بعرصۂ محشر دیکھینگے جب وہ جمال جہان آرا مخزن رحمت و رفعت نور مجسم عرصۂ محشر مین جلوہ افروز ہوگا اسوقت آفتاب محشر باہمہ گرما گرمی اس فروغ نورًا علی نور کے سامنے درہم پیچیدہ ہوکر پردہ حجاب مین آجائیگا اور مفہوم معنی اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ کا ہویدا ہوگا حقیقت ظہور اس نور مستترہ پردہ بشری کا ہوگا اور مرتبہ قرب و منزلت اور عزوجاہ اس وزیر اعظم کا بہ پیشگاہ کبریاے شہنشاہ علی الاطلاق ظاہر ہوگا کہ انبیاے اولوا العزم کو غبطہ ہوگا کہ کاش ہم اسکی امت مرحومہ مین ہوتے جیسا کہ پیشتر مذکور ہوچکا ہے ؎ کاش میبودند شان در امت مرحومہ اش ٭ این تمنا بود ہر یکے از اولو العزم رسلین ٭ بالیقین بر امت دیگر حرام آمد بہشت ٭ تا نگردد امت او داخل خلد برین ٭ اب بیان معنی لفظ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ کو بخوبی ذہن نشین کرنا چاہیے کہ نکتہ بہت باریک ہے یعنے کُوِّرَتْ کے معنی درہم پیچیدن جسکی ہندی لپیٹ رکھنا اور ترجمہ اردو مین تہ کرنا آفتاب کا لکھا ہے پس نکتہ باریک یہان یہ ہے کہ آفتاب قیامت کی شدت حرارت منصوص اور ضرب المثل ہے کہ سوا نیزے پر ہوگا وہان لپیٹ رکھنا اور تہ کرنا آفتاب کا کیسا کہ وقت گرم بازاری آفتاب کا وہی ہے پس اسکے معنی سواے اسکے نہین ہوسکتے ہین کہ آفتاب کی حرارت ناری گرما گرم جیسا نسخہ نمونہ دوزخ اور یہان اس نور نبوت کی روشنی کی صفت لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ پھر نار کا وجود نور کے سامنے کہان باقی رہتا ہے اس سے اطفاے حرارت اور لپیٹ رکھنا اور سرد اور بے ضیا ہوجانا آفتاب کا

ثابت اور منصوص ہی فافہم وتدبر اب ملاحظہ ہو کہ اسی نور علی نور آتش کش کی
امت مرحومہ کے سامنے آتش دوزخ کا کیا وجود باقی رہتا ہی کہ نور ایمان سے
کوسون بھاگے گی اور سرد ہو جاویگی اور جس گروہ اور قوم مین اس رحمت عالم کا
قدم درمیان ہوگا وہان عذاب کا کیا ذکر کہ منصوص ہی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ
وَاَنْتَ فِيْهِمْ اسوقت مین یہ رحمت مجسم دوزخ کے دروازے پر بار بار بیتابانہ
جا جا کر ہر ایک بندے امت گنہگار کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اور پچار پچار کر ہزار
مناجات خاص شفاعت کروا کروا بہشت مین پہونچاویگا اور جب تک سب
گنہگاران امت کو تمام بخشوا کر بہشت مین نہ پہونچا دیگا اور سب انبیا کی امت پر
بہشت کا جانا حرام ہوگا ما را ز گنہ سیہ زمین روسیہ کردہ ہست ہ او را ز کرم دست
شفاعت ہمہ بر خویش بر انداختن شفاعت ہ او ہست من گفتہ بخواند بخشیان قدرت
بر کمال غلبہ جوش رحمت الٰہی کو دیکھا چاہیے کہ اگر گنہ ان شفیع امت کے ایسے
ہی ہوں کہ اگر اس رحمت محض پر ظاہر ہو جاوین شفاعت مین حجاب ہو اور اس گنہگار کو
زیادہ تر روسیہی سے حجاب اور ندامت ہو کہ پردہ فاش ہو گیا اسکی پردہ داری
اور مغفرت اس ستار مطلق نے اپنی ذات خاص سے متعلق کی اور شفاعت پر
موقوف نہ رکھی تاکہ اس رحمت محض کو حجاب اور اس مجرم کی پردہ دری نہو تو شیوں کہ
مضمون کی اس حدیث سے ثابت ہی اَلطَّالِحُوْنَ لِلّٰهِ وَالصَّالِحُوْنَ لِیْ اور یہی
پردہ داری اور ستاری کی رعایت ملاحظہ ہو کہ قیامت کے روز ہر شخص کو بقید ولدیت

نام مادر سے پکارینگے اور ہر ناخواندہ کو استعداد ادراک مضمون و قرارت نامۂ اعمال کی دینگے تا کہ آپ اپنے نامۂ اعمال کو پڑھکر اپنے دل مین سمجھ جائے اور کسی پر گنہگاری و فسق نہ کھلے اور اہل عرصات کے سامنے فضیحت نہو اور اُس رحمت مغفرت کو اپنی امت کے گناہ سے حجاب نہو جیسا کہ اللہ فرماتا ہے اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا یعنی پڑھو اپنے نامۂ اعمال کو کفایت کرتا ہے نفس آج کے روز محاسبہ کرنے والا فقط اب ملاحظہ ہو کہ گنہگار فاسق روسیاہ بیحیا کی پاسداری اور مزاجداری اور پردہ داری اور مروت کی کیا وجہ ہے کہ خود فرماتا ہے وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ترجمہ حاصل معنی او رنہ آوے تمکو انپر ترس اور رحم بیچ جاری کرنے حد شرع کے اگر ہو تم ایمان لانے والے ساتھ اللہ کے اور روز آخرت کے اور چاہیے کہ دکھایا جاوے حد مارنا انکا گروہ مومنین کو انتہی فقط پس جس حال مین واسطے تنبیہ اور تعزیر اور تشہیر ایک گناہ کے یہ حکم منصوص ہو اس قسم کے ہزارون گناہان عظیم کا ایسے روز تعزیر عام مین کہ یوم تبلی السرائر اسکی شان ہے اسطرح پردہ اور عفو کرنا سوائے رو داری اور مزاجداری اسی حبیب رحمت محض کے اور کونسی وجہ ہے پس ملاحظہ کیا جاوے کہ کیا قرب منزلت اور عزوجاہ اور عظم مراتب اور پاسداری ہے تا گناہان شنیعہ امت مانع حجاب اُس محبوب الٰہی کی نہووین اسی مقام سے یہ مضمون مناجات کا ملاحظہ کرنا چاہیے

سے اگر عذاب کنی لایقم وسلے دریاب ؎ کہ دشمن تو شود خوش حبیب تو بیزار ؎
بعفو جرم حبیب تو خوش عدو خاسر ؎ زہے درو آنچہ پسند آیدت توئی مختار ؎ سے بیا بکام
شود دوست دشمنت ناکام ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ؎ یہ جگہ اور
منزلت اور وہ بجوئی اسکی بدل منظور الٰہی ہے اور ظاہر ہے اُسکے مقام کا نام محمود ہے کہ
عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ؎ عِنْدَ اَبِی اَبِیْتُ خود فرمود ؎ خود محمد مقام ہم
محمود ؎ اور قرب منزلت مقام جلوس خاص کی یہ صفت فرماتا ہے کہ فِیْ مَقْعَدِ
صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ ؎ اب اس مقام میں اس نور ذاتی اور شان محمدی
کی عظمت اور جلالت قدر اور قرب جاہ دیکھنا چاہیے کہ سے انبیا را غبطہ ہنگام
شفاعت در حشر ؎ شافع امت نگر ہے شافع للمرسلین ؎ توبہ آدم ز استشفاع نورش
شد قبول ؎ شد نجات نوح از طوفان ز نامش بالیقین ؎ ظاہر ہے کہ جب حاکم جلیل القدر
حلیم الطبع مدتہاے دراز تک ہزاروں لاکھوں معاصی و فسق و فجور اور مظالم اور کبائر
اور شنائع طرح طرح کے دیکھا کرے طرح دیتا ہے اور باہمہ قدرت و طاقت چشم پوشی اور درگذر
اور حلم کرتا ہے اور پھر بھی مجرم بیباک گناہوں سے باز نہیں آتا ہے اس حاکم حلیم کو
جب آخر کو غیظ و غضب آتا ہے تو کیا حال ہوتا ہے نعوذ باللہ من غضب الحلیم
پس جب اُس شہنشاہ علی الاطلاق قادر مطلق حلیم کو بعد اسقدر حلم و اغماض
مدت دراز کے غیظ و غضب آیا اُسیکا نام قیامت ہے اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ
سے آنوقت کجا تاب سخن نوع بشر را ؎ جز آنکہ دہد در رہ حق لخت جگرہا ؎

حدیث صحاح ستہ سے ہے کہ سَو درجے اللہ کی رحمت کے ہیں کہ ایک درجہ اُسمین سے
سب مخلوقات ناطق مطلق اور سب ذوی الارواح کو عطا ہوا کہ اُسکی تاثیر سے
سب اپنے اپنے بچوں کی کس طرح پرورش کرتے ہیں اور کمال عشق و محبت سے ایک دوسرے
پر فدا ہوجاتا ہے کہ سب حکایات اور معاملات عشاق حقیقی اور مجازی نمونہ اُسی تاثیر کا ہے اور
قیامت کے دن بروز جذبۂ محبت کُلّی کہ ننانوے ۹۹ درجے زیادہ ہے بحکم اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَے
الْجِنْسِ یہ سب رحمت اور محبت تمام ذوی الارواح سے سلب ہوکر اس رحمت کُلّی سے
شامل ہوکر پورے سَو درجے کامل ہوجاوینگے یہاں سب ذوی الارواح مین ایک
دوسرے کا جو دوست جانی تھا دشمن جانی ہوجائیگا جیسا کہ ازروے آیات قرآنی
اوپر مذکور اور موضوع ہے پھر اُسوقت روز محشر مین جب اُس حلیم و صبور و قادر مطلق کو
اسقدر مدت دراز کے بعد باہمہ طاقت اور قدرت حلم اور صبر کرتے کرتے یکبارگی
غیظ و غضب آویگا اور شان قہاری باہزاران جلالت اور جبروت جوش مین آئیگی
کہ سه بتہدید گر برکشد تیغ حکم ٭ بمانند کرّوبیان صمّ و بکم ٭ اور صاحب بناے اس کمال
غضب کی معرکہ کربلا ہوگا کہ شرح اسکی رسالہ اسرار کربلا مین واضح تر بیان
کی گئی ہے کیونکہ اس سے زیادہ تر ظلم و شقاوت عظیم تر کمتر روے زمین پر نشان
دیتے ہیں سه تا چرخ سفلہ بود خطائے چنین نکرد ٭ بہیچ آفریدہ جفائے چنین نکرد ٭
اُسوقت مین وہ نور ذاتی رحمت محض اُن سَو درجے تمام و کمال رحمت سے مجسم ہوکر
جلوۂ ظہور پکڑ کے اپنا کام فرمائیگا جیسا کہ دل جانتا ہے کہ کام زبان کا نہیں ہے جو بیان

کر سکے مَنْ فَهِمَ فَهِمَ اس مقام مین جلوۂ ظہور شان محمدی کو دیکھنا اور سمجھنا چاہیے
کہ کیا مرتبہ اور کیا مقام اور کیا عزو جاہ اور قرب منزلت ہی پس اس نور ذاتی سکے
ظہور کا دن یہ ہی کہ اس عالم غفلت ناسوت مین پردۂ بشری اور ہزارون حجاب عالم
اسباب مین چھپا ہوا تھا۔ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را۔ اور مصلحتین اس اخفا
اور استتار کی پیشتر بجائے خود بیان ہو چکی ہین آخر وہ نور حقیقی بھی باہمہ ظہور نمایان
دیدۂ بصارت سے تا حیات عالم ناسوت بہ بعض مصالح مستتر ہی کہ تصریح اسکی در آن
ہر کتاب ودیعۃ الحق اور ظہیر الدارین مین واضح تر خامۂ کاتب سے بر آمد ہو گیا ہے
فَلْيَنْظُرْ فِيهِمَا آمدم بر اصل سخن الفاظ اس حدیث شریف مذکورہ بالا کے
یہ ہین اِنَّ لِلّٰہِ مِائَۃَ رَحْمَۃٍ فَمِنْهَا رَحْمَۃٌ يَتَرَاحَمُ بِهَا الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ وَتِسْعٌ
وَتِسْعُوْنَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ اب یہان سے اور کمال فائدہ کی بات
جو ایسے روز بکار آمد ہو سمجھنا چاہیے کہ اسی زندگی دنیا مین اسکا
وقت ہی یہان بونا وہان ثمرہ پانا یعنے سب دعا اور مناجات اور عبادات
اور استغفار اور خیرات اور حسنات اور اعمال صالح کا کام اور استحقاق اجر جمیع
حسنات کا اسی زندگی دنیا تک ہی اسیواسطے اسکا نام مزرعۂ عاقبت ہی یہی زندگی
دنیا بقدر بقا و حیات ہر کس سکے تخم حیات بونے کی فصل ہی جب فصل نکل جاتی رہی
پھر وقت درو کرنے کے سوائے حسرت سکے کیا ہی کر سب اموات زندون سے
ایک فاتحہ کے محتاج ہین خصوصاً روز قیامت مین محتاج تر کہ کوئی فاتحہ پڑھنے والا

بھی زندہ نرہیگا اُسوقت سواے حسرت اور افسوس کے کیا ہو سکیگا اسیواسطے
یوم التغابن اُسکا نام ہے؎ بجز تغابن و حسرت دگر چہ خواہد بود؛ دران
زمان کہ ز حسرت نمیکشاید کار؛ چنانچہ اللہ تعالی اُس روز کی شان بیان فرماتا ہے
جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے یَوْمَئِذٍ یَّتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰی لَہُ الذِّکْرٰی
یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ الخ یعنی اُسوقت انسان متنبہ ہو کر پند پذیر
ہوگا پھر کہان ہے وہ اسلئے اُسکے پند پذیری اور کمال حسرت اور تاسف سے
کہیگا کہ کاش پھر مین دنیا مین زندہ ہوتا تا استغفار اور عبادات اور تلافی مافات
کرتا جو آج کے روز کام آتا افسوس اُس زندگی دنیا کی کہ فصل بونے کی تخم کچھ قدر
نہ جانی اور تمام عمر غفلت مین گذرانی اب فصل بونے کی نرہی اور درو کا وقت
آیا کیا کر سکتے ہین پھر اسوقت اس حسرت سے کیا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَہٗ اَحَدٌ الخ یعنے ایسے وقت مین نہ عذاب کریگا مثل
عذاب خدا کے کوئی الخ اب اسکو سمجھنا چاہیے کہ جب اسوقت کا حال ہے اور بے اختیاری
بندہ کی مرتے ہوے ہو جاتی ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا پھر اب سواے اسکے کیا چارہ ہے
کہ جو کچھ ہو سکے اسی زندگی دنیا مین کر لینا چاہیے کہ ظاہر ہے اور سب جانتے ہین
اور بعد توفیقات الٰہی حسنات اور عبادات بھی تا امکان کرتے ہین مگر مناجات ایسے
وقت خاص کیواسطے بھی کچھ چاہیے کہ اسکا مضمون ایسے وقت کے مناسب ہو کیونکہ
اُسوقت خاص مین کچھ ساعت نہوگی کہ مشت بعد از جنگ ہے نہ مجال سخن نہ ہوش

وجواس مناجات کے کوع اولوالعزم را دل بلرزد و زہول تری الناس سکارا ہی خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر سوائے اسکے کیا چارہ ہے کہ مناجات ہر وقت کی بھی تقدماً للحفظ بقدر امکان اسی زندگی دنیا میں ادا ہو کہ وقت سماعت کا اور فصل کشتکاری کی یہی ہے جب بعد انقضاے میعاد زندگی مقدمہ خارج از سماعت ہو گیا پھر کیا ہو سکتا ہے مَا فَاتَ مَضٰی وَمَا سَیَأتِیْکَ فَاَیْنَ ٭ قُمْ فَاغْتَنِمِ الْفُرْصَۃَ بَیْنَ الْعَدَمَیْنِ ٭ لہذا کاتب الحروف پر جب یہ وقت اور حال غالب ہوا وہ مناجات حالیہ جو خاص ایسے وقت کے مناسب اور بکار آمد اور مفید ہو بے اختیار دل سے سرزد ہوئی کہ انچہ از دل خیزد بر دل ریزد اینک بواسطہ ناطقہ خامہ تحریر سے ظاہر ہوتی ہے اسکے مضامین لفظ و معانی پر جو ملاحظہ کر کے پڑھے یا سنے امید خدا سے ہے کہ خالی اثر سے نہ پاوے جب یہاں دل پر اثر کیا وہاں یقینی ثمرہ اجابت کا مسلم تر ہے وَاِذْ لَیْسَ مَکَیْسَ کہ طوطا مینا بھی کلمہ پڑھتا ہے اسپر ثواب کب مترتب ہوتا ہے لہذا ایسے مضمون مفید عام کو انکے دیدۂ دل اور گوش جان سے دیکھنا اور سننا چاہیے نہ سرسری کہ کار دل ست نہ کار خامہ مناجات حالیہ مفید

خاص و عام بروز محشر مگر بہ مضمون نظر در کار ست نہ بر اشعار و الفاظ

ومیکہ بود مرا بر گناہ خود اصرار	نہ انفعال و انابت نہ توبہ استغفار	تو ہمچنان بعذاب و سزا مرا در
گناہ دیدی و پوشیدی از کرم ہر بار	بایس ہان کہ شوم ہر دم و گنہ نکنم	چگونہ خوار و ذلیل کنی بروز شمار
کدام مانع تقدیر بود وقت گناہ	کدام وجہ سزا بعد مدت بسیار	ہمین کریمی تو شد کہ باعث تاخیر

کنون بدرجه اعلی بر دوست اشتها
چه باک و غم که لا تقنطوا ست هم شامل
بر تبه گر گنهم پیش رحمت غفار
چگونه حال شود آن زمان که در محشر
کل یعمل علی شاکلته
بود مشرکم نکند معرفت بدل محکم
که دشمن تو شود خویش حبیب تو بزار
چه کامیاب شود دوست دشمنت ناکام

دم گناه که بهر شفا غمم برخاست
برای مغفرت از یغفر الذنوب اقرار
یکی ز صد که بقول نبی ز رحمت تو
عیان شود نود و نه بقیه اش یکبار ۹۹
کنند بقول تو هر شخص عمل بشکل خودش
کریم انقطا این جمله هم بود بسیار
بعفو جرم حبیب تو خویش عدو خار
چه خوش بود که بر آید بیاد کی شمه کار

بروز حشر نباشد چگونه یاور ما
تو گفته سبقت رحمتی علی غضبی
علی العموم بر بنیاست انکش آثار
مضمون شعر با ستظهار استمساک
بشکل تو ز تو رحمت بشکل من که دل
اگر عذاب کنی لا الم و لی در باب
ز هر دو آنچه پسند آیدت توئی مختار
اس مضمون قیامت ملے ظهور فراق

کو قطعه صراط المستقیم بمن جانه کاتب سے یوں ادا کروا دیا ہے چند اشعار اس قطعه کے مناسب اس مقام کے یہ ہیں

جلالت و عظمت کبریائی و جبروت
در آن زمان که بهم بر زنند ارض و سما
در آن زمان که بود کل من علیها فان
و بعد بصوت سرافیل نفخه اخری
جواب نیز که الله واحد القهار
پر شفاعت امت جرات یارا
چه انبیا همه در نفس خاص خود حیران
بگوئی و بکنی کار رحمت خود را

دمیکه جلوه کند جل شانه ابدا
در آن زمان که تزلزل فتد به روح و ملک
ترا بقا و همه لا تذر و لا تبقی
در آن زمان که زند جوش شان قهاری
بذات خویش تو گویا شوی و خود شنوا
در آن زمان که بگویند انبیا نفسی
یکی بهت خود کرده نفس خویش فدا
در آن زمان بجناب تو کرا مجال سخن

در آن زمان که بیک نیزه آفتاب رسد
در آن زمان که در آید بلرزه عرش علا
اگر تو بار دیگر بعث بشر زنده کنی
در آن زمان لمن الملک خیز دار تو صدا
در آن زمان که اولوا العزم با لرزه دل
مگر یکی که فقط امتی بود گویا
مگر فقط تو حبیبی و رحمتی عبدی
مگر کسی که بود در مقام محمود ا

بحکم سابق تو رخصت سخن باید
همان شود با بذیر شافع ابنا
ز تو ز جمله ملائک تمام مخلوقات
رجاءَ رَبِّكَ چون معنی شود پیدا
سقر شَهِيق زَفِير مهیب دار
کنند از پی ورزش ترازوی پا
اَلَا فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ فَلَا نَاصِر
بحضرتت نه مجال سخن بود اصلا
غضب که دوست نتی میرود من یار ازا
بدون کار بود چشم مزد هم بیجا
اگرچه رحمت عام ست بحر رحمت تو
مگر بهانه کجی بحکم ارادت ازلی
بدون مغفرت من مرو چگونه رضا
چنان کریم کنند وعدهٔ وفا نکنند
چرا نبی کریم آمدی کرم فرما
پس ای کریم چه مَا غَرَّكَ بفرمودی
وگرنه عاقبت کار خود بود پیدا

که گروه تو ز اِلَّا بِاِذْنِهٖ استثنا
ازین صریح هویدا ست رحمت تو ازل
رسد صلوٰة بر آن ذات پاک صل علی
هَلِ امْتَلَأْتِ بدوزخ چه میگه گفته شود
تمام عالم امکان شود نه و بالا
زند چو مرضعه هم شیرخواره از بنیا
فتد چو معنی تُبْلَى السَّرَائِرُ بملا
دران مقام که احوال انبیا اینست
اگر مرا سر دست باشد از سودا
چه کشته‌ام چه امید ثمر ازو دارم
ولی چو تخم نه کارم چه بر خورم آنجا
شده ست بهر همین روز خاص استثنا
چنین کریم چو گردد شفیع پیش کریم
نعوذ بالله ازین عقا و یاس افزا
که گفته وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ
کریم هم بجوابش تو گروه ایما
کسیکه عقد بگفت نت درین بازار

شفیع حضرت آدم است از ازل تو بسی
تَبَارَكَ اسْمُكَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلَى
دران زمان که ملائک بسند صف در صف
کند بنعره هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حشر بپا
وهند نامه بهر یک چه از یمین بسیار
شود ز تهلکه اسقاط حمل از حبلی
چو انبیا همه ازیکدگر اندازند
کجی ست غره برحمت که هست نسبت ولا
چه کار ساخته‌ام تا طمع کنم مزد
چه احمقم که ز جو گندم است استدعا
تا اینجا مضمون خوف است بعد ازین مضمون رجاست
بحکم وعده که گفتی لَسَوْفَ يُعْطِيكَ
خود آن کریم کنند شرط وعده هم بوفا
کرم ترا چه نمی بود از ازل منظور
بل از نفوس هم اورا تو گفته اولی
همین کرمی تو باعث رجاست فقط
بهر طریق تجارت کنند زهر سودا

منم که دست تهی آمدم بپیش خدا
بچشم لطف کرم آمدم ز جمع و نشر
نکرده رغبتی بخویشتن نسبت
منم که هیچ نه مزد و نبوده ام اینجا
که از کریمان فیض عمیم او به بها
ز گدا ز کریمان کجا بود زیبا
عذاب قهر بکفار ملحق است مدام
عدو نیست عذاب بلا عدین و لا
مقام خوف خطا از دو حال خالی نیست
اگر بدان ز خفایش بود وعده انتها
دوم خطر بمقام محبت است از دو
بیان لیل کمال محبت است و ولا
اگر عبادت و طاعت بهیچ خوف بود
که هست خوف بمقام محبت از تو بجا
ازین صحیح عیان شد که خوف از رحمان
بر حمتش نه ام بدگمان شوم بجفا
اگر ز رحمت تو خوف کم بود شاید

بهر کریم ندیده آمدم چو گدا
ره هم بپیش کریم به لعاذ الله
نگفته هیچ بیا وَاَنْتُمُ الْفُقَرَا
نه تخم کاشته ام نی ثمر طمع دارم
بدون کاشتن اکثر و بار خرمن گیا
کسیکه خود بسائل نگفت لَاتَنْهَرْ
بسائل از چه بیدهم مِنْ عَذَابِكَ اَخْشٰی
چه انتظار عذابت بمید دل با هم
یکی ز دشمن ظالم که مید داند بلا
ز هیچ خوف نه گرچه خوف ظاهر
که خوف بر تو همین است سخت بلا
بس آن قدر که محبت بیافزوده افزون
از آن خلوص محبت بدل شود پیدا
چرا که خَشِیَ الرَّحْمٰنَ گفته بالغیب
روا بود نه ز قهار ظالم است ادا
اگر بود بر جا خوف هم با بیان غلط
که نوبتی بغضب هم رسد خدا ابدا

فقیر پیش کریم آمدم نه دو کانه
کنم اراده دادن تقویت اشیا
نه هیچ کار نمودم که مزد می خواهم
دلی گشاده به پیش کریم است دعا
اگرچه قهر و عنایت مسلم است ولی
ندارد از در خود او بدان فقیر روا
به بندگان همه رحمت نی عذاب بیا
چه انتظار بر حمت کنم که هست ارحم
درین مقام نه گرچه خوف در ظاهر
بجبر و بید لیست آن نه از خاص و خدا
درین مقام بود هر قدر که خوف نما
نه آنچنان که بود خوف جانب اعدا
بس ای کریم ز تو خوف ظلم کی زیبا است
نه خَشِیَ بِالْقَهَّارِ است قول تو حاشا
کسیکه لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ گفت
ضرورتیست که ترسم بخوف قهر و غنا
ز رحمت تو امید است بیم نیز از دوست

کہ چون کمی شد در توبہ تہمت بیا
کہ انتقام ز دشمن کشند ذی از عیب
ہمین حجاب نہ دہستہ از لبس پیمای
چہ جای قہر کہ در عدل ہم مغفری نیست
رود فقط چو یکی ہم گمان بر خود گم
بجز خوف از عمل خود رجا ز رحمت است
چہ جای ظن کہ مرا غیر نیست جز تنہا
کہ بحر مغفرت تو ز ذنوب من اوسع

عقاب و نقمت و قہر و عتاب و غضب و غیظ
بر کشتہ احسان چہ حاجت است انہا
ترا رحیم ندانم گمان القہر بر من
بمحض فضل تو البتہ بودہ است جا
ولی ز شامت اعمال خوف بر جانم
ز ہر دو انچہ قوی تر امید آن دارم
چو قول تو سبقت رحمتی علی غضبی است
چنانکہ از علم ہست رحمت ارحم

بجاست اینہمہ لیکن بنزد من اعدا
چو من گناہ کنم در عوض کنی رحمت
باینکہ رحم تو بینم ز قہر تو اقوی
غرض جواز تو دارم چنانکہ در جنت
اگر یکی بجہنم رود منم تنہا
نگفتہ کہ انا عند ظن عبدی بی
ہمین کلام تو حجت بود برین دعوی
اللّٰہم مغفرتک اوسع من ذنوبی
ورحمتک ارجی عندی من عملی

بیان سر نکتہ کہ درود مستقر ست و وجہ اینہمہ شرف و فضائل کہ در درود ہست

ظاہر ہو کہ معنی درود کے اگر اللہ کیطرف سے ہی بمعنی رحمت اور اگر بندہ کیطرف سے ہی بمعنی دعا اور طلب رحمت خدا سے اور اگر فرشتون کیطرف سے ہی بمعنی استغفار اور یہ بھی ظاہر اور صریح ہی کہ جمیع مراتب رحمت اور کرم کے اور تمام شرافت اور فضائل اللہ تعالی ازل سے اپنے حبیب پر ختم کر چکا اور اسکو ہمہ تن رحمت مجسم پیدا کر کے فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور اسکی صفت بھی بلفظ رؤف رحیم فرمائی کہ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور مراتب و فضائل اور مثوبات بیحد و حساب درود کے جسقدر از روے کتب معتبرہ متفق علیہ ہین محتاج بیان نہین فضلاً علیہ کلام اللہ مین عبادات اور طاعات اور اعمال صالح کا بندونکو

حکم ہی اور سب کے اجر اور ثوابات طرح طرح کے موعود اور منصوص ہین اگر کسی عبادت اور
عمل کو اپنی طرف نسبت نہین کرتا ہی کہ ہم بھی یہ عبادت کرتے ہین تم بھی کرو یہان
مرتبہ درود کا ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالی اپنی طرف اور ملائک کیطرف نسبت فرماتا ہی کہ
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ جیسا کہ پیشتر ابتدا ے کتاب مین توضیح تمام
بیان ہو چکا ہی اور یہ درود بھیجنا اللہ کا مثل درود ملائک اور انسان کے متصور نہو
بلکہ انسان اور ملائک کی طرف سے فقط دعا اور استغفار گفتار زبانی ہی اور
اللہ کی طرف سے کردار یعنی رحمت بھیجنا اور مغفرت کرنا اب یہ نکتہ
سمجھنا چاہیے کہ ہر گاہ رحمت الٰہی ازل سے اُس رحمت مجسم پر ختم ہو چکی
جیسا کہ منصوص اور مذکور ہی پھر ایسا رحمت محض ہم بندون گنہگار سراپا تقصیر
کی دعا کا اور طلب رحمت کا کب محتاج ہی کہ جسکے واسطے اسقدر اجر و ثوابات
اور اجر و فضائل معین اور تاکید سے حکم خدا ہی یہانتک کہ بے تقدیم اور تاخیر درود کے
دعا کمتر قبول ہوتی ہی پس سر اس نکتہ کو اور وجہ اسقدر کثرت اجر اور تاکید کی سمجھنا چاہیے
یہ نکتہ بدون تمثیل واضح سمجھ مین نہین آسکتا اور تمثیل یہ ہی کہ جیسا والد مہربان
تمام سب نعمت اور دولت اور فضائل اور کمالات بیحد و حساب اپنے فرزند
محبوب کو دے چکا اور جو کچھ کہ نعمت اُسکے پاس ہی سب واسطے اُسی فرزند محبوب کے
ہر کسی ادنی کے کہنے اور دعا مانگنے پر کیا موقوف ہی مگر جو کوئی کسیکے فرزند محبوب
کے واسطے دعاے خیر کرتا ہی اور اُسکے طفیل اور تصدیق مین کوئی چیز مانگتا ہی

کسقدر اُسکے والد مہربان کو پسند اور خوش آتا ہو اور وہ چیز مطلوب سائل کو بخوشی تمام
عطا کرتا ہو ہر چند اُس دعاے خیر کا اُسکا فرزند محتاج نہین کہ سب خیر و خوبی دارین اسکو
حاصل ہو اور اگر بدون طلب حاجت کوئی کسیکے فرزند محبوب کو دعا خیر صدق دل سے دیتا ہو
زیادہ تر اُسکے والد مہربان کو بھلا معلوم ہوتا ہو گو وہ سب خیر و خوبی اُسکے فرزند کو
تمام تر حاصل ہین پس بعینہ یہی نظیر تامہ نسبت ثواب و اجر درود کے ملاحظہ ہو اُس معبود
حقیقی کا خوش اور راضی ہونا اسیکا نام ثواب ہو اب اس سے مرتبہ محبوبیت اور مقام
محمدی کو سمجھنا چاہیے کہ جسکے دعا گو کیواسطے یہ اجر اور مرتبہ ہو اُسکا کیا شان اور مرتبہ
ہوگا اور دعا کا قبول ہونا بشمول درود اس راہ سے مسلم ہو کہ درود کا مقبول ہونا مسلم
پس جس دعا کے اول و آخر درود ہوا اور درود باعث خوشنودی خدا کا جیسا کہ مذکور ہو چکا
پس شان اُس کریم کی کب مقتضی ہو کہ فقط درود اول و آخر کا قبول کر لیوے اور دعا جو اُسکے
درمیان ہین ہو رد کرے پس لامحالہ ہمراہ درود کے دعا کا قبول ہو مسلم ہوا جیسا
لکھا ہو وَقَالَ اَبُوْسُلَيْمَانَ الدَّارَانِيُّ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّسْئَلَ اللهَ حَاجَةً فَلْيُكْثِرْ بِالصَّلٰوةِ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللهَ يَقْبَلُ الصَّلٰوتَيْنِ وَهُوَ اَكْرَمُ
مِنْ اَنْ يَّدَعَ بَيْنَهُمَا بیان جان سخن اب یہان جان سخن کو سمجھنا چاہیے
کہ جب کسی بندہ کے منہ سے نکلا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ معنی اسکے ظاہر ہین کہ اے
اللہ رحمت بھیج اوپر محمد کے فقط اس دعا کا فوراً اللہ تک پہونچنا مسلم اور اللہ کو خوش آنا
اور قبول ہونا بھی مسلم پھر موافق اُس دعا کے فوراً رحمت بھیجنا اوپر حبیب کے بھی مسلم ہر چند

تمام مراتب رحمت کے اپنے حبیب پر ختم کرچکا ہو مگر چونکہ کسی حال میں اُسکے دریائے رحمت میں کمی متصور نہیں جسقدر بندے کے منہ سے یہ دعا نکلتی جائیگی فوراً قبول ہوکر رحمت خدا کی اُسکے حبیب کو پہونچتی جائیگی کہ فلان ابن فلان نے یہ دعا مانگی اور طلب رحمت اس عبارت سے کی لہذا موافق اُسکی دعا کے رحمت خدا کی پہونچی ہو اب اس مرتبے کو دیکھنا اور سمجھنا چاہیے کہ اللہ کا خوش ہونا اسقدر اور اُسکے حبیب کے پاس اس تحفہ درود کا مرسلہ خدا بدوش ملائک پہونچنا اس طرح بقید نام درود فرستندہ پس اس مرتبے کو دیکھنا اور سمجھنا چاہیے بلکہ حدیث صحیح میں یہ وارد ہو کہ وہ درود خود جسطرف گذرتا ہی کہتا جاتا ہی کہ میں درود بھیجا ہوا فلان ابن فلان کا ہون گما

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ صَلّٰی عَلَیَّ اِلَّا خَرَجَتِ الصَّلٰوۃُ مُسْرِعَۃً مِنْ فِیْہِ فَلَا یَبْقٰی بَرٌّ وَّلَا بَحْرٌ وَّلَا شَرْقٌ وَّلَا غَرْبٌ اِلَّا وَتَمُرُّ بِہٖ وَتَقُوْلُ اَنَا صَلٰوۃُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدِنِ الْمُخْتَارِ خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ فَلَا یَبْقٰی شَیْءٌ اِلَّا وَصَلّٰی عَلَیْہِ وَیَخْلُقُ اللّٰہُ مِنْ تِلْکَ الصَّلٰوۃِ طَائِرًا لَّہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ جُنَاحٍ فِیْ کُلِّ جُنَاحٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ رِیْشَۃٍ فِیْ کُلِّ رِیْشَۃٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ رَاْسٍ فِیْ کُلِّ رَاْسٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ وَجْہٍ فِیْ کُلِّ وَجْہٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ فَمٍ فِیْ کُلِّ فَمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ لِسَانٍ مِنْ کُلِّ لِسَانٍ یُسَبِّحُ اللّٰہَ تَعَالٰی بِسَبْعِیْنَ اَلْفَ لُغَاتٍ وَیَکْتُبُ اللّٰہُ لَہٗ ثَوَابَ ذٰلِکَ کُلِّہٖ

ترجمہ نہیں کوئی بندہ کہ درود بھیجا اُسنے اوپر میرے مگر یہ کہ نکلا درود اُسکے منہ سے جلدی کرتا تمام

نہیں باقی رہتا کوئی جنگل اور دریا اور شرق و غرب مگر گذرتا ہو وہ درود
اُس سے اور کہتا ہو وہ درود کہ مین درود ہون فلان ابن فلان کیطرف سے کہ درود
بھیجا ہو اُسنے اوپر محمد مختار خیر خلق اللہ کے پس نہین باقی رہتی ہو کوئی شی مگر درود
بھیجتی ہو وہ شی اوپر درود بھیجنے والے کے اور پیدا کرتا ہو اللہ تعالیٰ اُس درود سے ایک
پرندہ کہ ستر ہزار اُسکے بازو ہین اور ہر بازو مین ستر ہزار پر ہین اور ہر پر مین
ستر ہزار سر ہین اور ہر سر مین ستر ہزار چہرے ہین اور ہر چہرے مین ستر ہزار مُنھ
ہین اور ہر مُنھ مین ستر ہزار زبان ہین ہر زبان سے تسبیح کرتا ہو اللہ تعالیٰ کی
ستر ہزار لغتون مین اور لکھتا ہو اللہ تعالیٰ واسطے اُس درود کہنے والے کے
ثواب اُن سب تسبیحات کا تمام ہوا وَعَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ
وَجْهَهٗ وَرَضِيَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى
عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَعَهٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِمَ ذٰلِكَ
النُّوْرُ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ ترجمہ منقول ہو جناب امیر المومنین علی ابن
ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جس شخص نے درود بھیجا اوپر میرے بیچ روز جمعہ کے سو مرتبہ آویگا وہ شخص روز
قیامت مین ساتھ اُسکے نور ہوگا کہ اگر تقسیم کیا جاوے وہ نور درمیان تمام خلق کے
ہر آئینہ وسیع تر ہوگا وہ نور تمام خلق سے وَرُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ
قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً تَعْظِيْمًا لِحَقِّيْ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذٰلِكَ الْقَوْلِ

مَلَکًا لَہٗ جَنَاحٌ بِالْمَشْرِقِ وَالْاٰخَرُ بِالْمَغْرِبِ وَرِجْلَاہُ مَقَرُّوْنَتَانِ فِی الْاَرْضِ
السَّابِعَۃِ السُّفْلٰی وَعُنُقُہٗ مُلْتَوِیَۃٌ تَحْتَ الْعَرْشِ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ
لَہٗ صَلِّ عَلٰی عَبْدِیْ کَمَا صَلّٰی عَلٰی نَبِیِّیْ مُحَمَّدٍ فَہُوَ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ
اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے درود بھیجا
اوپر میرے درود تعظیمی میرے حق مین پیدا کرتا ہی خداے عزوجل اس قول سے
فرشتہ کہ واسطے اُس فرشتے کے ایک بازو مشرق تک اور دوسرا بازو مغرب تک
اور دونون پانوُن اُسکے نزدیک ساتوین زمین کے جو سب زمینون کے نیچے ہی اور
گردن اس فرشتے کی ملتوی ہی عرش معلی سے کہتا ہی اللہ تعالی اُس فرشتے
سے کہ درود بھیج اوپر بندے میرے کے جیسا کہ درود بھیجا ہی اُس بندے
نے اوپر نبی میرے محمد کے پس وہی فرشتہ درود بھیجتا ہی اوپر اس بندے
کے روز قیامت تک فقط یہ فقط تین حدیثین اند کے از بسیار بطور انموذج
کے کتاب معتبر صحاح ستہ سے لکھی گئی ہین کہ مقدمہ دلائل الخیرات مین بھی مرقوم
ہی اور اللہ تعالی کا بھی درود بھیجنا اُس درود بھیجنے والے پر مسلم ہی کما قال
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
عَشْرَ مَرَّاتٍ وَمَنْ صَلّٰی عَشْرَ مَرَّاتٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِائَۃً
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ اَلْفَ مَرَّۃٍ حَرَّمَ اللّٰہُ جَسَدَہٗ عَلَی النَّارِ وَثَبَّتَہٗ بِالْقَوْلِ
الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ عِنْدَ الْمَسْئَلَۃِ وَاَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ

وَجُعِلَتْ صَلَوَاتُهٗ عَلَیَّ نُوْرًا لَّهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلَی الصِّرَاطِ مَسِیْرَةَ خَمْسِ
مِائَةِ عَامٍ وَاَعْطَاهُ اللّٰهُ بِكُلِّ صَلٰوةٍ صَلَّاهَا عَلَیَّ قَصْرًا فِی الْجَنَّةِ قَلَّ
ذٰلِكَ اَوْ كَثُرَ ترجمہ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے
درود بھیجا اوپر میرے ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اوپر اُسکے اللہ تعالی دس مرتبہ
اور جسنے درود بھیجا اوپر میرے دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اوپر اُسکے اللہ تعالی
سو مرتبہ اور جسنے کہ درود بھیجا اوپر میرے سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اوپر اُسکے
اللہ تعالے ہزار مرتبہ اور جسنے کہ درود بھیجا اوپر میرے ہزار مرتبہ حرام کرتا ہے اللہ
تعالی بدن اُسکا اوپر آتش دوزخ کے اور ثابت کرتا ہے قول ثابت سے بیچ زندگی
دنیا کے یعنی دنیا مین کلمۂ شہادت اور ایمان پر ثابت اور مستقل رکھتا ہے تا لامحالہ استحقاق
جنت کا پیدا کرے اور ثابت رکھتا ہے اُسکو اللہ تعالی آخرت مین بیچ نکیرین کے سوالات کے اور
داخل کرتا ہے اُسکو جنت مین اور لائی جاتی ہے درود و صلوٰة اُسکی اوپر میرے اسطرح سے کہ نور
ہوتا ہے واسطے اُسکے روز قیامت مین اوپر پل صراط کے پانچ سو برس کی راہ تک
اور عطا کرتا ہے اللہ تعالی صلوٰة بھیجنے والے کو بقدر تعداد اور شمار ہر درود کے کہ بھیجا ہے
اوپر میرے قصر بیچ جنت کے کم خواہ زیادہ یعنی جسقدر اور جس تعداد سے درود کہا ہو فقط
پس اسقدر فضائل اور اجر و ثواب بیحد و انتہا کی وجہ یہی ہے کہ ہرچند اللہ تعالے جمیع
مراتب رحمت و کرم کے اُس رحمت مجسم پر ختم کر چکا وہ کسی اور بندہ گنہگار کے درود کا محتاج
نہین مگر کمال مرتبہ لطف و محبت اور پیار کو اس مقام سے سمجھنا چاہیے کہ کیا معاملہ اپنے محبوب

کے ساتھ ہو کہ اُسکے دعاگویوں کے ساتھ یہ معاملات اور عطیات ہین فائدہ
مخفی نرہے کہ جب حالت مین معنی درود انسان کیطرف سے دعا ہوا اور دعا عام
ہر ایک کی دعا بقدر نسبت اور محبت او خلت اور محبوبیت کے ہوا اور نسبت اور مقام
ہر ولی صاحب نسبت کیطرف سے درود جدا گانہ ہو کہ جسکا اوپر تصریح اور علم اسکا
یا خفیا رہبر بشر نہین اکثر ارباب نسبت کو جدا گانہ درود معینہ خاص حالیہ سے فیضان
اور برکات علی قدر حال پہونچے ہین کہ وہ درود وصلوۃ ماثورہ منقولہ معینہ کے سوا ہین
جیسا کہ درود اکبر اور درود مشتاق اور درود اعظم درود معظم درود رویت درود محبت
درود حاجت درود کبریت احمر علی ہذا درود کے ہنا داور دعا الاثنا و استجابات
جدا ہین کہ تفصیل اُسکی دراز او محتاج بیان نہین خصوصاً درود تنجینا کہ ادعیہ ماثورہ مین
داخل ہو اور تجربہ اسکا واسطے نجات جہاز طوفانی کے متفق علیہ ہو فَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی
الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ از انجملہ حدیث مذکورہ بالا مین صفت درود کی بلفظ
تَعْظِيْمًا لِحَقِّكَ بقید ہنا و مصرحہ بالا مذکور ہے غالباً کہ درود تعظیمی بقدر حال و نسبت
اولیاء اللہ کے اکثر ہونگے کہ درود اعظم اور درود معظم اسی مقام سے ہے چنانچہ کاتب الحروف
کو بھی ایک درود مختصر ایک صاحبدل سے سینہ بسینہ پہونچا ہے کہ بنظر معنی اور مضمون
کے امید خدا سے ہے کہ فوائد ہنا و مذکورہ بالا اسکی مداومت مین بخوبی حاصل ہون او شرح
روئیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسپر مزید الفاظ عبارت درود تعظیمی یہ
ہین اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْكَانَ عَرْشِ اللّٰهِ

الْعَظِيْمِ وَقَامَتْ بِهٖ عَوَالِمُ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ذِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ وَعَلٰى اٰلِ نَبِيِّ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ بِقَدْرِ عَظَمَةِ ذَاتِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ تَعْظِيْمًا لِحَقِّكَ يَا مَوْلَانَا يَا مُحَمَّدُ ذِي الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ كَمَا جَمَعْتَ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالنَّفْسِ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا يَقْظَةً وَّمَنَامًا فِي الدُّنْيَا يَا عَظِيْمُ اس درود مین تخصیص لفظ فِي الدُّنْيَا کو سمجھنا چاہیے کہ سواے منافع مذکورہ حدیث بالا کے بلازمت کرنیوالا اس درود کا دنیا سے نجائیگا جبتک دیدِ جمال جہان آراے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم سے مشرف ہوکر اپنا مرتبہ اور مقام بہشت مین نہ دیکھ لیگا کہ لفظ يَقْظَةً وَّمَنَامًا بھی اسی مضمون کی پرورش ور دلالت کرتی ہو یہ سب اجر عظیم کی وجہ یہی ہو کہ اپنے محبوب کی نسبت دعاے خیر اسقدر اسکو پسند ہو نہ یہ کہ معاذ اللہ اسکا محبوب اس دعا کا محتاج ہو جیسے سب مردگان نذون کے فاتحہ کے محتاج ہین بلکہ جو کوئی دعا یا درود یا فاتحہ اُسکے حبیب کی نسبت کرتا ہو اپنے واسطے کرتا ہو کہ مسبب بخشش ہونے محب حقیقی کے ثمرات اور نتائج اور ثوابات بیحد و حساب اُس دعا کیواسطے موجود اور منصوص ہین اسیطرح سے اور ایک درود سینہ بسینہ مؤلف کو پہونچا ہو کہ مداومت اُسکی نظر معنی خالی از تاثیر نہین جب یہان قلب پر تاثیر کیا سب تاثیرات اور فوائد اور اجر اُسکے مسلّم خصوصًا حصول شرف رویت جمال جہان کیواسطے مخصوص ہو ہر لفظ مین

کمال محبت اور تمنائے رویت پیدا ہو وہ درود خاص یہ ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِرَحْمَتِكَ الْعُظْمٰی بِجَمَالِكَ الْعُلٰی
بِتَجَلِّیْكَ الْاُوْلٰی یَا سَیِّدِیْ اَنْتَ حَامِدٌ مَحْمُوْدٌ وَلَا طَاقَةَ لَنَا بِوَصْفِكَ
وَلِقَائِكَ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ مَطْلُوْبِیْ وَمَطْلُوْبُ اِلٰھِنَا اٰہ اٰہ حَسْرَتَا اَرِنِیْ جَمَالَكَ لِلّٰهِ فِیْ اللّٰهِ
اسیطرح سے درود نور ذاتی ہی کہ بشرط ہر بار وضو بالائے جانماز سر جانب قطب
پہلوے راست و بقبلہ بطہارت کامل اور تعطر اگر اس درود کو پڑھتے پڑھتے سو جائے
امید خدا سے ہی کہ رویت جمال جہان آرا سے محروم نہ رہے وہ درود نور ذاتی یہ ہی
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ السَّارِیْ فِیْ جَمِیْعِ اٰثَارِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا مراد ان چند درود کے لکھنے سے یہ ہی کہ اسطرح سے
بہت درود بعید و حساب سوائے درود معینہ ماثورہ کے ہین ہر ایک کے اسناد اور تجربات
جدا ہین اور درود معینہ کتب متداولہ حدیث مین متعارف ہین کہ محتاج بیان نہین
خصوصًا درود مشتاق کہ مخصوص واسطے رویت کے خاص ہی حضرت محقق دہلوی علیہ الرحمہ
اس صیغہ سے لکھتے ہین اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِجَلَالِ وَجْھِكَ الْكَرِیْمِ اَنْ تُرِیَنِیْ فِیْ مَنَامِیْ وَجْهَ
نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُؤْیَةً تُقِرُّ بِھَا عَیْنِیْ وَتَشْرَحُ بِھَا صَدْرِیْ وَتَجْمَعُ
بِھَا شَمْلِیْ وَتُفَرِّجُ بِھَا کُرْبَتِیْ وَتَجْمَعُ بِھَا بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی لَا تُفَرِّقُ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ اَبَدًا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اس درود کے
شرف اور اسناد اور فضائل خوبمعنی اور مضمون سے پیدا ہین طریق اسکے پڑھنے کا خاص

واسطے رویت جمال جہان آرا کے حضرت محقق دہلوی علیہ الرحمہ سے سفر السعادت
مین منقول ہی حاصل سخن یہ ہی کہ کوئی درود ہوا بایۃ نوع کان جسطرح ہو سکے اسکا
اکثار بقدر امکان اولی تر ہی جب مغز سخن اور وجہ خوشنودی و رضاے محبوب حقیقی کی
مسلم ہوئی اس سے زیادہ اور کون نعمت ہی کسی حاجت خاص کے واسطے مخصیص
و طریق معین پڑھنا بھی سے غرض نفسانی سے خالی نہین اور محض بہ نیت محبت
با میدِ رضا اور خوشنودی خدا و رسول کے پڑھنا شانے دگر دارد. فہمہم من فہم
حاصل سخن یہ ہی کہ محض بہ نیت خوشنودی خدا و رسول کے کثرت درود کی محبت خدا
و تبعیت شریعت کی بالطبع دل مین پیدا کرتی ہی اور یہی محبت عین ایمان ہی وَالَّذِیۡنَ
اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ جب تبعیت شریعت محمدی اور محبت الہی ہی بے منت مرشد طریقت کہ
وجود اسکا زمانہ آخر مین کمتر ہی حاصل ہوئی مفہوم معنی قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ
يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ خود بخود ہویدا ہی وہو المقصود فی الدارین محض بشرح و بیان اس
ایک نکتہ محبت کے کتاب مبسوط جداگانہ لکھی گئی کہ نام اسکا مظہر اللہ ادین ہی
سر نکتہ یہ ہی کہ فقط لفظ صلواۃ کیواسطے درود و نماز کے بالاتفاق مستعمل ہی
سواے اس ایک لفظ خاص کے عربی مین دوسری لفظ نہین سنی گئی ترجمہ اس ایک
لفظ از زبان فارسی مین حسب مناسبت مقام موقع بلفظ درود و نماز ہی مگر عربی مین
سواے لفظ واحد کے بلفظہ و حروفہ و اعرابہ دوسری لفظ ان دونون معنون مین
کمتر مستعمل ہی اور ایسے مقام پر جو اللہ تعالی نے واسطے انتباہ غافلین کے تصریح اور

تخصیص غرائی ہی وہان محض درود و سلام علی النبی مراد ہی نہ نماز اور اسپر ترقی یہ ہی کہ یہ عمل خاص اپنی طرف اور اپنے ملائک کیطرف منسوب فرماتا ہی کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ تخصیص نماز کیواسطے کہین نہین ہی اور ہر پس حسب مقامات مین صفت اور لفظ صلوٰۃ کی کلام اللہ مین وارد ہی وہ صفت معقاد درود کیطرف بھی بخوبی منسوب ہو سکتی ہی مثلاً اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ بصیغہ جمع خواہ مفرد یا اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْفَحْشَآءِ سوا اسکے جہان لفظ صلوٰۃ کی وارد ہی وہان ہر چند بصراحت معنی ظاہری نماز مراد ہی الا اگر مفہوم معنی درود کے وہان مراد لیکر وہ سب صفات منسوب کیے جاوین ملاحظہ ہو کہ کچھ فتور معنی ہر گز نہین پیدا ہوتا ہی بلکہ لطف عجیب پیدا ہوتا ہی کہ فَهِمَ مَنْ فَهِمَ پس یہ سر نکتہ رمز و کنایہ ابلغ التصریح کلام اللہ مین ہی کہ اللہ تعالی پردہ لفظ صلوٰۃ ذو معنیین مین صفت درود و سلام علی حبیبہ فرماتا ہی ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ؛ گفتہ آید در حدیث دیگران ؛ یعنی جیسا کہ نماز ناہی منکرات ہی مداومت درود بدرجۂ اولی امتحان سیدہ ہی یا لفظ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ سے تاکید مداومت درود کی بھی اگر سمجھی جاوے نص قطعی اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ اسکو قوت دیتی ہی غرضکہ صلوٰۃ کے دونون معنی ہر جگہ پر زیبا اور چسپیدہ ہین یہ منتہاے صنعت بیان کی ہی پس جیسا کہ دنیا کے ہر معاملات ماندو بود مین پردہ بشری اور پردہ عالم اسباب کی رعایت ملحوظ ہی یہی رعایت اس لطافت بیان اور رمز و کنایات مین بھی ملاحظہ ہو کہ کس لطف بیان سے ہی فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ

بیان سر نکتہ دیگر وجہ کمتر بودن ذکر معجزات نبوی بصراحت تمام مثل
تصریح معجزات انبیاے سابق در کلام اللہ اب اسکو سمجھنا چاہیے کہ ہر مومن
اور مسلمان دیندار کے نزدیک ہر قول و فعل اور حرکت و سکون اور خواب بیداری
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب معجزہ بالاتفاق ہو کہ سراپا ہمہ تن معجزہ مجسم نمایان تھا
کہ جسم مبارک نظر آتا تھا اور سایہ نتھا اس سے زیادہ تر اور ظاہر تر کون معجزہ ہو سکتا ہے
ز سایہ دور بر تر پایۂ او وہ زمین و آسمان سایۂ او وہ مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی معجزات قولی
پر گواہ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی معجزات فعلی پر انتباہ اور ہر حرکت اور
سکون اور قول و فعل مین جو ہر طرح کے معجزے عند الحاجت اور ضرورت خواہ عند الطلب
منکرین ظاہر ہوتے تھے خود ظاہر اور متعارف اور کتب متداولہ مین موجود مگر بیان اُن
معجزات کا جسطرح اپنے اوقات اور مقامون مین واقع ہوے ہین کلام اللہ مین اُس
تصریح سے نہین جیسے اور انبیا کے معجزات بصراحت تمام ہین اُن سب معجزات انبیا مندرجہ
قرآن کے غایت اعلان اور تواتر سے حاجت بیان نہین پس اس تصریح سے کوئی معجزہ
اس معجزہ مجسم کا کلام اللہ مین مذکور نہین معجزہ شق القمر کا جو بہت نمایان عام ہے
اُسکا ذکر جو کلام اللہ مین بلفظ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ آیا ہے اُسمین
بھی بین المفسرین اختلاف ہے صاحب مواہب المدینہ سی لکھتا ہے کہ یہ خبر روز قیامت
کی اللہ تعالی کلام اللہ مین دیتا ہے نہ معجزہ شق القمر کی جیسے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ
الخ وغیرہا اخبار اور آثار قیامت کے جابجا کلام اللہ مین مذکور ہین کہ لفظ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ

مضمون قیامت پر دلالت قوی کرتی ہے نہ معجزہ شق القمر پر اور سب معجزات نمایان متعارفہ
مثل شہادت سنگریزہ ہا اور سوسمار اور کلام شجر و حجر کہ بیحد و حساب ہین کسیکا کلام اللہ مین مذکور
نہین ہو سکتی جب اوس حکمت کو سمجھ لے خود مذکور ہو گی یا بالفعل تو بقدر سمجھ لینا ضرور تر ہے کہ بعض منکرین
نبوت کو دھوکے دینے کا اور مغالطہ دینے کیواسطے اس مقام مین خوب جاے ملا بلکہ قریب ہم پہنچتا ہے لہذا
اسکی وجہ کچھ بیان کرنا ضرور تر ہوتا ہے وقت لاعلم کو عجز جواب معقول سے بچا کر خود بخود دھوکا اور
مغالطہ نہ کھانے یہ دھوکا اسطرح کا ہے کہ جیسے کوئی شخص واسطے مغالطہ عالم کے فتوی پوچھے کہ
مرغی اگر ذبح کیجاوے اسکے پیٹ مین اگر بچہ نکلے حرام ہے یا حلال اور اگر زندہ بچہ نکلے اسکا ذبح
کرنا چاہیے یا نچاہیے اسمین اگر کوئی عالم ناواقف مغالطہ نہ سمجھے فتوی لیو پوچھا پھرے اور
جو کوئی سمجھ جاے بول اٹھے کہ مرغی کے پیٹ مین انڈا ہوگا بچہ کیسا پس یہی دھوکا اسیطرح کا
بلا تشبیہ سمجھا چاہیے کہ شخص ناواقف اصل مغالطہ کو نہ سمجھے اور کلام اللہ مین معجزات
نبوت ڈھونڈھتا پھرے اب اس نکتہ کو بخوبی سمجھ لینا چاہیے کہ معجزہ کے معنی یہ ہین
جسکے ادراک مین عقل انسانی عاجز ہو جاے اور اختیار بشری سے باہر ہو لیس اسکے واسطے
مرتبہ کیا ہے ادنی ادنی شعبدے اور صنعت گاری بشر مین کہ ایک انسان کے ہاتھ سے
بنتے ہین دوسرے انسان کی عقل اس صنعت مین عاجز اور حیران ہے طرح طرح کے اقسام
پارچہ اور صنائع مثل ارگن باجہ اور گھڑی اور تار برقی اور سفینہ بادی اور ریل گاڑی
وغیرہ خصوصاً آناً فاناً عکس صورت انسانی شیشہ آئینہ مین قید ہو جانا اور شبیہ بن جانا
گویا سایہ کو قید کرنا ہے یا یہی دیا سلائی جو متعارف اور سہل ہو گئی ہے یا بندوق لین سب

کہ اگر پانی میں بھی ڈوبی ہو ہرگز خطا نہیں کرتی اس قسم کی ہزاروں صنعتیں ہر چند
جانتے ہیں کہ نوع بشر ابنائے جنس کے بنائے ہوئے ہیں مگر ناواقف کی عقل کسقدر عاجز اور
حیران ہوتی ہے ہرگز سمجھ میں نہیں آتا کہ اسکو کسطرح بنایا ہے اسکے سوا اکثر شعبدہ بھانتی اور
نٹوں وغیرہ کے ایسے سنتے اور دیکھتے ہیں کہ ہرگز عقل کام نہیں کرتی کہ جہانگیر بادشاہ کے
وقت میں کسی نٹ نے ایک باغ وسیع میوہ خلاف فصل کا بنایا اور سب کو اسکے میوے
کھلائے پھر اس صورت میں معجزہ کی وقعت منکر کے سامنے کیا باقی رہتی ہے یہانتک کہ منکران
ازلی عین معجزات نمایاں دیکھتے تھے اور انکار بدیہی کرتے تھے حتی کہ اپنے انبیا کی بشارت بھی قرآن
نبوت میں نہیں مانتے تھے اور تکذیب اور انکار کرتے تھے فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوا
هٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ پھر ایسے منکران بدیہی جو اصل کلام الٰہی کے منکر ہیں اور کلام نبی
کہتے ہیں وہ اخبار کلام اللہ کو بیان معجزات نبوت میں کب تسلیم کرتے ہیں کہ معاذ اللہ
کلام اللہ کو تصنیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اصل حقیقت اسکی یہ ہو کہ کلام اللہ
میں جو مثل انبیائے سابق کے معجزات نبوی کی تصریح نہیں اور اکثر انبیائے سابق
کے معجزات بصراحت تمام بیان ہیں اسکا سبب یہ ہو کہ یہ فرقان نبی آخر الزمان پر
صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہو اسمیں چار قسم کے مضامین ہیں یا قصص اور حکایات
سابقین بطور نظائر اور انتباہ یا احکام عبادات یا احکام حدود وقصاص اور معاملات
بیع وشرے اور نکاح وطلاق ولعان وغیرہا یا بیان ثواب عقاب آخرت اور قیامت کا
اس فکر و بیان میں جو بمقام نظائر اور انتباہ ذکر انبیائے سابق کا بر سبیل سخن آگیا اور اسمیں

انکے بعض معجزات کا بھی ذکر علی سبیل الحکایت جا بجا بتفاریق حسب اقتضاء سخن آگیا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات انھیں سے بیان کرنا محض تحصیل حاصل بیفائدہ
اور تطویل لا طائل تھی ہان اگر اور کوئی نبی صاحب کتاب بعد اس نبی آخر الزمان کے
پیدا ہوتا اور اوسپر کتاب آسمانی نازل ہوتی اسمین اگر ذکر و بیان نبی آخر الزمان کا اور
معجزات کا نہوتا البتہ مقام کلام کا تھا و اذ لیس فلیس ہان بطور اخبار پیشین گوئی
سب کتب سابقین مین مثل توریت اور انجیل اور زبور تصریح تمام مذکور ہر کہ مثلھم فی
التوراۃ ومثلھم فی الانجیل الخ اس معنی پر شاہد عادل ہر معہذا جس حالت مین
منکرین نا منصف سب کلام اللہ کو تصنیف نبی کہتے ہین اسمین معجزات نبوی کا بیان ہونا
یہی دلیل واضح ہی اسپر کہ بیشک کلام الٰہی ہر الا منکرین کو گنجایش انکار اور تکذیب کی
زیادہ تر متصور تھی کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیے ہین پس جو منکر کہ معجزات
نبوی کو کلام اللہ سے چاہتا ہر اول اوس سے یہ پوچھنا چاہیے کہ اصل کلام اللہ کا
مقر ہی یا منکر اگر منکر ہر اوسکے نزدیک اگر ہزار طرح کے معجزات نبوی بالفرض اگر کلام اللہ
سے بھی ثابت کر دیے کب کافی ہو سکتا ہر کہ اصل کلام اللہ کا منکر ہر یہی کہیگا کہ
تصنیف نبی ہر جب صریح معجزات نمایان مثل شق القمر دیکھکر انکار کی اور معاذ اللہ
ساحر کہا اخبار کلام اللہ کو کب تسلیم کرتا ہر اور اگر در حقیقت اصل کلام اللہ کا
مقر ہر کہ بیشک کلام الٰہی ہر اس صورت مین اوس سے کہنا چاہیے کہ اسکو اگر کلام الٰہی
اور کتاب اللہ برحق جانتا ہر بارے یہ کتاب اللہ کس پر نازل ہوئی ہر اور کون

اور کا مکتوب الیہ اور مخاطب الیہ ہو لامحالہ سوا اسکے کچھ نہین کہہ سکتا ہو کہ نبی
آخر الزمان پر نازل ہوا جب یہ اُسنے کہا حجت اسلام کی غالب ہو کہ معجزہ واسطے
تصدیق اور نمائش عام کے درکار ہوتا ہو جیسا کہ صدہا معجزات جس جس طرح پر عوام
نے طلب کیے فوراً دیکھکر ایمان لائے خواص کیواسطے جو کلام الٰہی کے منکر نہین
انکے واسطے کلام اللہ سے زیادہ معجزہ نمایان اور شاہد عادل اوپر تصدیق نبوت
اور رسالت کے کیا ہو سکتا ہو کہ مکتوب کیواسطے مکتوب الیہ کا ہونا ناگزیر اور
مسلم ہو جو شخص کہ مکتوب کا اقرار کرتا ہو مکتوب الیہ سے انکار کسطرح کر سکتا ہو
جیسا کوئی آفتاب کا مقر اور صریحاً دھوپ مین کھڑا ہوا آفتاب کو دیکھ رہا ہو
انکار روز روشن سے کسطرح کر سکتا ہو اور اگر اصل آفتاب روشن کا منکر ہو تو بیاب اُسکے
اثبات وجود روز روشن کا آفتاب سے کیونکر ہو سکتا ہو پس جو شخص کہ اصل کلام اللہ کا
منکر ہو وہ اثبات معجزات نبوی کلام اللہ سے کس راہ سے چاہتا ہو لاجرم درصورت
اقرار کلام اللہ کے جو کچھ کہ اس کتاب اسرار نبوت مین تمامتر آیات قرآنی اور
کلام خدا سے صفات اور معاملات اور تمام سراپا اور علو قرب منزلت اس نبی برحق
صلی اللہ علیہ سلم کا انبیا کے از بیار مذکور ہو وہ سب درحقیقت بیان معجزات نبوی
از روے کلام الٰہی سمجھنا چاہیے بلکہ معجزے کا یہان دون مرتبہ ہو جسکی ماہیت
بیشتر بیان ہو چکی ہو یہ مرتبہ قرب محبوبیت کا ہزار مرتبہ معجزات پر برتر اور غالب
ہو جب ہر حرکت اور سکون اور فعل اور قول اسکا عین حق اور فعل خدا ہو تو کلام اللہ سے

صریح ثابت اور ظاہر ہی پھر اس سے زیادہ بیان معجزات نبوی کلام اللہ سے کیا ثابت ہو سکتا ہی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى اُسکے سب معجزات قولی کی خبر کلام اللہ مین صریح موجود ہی اور يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ اور وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ سب معجزات فعلی پر کلام اللہ ناطق ہی مگر اسکے نزدیک جو اول اصل کلام اللہ کا مقر ہوا اور جو شخص معاذ اللہ کلام اللہ کا منکر ہی پس ہر کہ چراغ را نہ بیند بچراغ چہ بیند پس ایسے منکرین ہی کے سامنے ثبوت نبوت اور معجزات نبوت اُن کتابوں سے چاہیے جن کتابوں کا وہ مقر او معتقد ہی مثل توریت انجیل وغیرہم مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ جب رسالت کا گواہ ایسا شاہد عادل مثل حضرت مسیح علیہ السلام کے ہی پھر اثبات معجزات مین کیا کلام ہو سکتا ہی جب آفتاب کا وجود ثابت ہوا روز روشن کا وجود ثابت تر ہی پس اہل کتاب کا جواب انکی کتاب سے مسلم تر ہی اور اگر کوئی قوم ہنود مین انکار کرے انکی کتب سے مثل توریت و انجیل کے ہر چند نبوت کلام اللہ سے نہین ثابت مگر بجاے خود انکی کتابین اور احکام شاستر دینیات مین مسلم ہین چنانچہ پتھا بہا پران مین جو شستم فن مہادیو کی زبانی حرف بحرف لکھا ہی ہمین اس تصریح سے بقید اسماے خاندان رسالت اور حکایات و سوانح بخصیص سانحہ کربلا لکھا ہی کہ کمتر کسی کتاب مین اس توضیح سے ہوگا اُس پران کا انکی زبان مین اتھرون نام ہی اس سبب سے اکثر مصنفین اور کاملین اس قوم کے اصل نبوت اور رسالت خاص نبی آخر الزمان کے منکر نہین اسی سبب سے حکم فَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

سے مناسبت اوسطیع الاسلام ہین فافہم و تدبر اب ایک مضمون اور ایسے
عہد مین سمجھ لینا قرین احتیاط اور ضرورتر ہی اکثر مولودات شریف
مین ذکر عدم مغفرت اور معذب ہونا والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ممنوع
ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے دعاے مغفرت والدین کے بشدومد تمام سے
بیان کرتے ہین اور یہ بھی شاخ لگاتے ہین کہ جناب باری سے حکم ہوا کہ اگر امت کی
شفاعت چاہتے ہو تو والدین کی مغفرت کیواسطے دعا نکرو الخ نہ معلوم یہ کیا فضائل
نبوی ہین جسکا شرح وبیان مجالس عام مین ضرورتر جانتے ہین خصوصاً ایسے عہد مین کہ
عوام کا مایۂ ضعف عقیدت اور خواص کو تحیر اور منکرین طرف مقابل کو حجت انکار کی
اور عتراض وابطال اسلام سے قوی تر ہوتی ہی لہذا کاتب الحروف کو اس امر خاص
مین بھی بقدر مناسب کچھ لکھنا ضرورتر ہوا تا گنجایش شبہات مومنین اور حجت انکار کی
منکرین اور ضعف عقیدت عوام باقی نہ رہے مشہور و غالب ہی کہ عدم مغفرت اور کفر
والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی امر سے قرار دیتے ہو انکے دین محمدی مین نہ آئے
اور ایمان لانے کی نوبت نہ پہونچی تھی اسمین والدین کا کیا قصور کہ تا زمانہ بعثت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ کب تھے کہ ایمان لاتے ہنوز آپکی ولادت نہوئی
تھی کہ والد آنحضرت نے رحلت کی اور زمانہ شش سالگی مین والدہ آنحضرت
آمنہ نے وفات پائی مگر انبیاے سابق کی امت ہونا اور ایمان انکا لانا مسلم اور
یقینی کہ نام آمنہ اور عبداللہ کا مضمون ایمان اور عبودیت پر صریح گواہی دیتا ہی

ایسے نام کفار اور مشرکین سے کے نہیں ہو سکتے ہیں اور ممنوع ہونا آنحضرت کا دعا
دعاے مغفرت والدین کے بھی غالب ہے کہ اسی راہ سے کہتے ہوں کہ ہر نبی کو اپنی
امت خاص کی مغفرت اور شفاعت کیواسطے دعا مانگنا چاہیے امم انبیاے دیگر
کیواسطے کچھ کہنا نہ چاہیے کہ ہنگام شفاعت کبری بہ تخصیص امت خاص اُمّتی اُمّتی
گویان ہونگے اور والدین آنحضرت بسبب وفات قبل بعثت داخل امت محمدی مین
نہونے پائے شاید اس راہ سے ممنوع ہونا آنحضرت کا بیان کرتے ہوں کہ داخل امت
نہ تھے یا شاید اس راہ سے کہتے ہوں کہ کلام اللہ مین ارشاد ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ
آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ
أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ط وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ
وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ
حَلِيمٌ ط اب معان نظر درکار ہے کہ مفہوم معنی اس آیہ کریمہ سے تخصیص ممانعت
دعاے مغفرت والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نہیں پائی جاتی اول تخصیص لفظ
والدین آنحضرت اس آیہ سے پائی نہیں جاتی دوم لفظ اُولِي قُرْبَىٰ سے ہرگز تخصیص
والدین کی نہیں ہوسکتی کہ آپکے زمانہ بعثت تک زندہ بھی نہ تھے بلکہ اعمام آنحضرت مثل
ابی لہب ابی جہل اور ابی طالب بھی بدرجہ اولی مراد ہو سکتے ہیں کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ
أَحْبَبْتَ الخ اس مضمون کو قوت دیتا ہے کہ زمانہ بعثت تک انکا زندہ رہنا اور ایمان نہ لانا
ثابت ہے اور آنحضرت کی نہایت رحم فطری سے عبداللہ منافق کیواسطے بھی دعا مانگنا ثابت ہے

کہ جنکے واسطے بصراحت تمام ممانعت آئی کہ لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا اسواسطے ممانعت ہوئی ہو کہ واسطے ابی لہب و ابی جہل کے بسبب ترحم فطری کے دعاے مغفرت نہ کرنے لگین جیسے ابی طالب کیواسطے دعا کرتے تھے پس اس ممانعت کیواسطے لفظ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى بہ نسبت والدین کے جانب اعمام اور اقربا فائدہ تخصیص کا زیادہ تر بخشتی ہی اور نسبت پدر ابراہیم علیہ السلام کے ہرگز بیان صادق نہین آسکتی کہ اُنکا زندہ رہنا تا زمانہ بعثت ابراہیم علیہ السلام اور نہ ایمان لانا اور بت پرستی اور بت تراشی کرنا اور ہر طرح کی اذیت اور تکالیف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دینا کلام اللہ سے ثابت ہی کہ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ہ اسطرح شرک اور بت پرستی معاذ اللہ والدین آنحضرت کی اور ایذا دینا اور انحراف کرنا بلکہ زندہ رہنا زمانہ بعثت تک کب ثابت ہی اور ایمان اور عبدیت نام سے پیدا ہی بیش ازین نیست کہ انبیاے سابق کی امت مین ہونگے اور انکا ایمان لائے ہونگے وہ بھی مثل حضرت ابراہیم اور حضرت موسی یا حضرت عیسی علیہما السلام کے صاحب کتاب اولوالعزم تھے اُنکے دین پر جو لوگ ثابت قدم تھے اور اُنپر ایمان لائے تھے اُنکی مغفرت مین کیا کلام ہی کہ کلام اللہ مین بتواتر وارد ہی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الخ پس اس راہ سے نجات اُخروی مسلم اور منصوص اگر اس راہ سے ہو کہ بسبب

نہ وفا کرنے زندگی کے زمانہ بعثت تک اہل امت ہوئے تھے حضرت کو دعا
مغفرت کی ممانعت ہوئی ہو سنافی نجات نہیں ہو سکتی کہ نبی کو سوا اپنی امت
خاص کے دوسری امت کیواسطے شفاعت نہیں پہونچتی کَانُوْا اُولِی قُرْبیٰ
یا اس راہ سے ممانعت ہوئی ہو کہ اللہ تعالی نے خاص اپنی کمال رحمت پر
بے منت شفاعت انکی مغفرت موقوف رکھی ہو بہرحال یہ سب تاویلات اور قیاسات کی ضرورت
حاجت ہر جب بنص صریح نہی ممانعت دعاے مغفرت والدین کی براءت خاص ثابت ہو وَاِذَا لَیْسَ فَلَیْسَ
لہذا انسان اس نہ دانست کے مومن کو عقیدہ عدم مغفرت والدین آنحضرت کا نہ چاہیے اور
ایسے مقام میں سکوت اولیٰ تر معلوم ہوتا ہو نہ کہ معاذ اللہ علی رؤس الاشہاد مجالس قائم
کرکے با آواز بلند یہی غلط بطور رجز بے محابا بیان کرنا فَانْتَبِہْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ بازم برسر
سخن آییم کنون باصل بیان تا بگیرم زخامہ کار زبان ہ اب جاننا چاہیے کہ ابتدائے خلقت سے
اللہ تعالے اپنے اس نور ذاتی کو طرح طرح کے حجب عزت اور عظمت اور جبروت میں چھپاتا
چلا آیا یہان تک کہ اس عالم ناسوت میں پردہ بشری ورحیلہ عالم اسباب مین
مدۃ الحیات چھپایا جسکی مصلحتیں اور حکمتیں بیشتر بیان ہو چکی ہین پھر اس پردہ کا حال
کس طرح کوئی بیان کر سکتا ہو اگر جھوٹھ ہو تو معاذ اللہ خدا پر افترا اور بہتان ہی
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اور سچ ہو تو پردہ دری اور افشاے اسرار الٰہی خلاف رضاے الٰہی
اور مقام قہر و غضب الٰہی کا ہی ہان روز ظہور اس نور ذاتی کا وہی ایکدن خاص ہو وہ کیون
نہ بیان کیا جائے کہ بیان واقعی ہی اور اللہ نے خود بیان کیا ہی اور پردہ داری نہین کی

جیسا کہ مجملاً بیان ہو چکا ہی باقی اکثر مضامین تفصیلی خصوصاً اسرار معرکۂ کربلا کتاب
اسرار حکمت مین از روے آیات قرآنی واضح تر ہین بیان نکتۂ دیگر اب یہان
ایک نکتہ عجیب اور باریک از کتر دل پہ وارد ہوتا ہی کہ کسی طرح بیان مین نہ آسکتا
فقط اہل علم لوگون کے سمجھنے کی بات ہی نہ کہنے کی یعنی اگر اسی نور نبوت کو عین ذات
کہا جاوے ایک طرف شریعت اور بناء عبدیت قائم اور حد شریعت جاری
ہوتی ہی اور ایک طرف مقام طریقت ہی کچھ مقام تعریف اور تمیز کا نہیں کیونکہ ہر ذرہ کو
عین اوست کہتے ہین اس صورت مین نور نبوت کی کیا تخصیص اور ترجیح باقی رہی
پس اگر یہان شان محمدی کو بھی عین اوست کہا کچھ امتیاز اور تخصیص اور ترجیح نہوئی
کہ ہر ذرہ عین اوست اور ادھر مقام شریعت اور بناء عبدیت مین کمال گناہ بلکہ
شرک و ممنوع لاجرم مشکل دکھاتے ہیں کہ ہر ذرہ عین اوست ؛ ولیکن منیتوان
گفت حکایت باو کنند ؛ اور اگر عین اوست نہ کہا جائے تو غیریت اور جدائی پائی جاتی ہی
یہ بھی نہیں بنتا ہی پھر کیا کیا جاوے اور کیا کہا جاوے پس یہ عقدہ نازک بدون تمثیل کے
سمجھ مین نہیں آتا اور تمثیل سے بھی اس حالت مین سمجھ مین آسکتا ہی کہ شخص اہل اللہ
اہل باطن ہوا اور یہان نظر کو کام فرماوے والا ظاہر مضمون لکھکر ارباب ظاہر بسبب نافہمی کے
بسر انکار ہونگے اور بات بہت دور جا پڑیگی جبکہ ہم پست فہمون کی سمجھ مین یہ نہین آتی
بعضے حیرت کرنے لگتے ہین بعضے انکار کرکے بھلا برا کہنے لگتے ہین کہ
ہرچہ در فہم تو نہ آید راست ؛ تو ندانستہ مگر کہ خطاست ؛ یہان تک کہ نوبت ہجو

اور تکفیر سے گذر کے قتل اور رجم کی نوبت پہونچاتے ہین چنانچہ وجہ قتل سرمد
کی یہی باعث تھی کہ کسی حالت مین سرمد کی زبان سے نکل گئی تھی رباعی از سرمد آن
کو سر حقیقتش باور شد ۔ پہنائیش از سپہر پہنا ور شدہ ملا گوید کہ برشد احمد بفلاک
سرمد گوید فلاک بآحمد در شد ۔ یہی مضمون کو منکر معراج قرار دیکر عالمگیر بادشاہ نے حکم
قتل کا دیا کما وقع مشہور ہی کہ ہنگام قتل یا بعد قتل سرمد نے اپنے خون سے یہ رباعی
حذف ریزہ ہاے سفالین پر بانگشت شہادت سے لکھی والعہدۃ علی الراوی
سرمد کہ خطاب سرمدی یافت ۔ منزل بمقام احمدی یافت ۔ آزاد نشد ز تیغ جلاد
از بادہ وصل بیخودی یافت ۔ چنانچہ اسیطرح سے قول جناب امیر علیہ السلام کا ملاحظہ
کرنا چاہیے اَنَا رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اسکو ناسمجھ اور نا اہل ربا ظاہر کیا سمجھتے ہین کہ
اسی مصلحتون سے نا اہلون سے چھپانا اور تقیہ کرنا واجب ہوا اگر جو اسکے معنی باطن
اند کتاویل کیا جاوے کچھ خلاف شریعت اور سوا اوسکے نہین کہ رب اسم صفات ہی
نہ اسم ذات جیسے کسی بندہ کو باعتبار صفات کریم یا غنی یا رحیم یا جواد کہین کفر
اور قصور نہین لازم آتا ہی کہ خود اللہ تعالی نے کلام اللہ مین آیان ارجع لید بادشاہ مصر کیطرف
لفظ رب کی نسبت کرکے فرماتا ہی اُذْکُرْنِی عِنْدَ رَبِّکَ اِرْجِعْ عِنْدَ رَبِّکَ صریح ان
دونون مقامون مین لفظ رب سے بادشاہ مصر کا مراد ہی اسصورت مین لفظ
رب کی نسبت باعتبار صفت اگر کسی بندہ کیطرف کیجاوے کیا کفر لازم آتا ہی ہان
اللہ نہ کہے کہ اسم ذات ہی مگر اوس مقام میں جب خود اللہ اپنے اسم ذات سے تعبیر کرے

فرماوے کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جیسا کہ ترجمہ معنی آیہ نور مین پیشتر مذکور ہو چکا ہو پھر ایسی جگہ کیا کیا اور کیا کہا جاوے ہان مگر پاس ادب سے اپنی زبان نہ کہے اور اگر کسی بزرگ اہل دل کے کلام مین پاوے چپ رہے یا تاویل معقول حسب شریعت کر کے اپنے دل کو سمجھا لیوے جیسا کہ اقوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین آیا ہو کہ اَنَا عَرَبٌ بِلَا عَیْنٍ اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ اسمین اگر کوئی تامل نکرے ورنہ سمجھے خلاف شریعت کہنے لگے ہرگاہ تھوڑا بھی غور و تامل کرے کچھ اصل معنی مین فتور نہین کہ اسم صفت ہی جیسا کہ مذکور ہو چکا اور اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ مین لفظ اَحَدْ کی پیدا ہوتی ہو کہ آپ کی ذات بھی مستثنے اور منفرد وحید دارین تھی اور اگر لحاظ کیجاوے سب بندہٗ خدا بجاے خود فرد فرد ایک ایک جدا ہین اور باینہمہ کثرت بنی نوع ہرگز ایک دوسرے کا مماثل نہین یہ عجائب قدرت صانع حقیقی دیکھا چاہیے کہ بنی نوع یک بینی دو گوش صوت جسمانی بطرز واحد رکھتے ہین باہمہ مناسب اعضا ہر واحد کی صورت خاص اور آواز جدا ہی فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ پس لفظ اَحَدْ کی عبودیت اور عبدیت کی مناقض نہین کہ یہ ذات خاص عبدیت مین بھی وحید اور منفرد تھی پس ایسے مقام مین جو مغز سخن سمجھ ہین نہ آسکے تامل درکار ہی نہ انکار ہے ع چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست ٭ سخن شناس نۂ جان من خطا اینجاست ٭ اب اس راہ سے کہا جاتا ہی کہ جب ذات باری سے مراد عقل اعلیٰ قرار دی گئی اور نور عقل عین نور نبوت ٹھہرا جیسا کہ

بیشتر باستناد اقوال معتبر تطبیق آیات اور حدیث نبوی برعایت جانب شریعت
موجہ اور مدلل واضح تر بیان کیا گیا ہے اور کتاب اسرار عقل و عشق مین
اسکا بیان واضح تر ہے اور تمام بدن انسان اور اعضاے ظاہری اور حواس
باطنی مین باتفاق عقل شریف تر اور ممتاز ہے اور سب چیزین من حیث الاعضا
اور حواس حتی کہ نطق مین بھی سب حیوانات کے شریک غالب ہو سکتے ہین بجز عقل انسانی مین
کوئی حیوان انسان کے شریک نہین ہو سکتا کہ اسی نور عقل سے نوع بشر بالاجماع سب
حیوانات پر غالب بلکہ حاکم اور مالک اور مسلط اور قابل اور شریف اور ممتاز ہے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہے اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَھُمْ مِمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَا اَنْعَامًا فَھُمْ لَھَا مَالِکُوْنَ وَذَلَّلْنٰھَا
لَھُمْ فَمِنْھَا رَکُوْبُھُمْ وَمِنْھَا یَاْکُلُوْنَ اور اس جسم عالم اکبر مین اس
نور عقل کا نام نور نبوت ہے جیسا کہ بیشتر مذکور ہو چکا ہے از موحد مولانا
اوحد الدین کرمانی علیہ الرحمہ ۔ حق جان جہان است جہان جملہ بدن ٭
ارواح و ملائکہ حواس این تن ٭ اجرام و عناصر و موالید اعضا ٭ توحید نبوی درست
عقل روشن ٭ شعر مشہور جامی علیہ الرحمہ اینچنان شرح کردہ اند ۔ جہان یکسیر
ارواح وجہ اجسام ٭ بود شخصے معین عالمش نام ٭ دران نور نبوت عقل حق جان
محمد نام او در شکل انسان ٭ چو انسان عالم اصغر عیان شد ٭ درین پردہ ظہور او
عیان شد ٭ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ہست سلطان ٭ وزیر عقل نور احمدی آن ٭ جوہر و نور یکجا
شد درین طرح عیان شد یعنے نور اعلی نور ٭ پس این صفت کمال عقل سے سب حیوانات بالکل خارج ہو گئے

باقی رہے سب نوع بشر اسمیں بھی بقدر مرتبہ عقل ہر واحد کا ایک دوسرے پر ترجیح اور غلبہ
اور اعتبار رکھتا ہے کہ ناقص فدائے کامل ہوا اور تکلیفات شرعی بھی بقدر مرتبہ عقل کے
ہیں اسی نوع بشر میں بعضے بمصداق وَهُمْ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا کے
باعتبار عقل کے اور عقل سے مراد عقل سلیم ہے جو خدا شناسی کیطرف ہدایت کرے عقل
کو خدا سے دور تر کرکے قائل تدبیر کی کرتی ہے کہ عقل خود بین اور خدا بین میں بڑا فرق
ہے پس بقدر کمال عقل سلیم کے تکلیف شرعی بھی سب عوام اور انعام سے زیادہ تر کہ
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اشارہ اسی مقام سے ہے پس جسکی جانب عقل کامل
اور نور ذاتی کی نسبت کی گئی اسکا رجحان اور غلبہ بہر نمط سب بنی نوع پر کہ سب
ماسوی پر لا محالہ پایا گیا اور منصوص بھی اور تکلیف شرعی بھی اسکی طرف زیادہ تر منسوب
ہے پس باعتبار اس صفت خاص اور کمال عقل سلیم کے کوئی نوع بشر اسکی شرکت اور
مساوات اور برابری نہیں کر سکتا ہے اور اکثر صفات و اعضائے ظاہری اور حواس
باطنی میں سب بنی نوع بصورت شریک ہمدگر ہو سکتے ہیں کہ مفہوم فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي
فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اسپر دلالت کرتا ہے اسکو ملا حسین میبدی نے کتاب فواتح میں
واضح تر لکھا ہے یہاں اسکی شرح کرنا اصل مطلب سے دور ہونا ہے پس اس صورت میں
چاہیے کہ یہ شعر بے معنی نہو ع بندہ از بندگی خدا گردد * نتواند کہ مصطفی گردد *
یعنے انسان باعتبار جسمیت تناسب اعضا اور صورت نوعی میں جسم عالم اکبر سے مناسبت
کر سکتا ہے کہ عالم صغیر ہے مگر صفت عقل کامل ہیں کہ اس جسم عالم اکبر میں نور محمدی سے

مراد ہی ہرگز کوئی نوع بشر مسامت عالم اکبر سے نہین کر سکتا ہی کیونکہ ؎ عقل
انسانی پذیرائی خطاست ؛ آنچہ در عقلت نیاید آن خداست ؛ اس اوسے
تھا۔ اس شعر کے معنی مین کچھ فتور نہین پایا جاتا کہ شان مصطفائی سے عقل کامل
مراد ہو جو بزبان شریعت مین عقل و اعلیٰ شان اسی عقل اول کی ہی کہ جسکا نام عالم ظاہر مین محمدؐ
ظاہر ہوا جو پردہ بشری مین اس عقل کل نے آپکو چھپایا اسواسطے برعایت پردہ بشریت
التزام لفظ عبدہٗ کا ضرور تر ہوا جیسا کہ مذکور ہوتا ہی مثلاً کوئی کہے کہ ہر شخص
صورت نوعی مین لقمان کی مسامت کر سکتا ہی مگر عقل مین نہین کر سکتا ہی یعنی
کہ نوع بشر بین صورت نوعی مین شریک ہی مگر ہین ہونا یہ شعر وہی بطور معما او نہین کے
مقام بلند سے وارد ہوا تھا اور ایسی تلقاے وہی مین دخل شیطان کا نہین ہو سکتا
اور نوع بشر اپنی فکر و غور سے قصداً ایسے مضمون منہ سے نہین نکال سکتا ہی کہ بادی النظر مین
ظاہر بینون کے نزدیک فی الجملہ مقام تامل ہوتا ہی لہذا اسکی شرح معانی مین برعایت
جانب شریعت بہ تمثیل واضح بہت اشعار سرزد ہوے کہ البتہ لائق ملاحظہ اور غور و
تامل صاحبدلون کے معلوم ہوے اسواسطے اسکا نقل چھوڑنا روا نہوا اگر ایسے مضامین
اور اشعار کو مثل اور مضامین مولود شریف کے ہر عام و خاص نا اہل کے سامنے علی العموم
پڑھنا نہ چاہیے کہ كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ بلکہ اسکے ارباب و اہل کو بامعان نظر
غور و تامل درکار ہی کہ سر نازک سمجھنے کا اور ہوتا ہی اور کہنے کا اور مَنْ فَهِمَ فَهِمَ
گفتہ اند ؎ گر نگوئی نگویش ہمہ اوست ؛ ور بدانی بدانش ہمہ اوست ؛ فافہموا وتدبروا

ع آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد یہاں سے بیان اور مرتبہ نور نبوت کا سمجھنا چاہیے ۔ بندہ از بندگی خدا گردد ، نتواند کہ مصطفیٰ گردد بہ اشعار دیگر بشرح معنی ہمین شعر و ہمی بشنو اشنو کہ

بندہ از بندگی خدا گردد	نتواند کہ مصطفیٰ گردد	قطرہ در آب رفتہ آب شود
نیست ممکن کہ گوہر ناب شود	مگر اینجا تاملے باید	تا بہ عقل و شرع ہم آید
معنی اللّٰہ ہر کجا موجود	نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ خود فرمود	نفس شد چون بہ بندگی نابود
پس خودی کی فنا شد خدا موجود	حرف بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ	اَفَلَا تَعْلَمُ وَ لَا تَشْعُرُ
لیک شانِ محمدی ست جدا	کہ نباشد خدا نہ غیر خدا	نبود گرچہ آب گوہر ناب
نیست بے آب نیز دُرِّ خوش آب	چون ہمہ ما سوی ست عین خدا	او ز ہر ما سوی ست مستثنیٰ
ما سوی مظہرِ صفات بود	او مظہر صفات و ذات بود	معجزاتش تمام فعل خدا
نطق مَا یَنْطِقُ ہم زہی	از یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ	نکتہ در باب کَیْفَ یَہْدِیْہِمْ
مَا رَمَیْتَ چہ معنی دارد	اِذْ رَمَیْتَ چہ نکتہ می آرد	آن حدیثے کہ نام آن قدسی ست
ہمہ قول خدا زبان نبی ست	کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ	سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ
از زبان رسول گر زیبا ست	متکلم بدین کلام خدا ست	فعل از ید ما رمیت شناس
قول حق کن ازین مقام قیاس	در شریعت تو عَبْدُہٗ برخوان	در طریقت اَحَدْ ز اَحْمَدْ دان
شرع را گر مقام تفہیم ست	ز اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ ست	بندہ اینجا ز بندگی چو رسید
باز خود را بہ بندگی چو ندید	بندہ او را دگر نباید خواند	وانکہ در بندگی درست نماند

عبدیت چون شد ورفت اینجا
یا انا الحق کسے ازو بشگفت
درچنین جا چو عبدیت برجاست
که درینجاست عبدہٗ گویان
ارنی گفت چون کلیم اللہ
که خدا خود الم تر گفتا
اینهمه رتبہ اش ز عبدیت است
قاب قوسین قرب او [illegible]
لی مع اللہ نکتہ بار کیست
بندہ سلطان اوست [illegible]
وان نگفتم که او خدا گردد
نا خدا زدہ خدا نظیر این را
پس اگر بندہ [illegible] گردد
ضبط خود پیش [illegible] مشکل را
معنی [illegible] بندہ شدن
عرف نفسه شود پیدا
گر نظیرش طلب کنی مجاز

شد انا نبتی ورد پیدا
عبدہٗ درچنین مقام گفت
این سخن مصطفیٰ [illegible]
رتبہ اوست عبدہٗ و رسولہٗ
لن ترانی شنید خود انگاه
گرچه لفظ الم تر تمام است
که دران بارگاه احمدیست
عند ربی ابیت [illegible]
مقعد صدق [illegible] عند ملیک
کار فوق بشر نمی باشد
[illegible] که مصطفیٰ گردد
همچنین [illegible]
[illegible] مصطفیٰ گردید
بندہ خود را چو [illegible] بندہ
[illegible] انا [illegible]
این سخن مصطفیٰ [illegible]
پیش [illegible] چنین مقام [illegible]

قد [illegible] کسے [illegible] گفت
جز محمد چنین کلمه نشگفت
[illegible] شان محمدی ست چنان
کو چنین آید از ظلوم وجهول
رتبہ احمدی به بین انجا
والی ربک چه ابهام است
[illegible] گفت [illegible]
[illegible] مقام محمود
همچنین [illegible] عبدہٗ گفتن
[illegible] یار و [illegible] باشد
هم [illegible] صاحب ست خدا
[illegible] کرامات [illegible] گوی
بندہ را چون [illegible] بدل
که انا [illegible] دل [illegible]
[illegible] شناخت کرخود را
[illegible] دیگران [illegible]
خودشناسی بدل چو پیدا شد

عَرَفَ نَفسَهُ هویدا شد
این مثل کن ازین مقام قیاس
لیک خود بینی ست عکس این
ادب بندگی به بنده سزاست
باطن شرع را حقیقت دان
بنده هرگز نماند شیطان ست
هست اطلاق عبد در آفاق
از جمیعی بهر مضمنه سزاست
پس زتخصیص فادخلی چه مفاد
از شریعت چه پا نهاد بدر
مغز گفتند گو حقیقت را
باشد این هر دو مزرعش دنیا
لیک بی پوست بچه مردار است
ور همین ست تو ببین چه شد ار نه
عشق گردد مبدل از نفرت
قول صاحب نظر ببین چه نکوست
گر بدانی بدانیش همه اوست

نفس خود را به بندگی چو شناخت
جای خود را فرو نیا شناس
خود شناسی بانکسار کشد
که شریعت بعرف نام اوست
از حقیقت بمعرفت چو رسید
از عبادی عبارت انسانست
لیک نی و خدا ز لفظ عباد
از بدی هر دو پایه کز نیابت
عین این عبدیت شریعت دان
شده بیرون ز عبدیت یکسر
لیک بی پوست دانه گر کاری
تخم بی پوست کی دمد هیچ جا
اندکی صدمه گر رسد بر پوست
که اثر میکند بعشق مجاز
هر که او را ندید در رگ و پوست
که بچشمان دل مبین جز دوست
ور بگوئی بگوئیش همه دوست

عَرَفَ رَبَّهُ علم افراخت
معنی خود شناسی ست همین
لیک خود بینیت بنار کشد
ظاهر بندگی شریعت دان
باز خود را به بندگی چو ندید
گرچه مر بهر بشر علی الاطلاق
فَادخُلِی فِی عِبَادِی ست مراد
همه داخل شدند گر نه عباد
در طریقت عبودیت برخوان
پوست گفتند گو شریعت را
کی بروید چه بار بر دارند
پوست بر بعینه گرچه بیکارست
بچه زنده کو امید در بستست
پوست گر بر کنند از صورت
ور شهادت بدانکه ظل اوست
هر چه بینی بدانکه مظهر اوست
اینقدر فرق آن مغز از پوست

زین کلم و بیش ہم کفر درست
پردۂ شرع راکہ گفتی قشر
پردہ در علم بد اشیاء ہست
ذات حق آفتاب جامع کل
نگر از نور فیضیاب بود
بندہ کز بندگی خدا گردد
فَطَرَ النَّاسَ را بود چہ گواہ
لیک در جسم عالم اکبر
کی توانند رسید نوع بشر
مثالے گر کسے بگفت چنان
نہ بعقل و علوم روحانی
کہ شد از قید نور عقل جدا
ہمہ اطلاق چون کنند بر آن
مگر این شان شرع مصطفوی ست
نہ بآن ذات مصطفے نام
بندہ ہر گہ کہ شد فنا فی اللہ
این بقائے بود کہ بعد فناست

این سخن پوست کند دوست اگر
لیک بے پردہ محض باشد کفر
پردۂ شرع را مکن تفتیح
نور آن آفتاب ختم رسل
نور در ذرہ گر بود بالذات
از ہمین نور مصطفے گردد
گفتن این سخن روا گردد
عقل نور نبوت ست مگر
زان بگفتم کہ او خدا گردد
کہ فلان بودہ ست چون لقمان
ہمچنان گر بحکم فَطَرَ النَّاسَ
نام او احمد است نام خدا
پرتو حق چو جلوہ کرد برو
کہ خودی رفت عبدیت باقیست
با شریعت طریقت ست ہم
عبدیت سلب شد ازو آنگاہ
در چنین حالت ست عبدیت مشکل

آنکہ جز شرع نیست راہ دگر
تا ودیعت بپردۂ اسلام است
زانکہ بے پردہ است کفر صریح
گرچہ ہر ذرہ آفتاب بود
چون نتابد بسایۂ ظلمات
فِطْرَتَ اللّٰہِ در کلام اللہ
بندہ از بندگی خدا گردد
پس از آن عقل عالم اکبر
نتواند کہ مصطفے گردد
می توان شد بشکل انسانی
چون خدا بندہ گفتہ شد لا باس
سایہ شد از پری چو بر انسان
چہ عجب گر خودی نماند درو
گو بنفی خودی خدا ماند
معرفت ہم بدین بود تو مدام
بعد ازین ہم چو عبدیت بر جاست
این نشد جز بمصطفے حاصل

عبدیت شد ز بنده مانَه خدا | گر از شرع مصطفی ست جدا
نتواند که مصطفی گردد | از همین نور احمدست دلیل
زان نگفتم که او خدا گردد | که برافروخت در حرم قندیل
سندش گر بجوئی از قرآن | حرف مصباح فی زجاجه بخوان

چون هیچ جا هیچ شیء از خدا خالی نیست خدا در هر حال و هر مقام موجود از ینجاست که گفته اند
خدا شدن آسان و بنده شدن مشکل لاجرم صفت بنده و شان بندگی دانستن ضرور تر تا معلوم شود
که در ین مشکل کمال عبدیت توان نسبت داد که در عرف عوام همین پایه اکه یک بینی و گوش دارد بنده
لقب کرده اند پس عند الله هم اگر همین صورت فوت مراد از بنده می بود تا هر کافر و مشرک بیدین با
همین صورت دارد باسے از عموم و تخصیص فَادْخُلِي فِي عِبَادِي چه داد و از مضمون اِنَّ
عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ چه مفاد توانند بود لاجرم شان بندگی بنده بودنست
نه صورت بنده مر یرا که هر بنی نوع آدم صورت و درین تخصیص منصوصه افضل نمیتوان شد که نشان او در هر حال
باصل فطرت و حقیقت خود نظر بودن شرط عبدیت ست که ای ایاز قدر خود بشناس خود را فراموش
کردن گویا خدا را فراموش کردنست مقابله این خود را بعبدیت شناختن خدا را بمعبودیت شناختن ست
مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ پس خود را شناختن اینست که نظر باصل حقیقت و ماهیت
خود داشته پا از حد و مرتبه خود فراتر ننهد فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِنْ مَاءٍ دَافِقٍ الخ
بنده و مقام عبدیت هرگاه درین مقام خود را شناخت از خود بینی و تکبر لامحاله باز خواهد ماند خود بینی تمام
خدا بینی یقینی ست از ینجاست که کار افتاده گفته اند گرت چشم خدا بینی نه بخشند * نه بینی هیچ جا عاجز
تر از خویش * و هر گاه باصل حقیقت خلقت خود نظر نکرد خود را نتواند شناخت چون خود را نشناخت

چون از خودی رستی بنده ماند خدا

واصل حقیقت خود ندہست گویا معاذ اللہ خصم مقابل با خدا شد کہ میفرماید اَوَلَمْ یَرَى الْاِنْسَانُ
اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ نازید با صل خلقت انسان تو ان سیکر
خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا خلقت او و خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ فطرت او
اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ تربت او و فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ صورت او وَاِنَّ الْاِنْسَانَ
خُلِقَ هَلُوْعًا طینت او اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا خاصیت او وَاِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا
عادت او وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا طبیعت او عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ حقیقت او
اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا صفت او كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى
جبلت او وَاِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ہیئت او وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ فِیْ كَبَدٍ ہیئت او
مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ کیفیت او وَاِذَا قَامُوْۤا
اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى عبادت او وَاِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ معصیت او
اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ عادت او وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ دعوت او و اگر بر نسب فخر میکند وَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ
اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ آمده است کہ گفته اند ہیچ عز و ذل انسان بر نسب موقوف نیست
ابن آزر از کجا و ابن نوح ست از کجا ، و اگر بر مال و منال می نازد یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ
وَّلَا بَنُوْنَ ہم میفرماید و اگر بر علم می نازد وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا آمده است و اگر بر جاه
حشمت و سلطنت مغرورست مَاۤ اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِیَهْ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ میفرماید اول ہم
خاک و آخر ہم خاک و اکنون ہم خاک ماضی و مستقبل و حال بہر حال خاک در خاک مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ

بیان اصل خلقت و ماہیت انسانی از رو ے آیات قرآنی ۱۲

وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ مَالِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْأَرْبَابِ
زخاک آفریدست خداوند پاک پس ای بنده افتادگی کن چو خاک چون ابتدا و
انتها و حقیقت و ماهیت بندهٔ خاکی اینست پس ع خاکشو پیش از انکه خاک شوی
لاجرم خودرا شناختن همین معنی دارد که خودرا در هر حال خصوصًا دران مقام لبث به
عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ شان اوست خودرا عبد بیند تا اطلاق بندگی و مفهوم
فَادْخُلِي فِي عِبَادِي برا صادق و مخاطب صحیح تواند بود که گفته شده پیش از
خاک شدن هر که کند خودرا خاک بالیقین رتبهٔ خاکش گذرد از افلاک لاجرم
این مرتبه و تعلق ظرف خاصهٔ شان همان یک بندهٔ خاص اوست که دران
مقام قرب خاص از جناب معبود حقیقی أَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ شنید
و کرو بیان مقرب او هم در همان صحبت به عبدیت و رسالت او وا داے شهادت
نمودند که أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ بنگر که از همین مقام
مضمون این شعر خبر میدهد که گفته شده بنده از بندگی خدا گردد نتواند که مصطفی
گردد و اما هرگاه بنده دران مقام خاص رسیده عبدیت خودرا فراموش کرد أَنَا الْحَقُّ
میگوید مگر عَبْدُهُ که در هیچ مقام برتر رسیده گفتن خودرا در مقام بندگی و عبدیت با این همه
قرب و علو مرتبه همچنان بنده دیدن ثابت قدم و مستقل بوده آداب شریعت ظاهر ملحوظ داشتن کار
همان یک بندهٔ خاص است پس دگر بنده نتواند که مصطفی گردد فافهم وَتَدَبَّرْ وَتَأَمَّلْ
مضمون کمال رحمت و رافت آن رحمة للعالمین نسبت بجمیع عالمیان عمومًا و للمومنین خصوصًا

که بتاریخ ششم ربیع الاولی سنه ۱۳۰۱ ہجری روز چهارشنبه از مبدء فیضان بر دل و از دل بخامه و از خامه بکاغذ ریخته ظاهر است که او تعالی شانه در مقام محبت و اصلاح نسبت به برادران داده است که فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ حتی که اگر شاید در بعض امور دنیوی نقاری و فکر رنجی با درمیان ایشان واقع شده باشد برای اصلاح آن می فرماید که وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ از ینجاست که نسبت بعض انبیا با امت آنها در مقام رافت و محبت باامم به برادر داده است که میفرماید اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ و در نسبت هود علیه السلام میفرماید وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا و نسبت صالح علیه السلام وارد است که وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا و نسبت شعیب علیه السلام آمده است که وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا و بجانب لوط علیه السلام ایماست که اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ از همین جا مرتبه نسبت رحمت و رافت آن رحمة للعالمین توان دید و سنجید که در مقام کمال رافت و عطوفت نسبت بعض فرات تا حدیست که میفرماید لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ از ینجا بجان سخن توان رسید که زن و فرزند و مادر و پدر و برادر و عزیز و دوست و آشنا هر چند از جان عزیز عزیزتر باشند مگر هر گاه که بر جان عزیز خود می افتد بجانب هیچکس نظری نمی بینند و از همه گریزان میشوند که یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ الخ عبارت از ینست حتی که انبیا علیهم الصلوة والسلام هم بر خود لرزیده نفسی نفسی خواهند گفت و پروای امت و عزیزان خود نخواهند کرد که زیاده از جان عزیز خود هیچکس عزیزتر نمی باشد لیکن از همین جا توان دید که آن رحمة للعالمین را با جان و نفس شان نسبت نه او نه برادر که زیاده

انفس خود هیچکس عزیز نیست خود معلوم ست که هابیل با قابیل چه کرد و برادران یوسف
علیه السلام با چنان برادر عزیز چه کردند پس این حرف بزبان گفتن تکیه کلام و دستور العمل خاص
وعام ست که فلان عزیز از جان ست الا هرگاه که بر نفس و جان خود می افتد بیان حالت
که بالا مذکور ست که بجز نفس خود پروای دیگری نماند و روز امتحان این دعوی باطل ست همانست
که میفرماید یَوْمَ تَذْهَلُ کُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا الآیه
در چنین روز امتحان اگر زن و فرزند و پدر و مادر و برادر یا دوست آشنا آشنا
را با نفس خود شریک کند البته در دعوی خود صادق ست چه جا که عاشق دشمن
معشوق خود درین روز میشود کیفیت آن عزیز که اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ
آمده است پس هرگاه مرتبهٔ کمال رافت و رحمت آن رحمت مجسم بلفظ اَنْفُسِهِمْ تعبیر فرمود
تا از همه پدر و مادر و برادر و فرزند غالب شد که بر فهم که بلفظ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ وَحَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ
وَرَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ترقی میفرماید که میفرماید لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ
عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ اکنون برینهم
ترقی میفرماید که میفرماید اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ
معنی این نکته بروز قیامت بروز خواهد کرد که هر یکی از خویش و برادر و زن و فرزند و معشوق
و محبوب خود عداوت و نفرت نموده خواهد گفت که یَا وَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا
خَلِیْلًا و این رحمت مجسم رؤف و رحیم جان عزیز و نفس خود را فدای امت در چنین وقت
سخت نموده اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ خواهد گفت که گفته شد سه وقتیکه یک نیزه بود مهر درخشان

وقتیکه رسولان همه نفسی شده گویان ؛ وقتیکه پدر شده ز پسر گریزان ؛ وقتیکه زبان
تنفر بود نهان ؛ وقتیکه اولوالعزم بود مضطر و حیران ؛ وقتیکه شود زیر و زبر عالم امکان
آنوقت کجا تاب سخن نوع بشر را ؛ جز آنکه بود درد و غم لخت جگر را ؛ آنرا که چنین ثبت
شده ثابت به دیوان ؛ آنکس که فدا شد به رخ بدل و جان ؛ آنکس همه تن غرق بخون
با دل بریان ؛ پیراهن پر خون بکف والده آن ؛ خواهد چه باین شکل مجسم ز خداوند
با دو سبط پیمبر خداوند ؛ آن او چه خواهد عوض از همه حرمت ؛ از حضرت حق مغفرت جمله
امت ؛ ما را که … ؛ او را از کرم دست ما بهر شفاعت بهر یک
زبر خویش ؛ اند بچنان وقت ؛ او امت من گفته بخواند بچنان وقت ؛ مخفی مباد که
این طرز بیان بر رعایت مرثیه است که پیراهن پر خون بکف والده آن الخ باقی همه
مضمون تلقای منصوص مستند است فافهم و تدبر که مرثیه رحمت او چه غایت است نکته مستند
منصوص موجه مدلل مشرف و فضیلت در وی هر چند باختلاف تقریر از خامه این نامه
نهایت مناسب مقام بر آورده اند مگر این طرز بیان که بیان میشود شب ۷ ربیع الاول سنه ۱۲۸۱ هجری
بعد ادای فریضه شب قبل از دوگانه سنت فجر بر خاطر ریختند البته دیدنی و فهمیدنی و سنجیدنی
است که از کجاست فافهم و تدبر و تامل باید دانست که عبادت کردن کار عبد است
که وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ عبارت از این است این عبادت بر سه طریق است
یکی عبادت دوم عبودیت سوم عبدیت همه احکام او را از صوم و صلوة و حج و زکوة
و بیع و شرا و جمیع کارهای دنیوی موافق حکم شریعت بجا آوردن و عمل کردن

این را عبادت نام ست و تسلیم کردن اینهمه احکام را اسلام نام ست و در هر رنج و بلا
و مصیبت راضی و صابر و خوش بودن این را عبودیت گویند تا اینجا نصیب بندگان
خاص و وانتهاے اولیاست باقی ماند عبدیت این کار بس اہم و نازکتر ست که
هر بشر بنوده است که ختم این بر آن خاتم الانبیاست که عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ شان اوست
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ بیان او اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ مراد از وست فَادْخُلِیْ
فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ را مفاد اوست شرح این بپایه که فهم هر کس نرود راگر
آن هر سه تا بدیجا ها و بمقامات خود ها در کتاب ظهیر الایمان وظهیر الاسلام و
اسرار النبوت و سراج النبوت و فضائل النبوت و غیرها بقدر حصه خود و مناسب
مقامات از غائر این سینه بر آورده اند فَلْیَنْظُرْ اِلَیْهِمْ آمدم بر اصل سخن
پس توان دانست که براے هر عبادت و تعمیل احکام شریعت بر بندگان علی قدر هالیم
حکم ست و بقدر هر عبادت اجر هم موعود و مرهوست که عبادت کار عبد ست (از ینجا
بمرتبه شرف و فضیلت درود توان رسیدم که پیغمبر باید اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ
عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط یعنی خود الله و ملائکهٔ
درود میفرستند بر نبی اے مردمان که ایمان آورده اید درود بفرستید بر نبی و سلام و تسلیم
فقط پس این کار و عمل که نسبتش نبات خاص خود و ملائکه پیغمبر باید شان و مرتبه اش
بسچه غایت توان بود بجو نعمت خاص بندگان گنهگار را هم بهره مند فرمودن بتصور
توان کرد که چه پایه دارد اکنون به نکته و معنی صلوة باید رسید فهمید که ذات نمازست

و اسم ذات نماز صلوة است و بجز لفظ صلوة لفظ دیگر بر نام نماز در زبان عرب مستعمل نبوده است
و خود معلوم است که اطلاق نام شخص بر نفس او میباشد نه بر صفات او که آنرا اسم ذات
گویند مثلاً کسی را عبدالله نام است دست و پا و گوش و چشم و بینی و دیگر اعضای
بدنی او را عبدالله نخواهند گفت بخلاف اسم صفات که نام است بر که آن
صفت داشته باشد بدان نام نامزد میشود که آن نام بران صفت خاص دلالت
میکند مثلاً همان عبدالله اگر شاعر یا منشی یا طبیب هم بوده است این نام صفات بر آن صفت
خاص او اطلاق تواند شد نه بر نفس و ذات او چنانکه اسم ذات کبریا تعالی شانه الله است
و دیگر همه اسمای حسنی اسمای صفات اند مثل کریم و رحیم و غنی و جواد و غیرهم پس در هر که
همچو صفات بخشیده باشند او را کریم و رحیم و جواد توان گفت مگر معاذ الله الله
نتوان گفت که اسم ذات اوست پس ازینجا توان دانست که صلوة اسم ذات خاص نماز است
و درود را هم صلوة گویند و بجز همین لفظ خاص بر نام درود لفظ دیگر بزبان عرب
مستعمل نبوده است لاجرم صریح تر پیداست که همین درود عین نماز است و نماز عین درود
که نفس نماز درود است شرح این نکته که بدل نشیند و طبیعت قبول کند از اصل ماهیت
و صورت نماز توان دانست که بیان میشود فائده در بیان ماهیت و تصویر
صورت نماز با معان نظر و دیده دل توان دید و فهمید که تصویر صورت و نقشه
صحبت خاص شب معراج همین نماز است که ختم و تکمیل این بر درود است ازین سبب که همین
نام نامزد گردیده که صلوة عبارت ازین است پس نقشه تصویر آن صحبت خاص علی الترتیب

در ارکان نماز توان دید و سنجید که اصلش از کجاست بدانکه پس آداب حضوری شهنشاه دربار
حقیقی اول چنانست که تکبیر و تهلیل گویان به پیشگاه آن جاه و جلال آداب و تعظیم تمام بر آراست
ایستاده و همه تن بظاهر و رو یکدل را از باطن با همه هوش و حواس خم بجانب شهنشاه علی الاطلاق
تمامتر رجوع و توجه ظاهر و باطن کرده اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الی آخره گفتن و بر غیرش هم نظر کرده روی
دل را هم بر غیرش فرود آوردن بعد ازین تسبیح و حمد و ثنای شهنشاه گفتن و این حمد و ثنا را تقدیم
کلام گردانیدن بکمال مقتضای آداب بارگاه پیشگاه سلاطین است که مفهوم معنی سُبْحَانَکَ
اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ الخ ازین مقام خبر میدهد که همین تسبیح و تهلیل و تحمید و تعوذ و تمام حمد و ثنا
که از لوازم آداب آن دربار اعلی است درین جمع است بعد ازین دست بسته مؤدب و برو
راست ایستاده هیچ جانب بچشم ظاهر و باطن ندیدن و خیال نکردن و تعظیم خم شدن و سجده
سر بر زمین نهادن و آخرکار بعد ادای تمام مراسم ادب و تعظیم از غایت تفقد خسروانه حکم
نشستن یافتن و زانوی ادب ته کرده بصد ادب و حیا سر فرو کرده و زانو در بر و نشستن
و بشرف همکلامی مشرف شدن و در هر مقام ارکان از قیام و قعود و رکوع و سجود از حمد و
تکبیر و تسبیح و تعظیم مناسب هر مقام حسب آداب عینه آن دربار اعظم از دل و زبان گفتن
این ره صلوة نام است که ختم این بر صلوة است و صلوة همین را و دوست فافهم و تدبر
که حقیقت و ماهیت و معنی و مرتبه این صلوة چیست و از کجاست و ابتداء نماز بسوره
فاتحه که بمعنی بر حمد و رحمت است در هر رکعت تقدیم و التزام است تعلیم الهام این سوره
خاص است بعد ازین تیمّناً و تبرکاً که ضم کردن اندکے از کلام ربانی یعنی آن سه آیه و سوره که

فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ اینهمه آیین و مراتب و مقامات آداب آن دربار اعظم از غایت
کرم تعلیم به بندگان خاص ست و دستور ست که هر کرا بشرف حضوری آن بار مشرف میفرمایند اول
تعلیم مراسم آداب آن دربارها و مقدم میباشد پس تعلیم این قوانین آداب آن دربار مخصوص
بمسلمانان و حکم مؤکد به تعمیل این گویا اجازت خاص بنابر حضوری باریابی آن دربار اعظم
تاکید و تحکم تمامتر ست که شارع را تحکم و جبر بتارک الصلوٰة میرسد که گفته اند ع ورفتانی
بستم میرسد ازینجاست که فرق میان کافر و مومن همین صلوٰة را گفته اند و تارک لعمدا
کافر گفته اند که مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ عَمَدًا فَقَدْ كَفَرَ پس این صلوٰة یک لفظ خاص ست
که حفظ آداب حضوری آن دربار حقیقی مراد ازین ست همین حفظ مراتب آداب آن دربار
حقیقی اگر بجا آورد ترجمه اش بمحاورات اهل عجم نمازست و اگر بجانب حبیب خود صلی الله
علیه وسلم رجوع کردنش بزبان عجم درود ست پس این فرق در تلفظ نماز و درود
محض بنابر فهم و ادراک بزبان عجمیان ست در عرب همین یک لفظ صلوٰة بهر دو مقام مستعمل ست
لاجرم در مصحف عزیز که بتواتر تمامتر احکام متواتر بتاکید صلوٰة وارد اند پس از لفظ صلوٰة اگر
هر دو معنی در هر دو مقام مراد گرفته شوند بجای خود می باید و هیچ فساد و نهی واقع نمیشود بلکه زیاتر
و احسن مینماید و خود صریح ست که در التزام نماز درود لازم ترست که هر دو باهم دگر لازم و ملزوم اند
پس از همین جا مرتبه درود توان دید آمدم بر بیان حال سخن اکنون واضح تر و مفصل
بدیده دل بملاحظه در کار ست تا آنجا صورت نماز بیان کرده بودم که آن نمازی حاضر
دربار خاص بعد تقدیم تمام مراتب آداب دربار آخر بحکم تشریف نشستن به پیشگاه جاه و جلال

تشریف شد و نعمت همکلامی یافت پس درین مقام مفسرین کریمه ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ
قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی چنان می نویسند که دران جلسهٔ صحبت قرب خاص معراج
ابتدای کلام تلقای حقیقی همین بود که اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ ملاحظه رود
که لفظ صلوة از جانب عبد بجانب معبود تقدیم دارد و بعده ابتدای سخن از طرف معبود
بجانب عبد بلفظ سلام است که اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ
از جانب این رحمت مجسم در چنین حال چنان رقت هم بهت مرحومهٔ خود فراموش نشده که
میفرماید اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ که گرمیان شاهد حال شهادت بر خاتمه میشد
که اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ باالجمله
بعینه نقشه تصویر صحبت معراج بالاتفاق منقول است اکنون ترقی تشریف خلعت خطاب
و انعام نعمت که برین مزید است ملاحظه کردنی و فهمیدنی و دل نهادنی بلکه دل دادنی
است که درهمین صحبت حکم بالتزام صلوة خاص هم معنی درود موکد است که صلوة تشهد
عبارت ازین است کَمَا هُوَ مَعْلُوْمٌ وَمَشْهُوْرٌ پس اینجا مرتبهٔ درود توان دید که
سنجید که او کجا است پس اصل و بنای ترکیب ترتیب ارکان صورت صلوة نماز این است
که صلوة بر حبیب و لفظًا و حرفًا و معنًا بآن توام است پس آنهمه فضائل درود که کتب
مبسوطه و نص قرآنی بتصریح آن مملو است ازین مقام باید دید نصیبه از ان خلوت
صحبت شب معراج برای هر مسلمان همین صلوة مکتوبه است که نماز و درود هر دو معنی
بهمین یک لفظ صلوة مراد است دلیل فرضیت مامور بودن آن همین نص قطعی صریح تر است

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ازین ست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمین صلوٰۃ را معراج مومن فرمودہ است اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ای مومن نا فہم لحاظ کن کہ بطفیل آن صدر نشین مَقْعَدِ صِدْقٍ چہ نعمت قرب خاص درین باب صلوٰۃ یافتہ و اخترا کہ قدر این ندانی و بغفلت گذرانی حسب حال خود در صلوٰۃ

مردم ز مکافات گنہ می ترسند ∴ ما را ز عبادت ہمہ خوف و خطر ست ∴ زیرا کہ گنہ را چو گنہ دانستم ∴ خود توبہ کنم نظر بعصیان اگر ست ∴ ور توبہ نشد نصیب باہم خیر ست ∴ یعنی کہ ہنوز بر گنہ ہم نظر ست ∴ لیکن ز عبادتی بغفلت کہ مراست ∴ ترسم کہ گنہ بہ بندگی مستتر ست ∴ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ بر رویم ∴ روی دل من بکر کسی دگر ست ∴ برربی خیر ہمچو جرأت بدروغ ∴ و بیہم دانم کہ جملہ دراخبر ست ∴ وین طرفہ غضب کہ طاعت این ادانم ∴ زین نیز بتر کدام عصیان دگر ست ∴ چون ہمچو گناہ اعبادت دانم ∴ گر توبہ کنم کہ خبط دیگر بسر ست ∴ این مورد عَنْ صَلٰوتِہِمْ سَاھُوْنَ ست ∴ زین وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ بقرآن خبر ست ∴ ای واے ظہیر گر نمازت اینست ∴ بی تا بگناہت چہ سد الحذرست ∴

خاتمہ

سُبْحَانَ اللّٰہِ آنکہ از ازل اصل فطرت و خلقت و طینت واز ین صفات جسم خاکی مذکور منزہ و مستثنٰی است کہ ہمہ تن نور مجسم بود چنانکہ منصوص ست و مذکور شد بلکہ بہ تمثیل نور شمع و نبودن سایہ جسم نوری از روے آیہ نور نص قرآنی بمنزلہ مشاہدہ رسید و دیگر کہ برعایت پردہ بشری و حفظ آداب شریعت چنان حال و قال بود کہ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

پس وگر نوع بشر را که با همه صفات بشری مذکوره بالا سرشته باشند این پایه کجا نصیب
بیک جلوه از خود رفته از پردهٔ شریعت و بشریت و عبدیت برآمده خود را فراموش کرده
چها که نمی گویند و ضبط خود نمیتوانند یا رب که در عالم سکر و بیخودی ها عند الله معاف باشند مگر
عند الشرع محمدی معذور و معاف نتوانند بود که ؏ با خدا دیوانه باش و با محمد با ادب
اینجا صفت ظلوم و جهول و مناسبت ضمن عشق و بیخودی با پروانه است و آنجا از همه
صفات عامه جدا و مستثنی کرده میفرماید که مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ و نیز
بلفظ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ استثنا میکند لاجرم آن عشق را نسبت
موم با نور واضح ترست بمقام ضبط و استقلال و استقامت بکمال عقل و هوشیاری
که در تمثیل عشق سوختن و گداختن موم شمع مذکور شد همان رعایت آداب شریعت ست
وَعَبْدُهٗ بر زبان که خبر از کمال عبدیت و بندگی میدهد و بمقابلهٔ اینکه دگر ظلوم جهول
را از غایت بیخودی نسبت پروانه هست او که بسبب بیخودی ها خود را فراموش می کند
اَنَا الْحَقّ میگوید که دیوانه مرفوع القلم میباشد از آداب شریعت و پردهٔ بشریت بیرون
می آید پس ع ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا چنانچه شعر غیبی مذکوره بالا این
مفهوم را بتوضیح روشن میکند که ؎ نور شمع ست خدا موم رسول مقبول ٭ مثل پروانه تو
باشی که ظلومی و جهول ٭ شعر الحاقی ؎ گر برین شمع شدی صورت پروانه نثار ٭
بر خدا نیز فدا گشتی و هم محو رسول ٭ هم شریعت بتو حاصل ٭ طریقت واصل ٭ معرفت هم
بحقیقت بودت قرب وصول ٭ چون قربان جمیع بنی آدم از شان مصطفوی صلی الله علیه وسلم

از فرق همین مرتبه عشق هویداست و نسبت بذات خدا هر بنده را بدین معنی که هر ذره
عین اوست بچشم حقیقت بین و اِست بدین نظر هم اگر بمعنی شعر مذکوره بالا که
بنده از بندگی خدا اگر دوید نتواند که مصطفی گردد بنظر کرده آید محتوری منظر نمی آید که
اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰهُ گفته اند چنانکه محقق دهلوی علیه الرحمه جامع شریعت و طریقت
و فقیه و محدث مسلم الثبوت ست در شرح فتوح الغیب می آرد که آنرا که فنا و شیوه فقر
آئین ست و در علم و یقین و معرفت فرو دین ست و رفت او در میان همین جسد اماند خدا
اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰهُ انیست و شان تفریق و تخصیص حقیقت محمدی از جمله بنی نوع
انسان بدون فهم مرتبه عقل و عشق و تفریق هر دو گر به من عقل نتواند آمد و شرح و بیان عقل
و عشق و تفریق بکدیگر بس از لاجرم بجاء دیگر مخصوص بشرح و بیان عقل و عشق جداگانه
نوشته شد که اسرار عقل و عشق نام اوست البته دیدنی و فهمیدنی و سنجیدنی ست
که بکمال ایجاز و اختصار با همه جامعیت نوشته شد بتصریح این کتاب ظهیر الدین
واضح تر ست که بطبع در آمد چون هر چه مرشد کامل که بجذار ساند در زمانه حکم اعتقاد دارد و کتب چند
ارباب حالات و مقامات مثل فتوحات و فصوص الحکم و عوارف و احیاء العلوم که بعبارت عربی اند فقیه
و دشوار فهم اند هر چند بعضے را ترجمه فارسی و اردو هم مثل قول الجمیل آورده اند الا الفاظ و عبارت
و معنی لفظی اگر بفهم هم در آید تا مضامین آن و تعمیل آن بر خواطر عامیان نا بلد چنان دشوار میباشند
که مشکل و انسته تعمیل آن توجه کمتر می کنند و آنقدر شوق و محبت کجا که همه دشوار یها از طور
صحبت آسان تر نماید که شوق و در هر دل که باشد رهبرے در کار نیست بدینوجوه این طریق سوا از تسهیل

ازار باب نا نہ تا سلوک میاند چون مغز ہمہ کارہا محض محبت ست و بس و محبت بدل
پیدا شدن باختیار خود نمی باشد کہ گفتہ شدہ اختیاری محبت او نیست ؛
تا کہ خود جذبہ ازان سو نیست ؛ آدمی را مجال و قابو نیست ؛ این سعادت
بزور بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ؛ چون محبت ازلی را با بنی تمام
خلق عالم عموماً و با بنی آدم خصوصاً بہر حال تقدیم ست کہ ہمین محبت ازلی سبب
پیدایش این خلق شدہ است کہ می فرماید حدیث قدسی کُنْتُ کَنْزًا
مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ملاحظہ رود
کہ اینجا لفظ اَحْبَبْتُ آمدہ است غَضِبْتُ وَشِئْتُ وَاَرَدْتُ وَقَصَدْتُ
نیامدہ است و تخصیص تقدیم این محبت ازلی با ہر مومن مقدم و مسلم علی قدر حال
از نص یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ و از آیہ کریمہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ
پیداست و آخر کار ختم و تکمیل این محبت بر تبعیت حبیب اوست صلی اللہ علیہ
وسلم کہ می فرماید قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
واز تاثیرات جذب محبت مسلم ست کہ پرتو آن ہر دو طرف برابر می باشد پس
ہرگاہ تقدیم و سبقت آن محبت ازلی در دل ہر مومن مسلم شد لا محالہ
پرتو آن محبت ازلی در دل ہر مومن ثابت کہ ہمان محبت را ایمان نام ست
کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ وہمین دانہ محبت درین مزرع دنیا خرمن عاقبت ست
پس ہرگاہ این تخم محبت ازلی در دل ہر مومن علی قدر ایمانہ ثابت و

متحقق ومسلم شد باز او را بمرشد هادی کامل که وجود آن در زمانه حال محال است چه حاجت ماند کسے شوق در رهبر دل که باشد رهبرے دیگر نیست ؛ بدین معنی ضرور تر شد که هر مومن بجذب محبت ازلی ولی کامل شده بجذا رسیده باشد که رهبر کامل یعنی محبت ازلی از ازل با او توام است حال آنکه چنین نیست که مراحل دور افتاده اند لاجرم سببش همین است که آن محبت مخفیه ازلی را که بر مسند چار بالش صدر هر مومن خفته است بیدار نمی کنند همین که بیدار شد محبوب حقیقی بیکدم و بیکقدم رسید چون بحکم همان محبت ازلی خانهٔ این سینه مه بدست محبت افتاد کتابے عجیب مرتب شد که نامش ظَهِيرُ الدِّيْنِ بالامر قوم است و ظَهِيرُ الإِسْلَام تاریخ تصنیف او است چون مثل کتب مذکورهٔ سابقین عبارت و مضامین او دشوار فهم و عسیر العمل نبوده اند هر عامے بلید الفهم که سطرے ازان ملاحظه کند امید از خدا است که بدون ملاحظه بالاستیعاب ضبط خود نتواند و بعد ملاحظه اش که محبت خفته اش یقینی بیدار می شود تا بهر حالے که باشد امید از خدا است که آن همه مشکلهاے این راه این قدر بر او آسان شود که بیکدم و یک قدم بمنزل مقصود تواند رسید زیرا که اینهمه دشوار یهاے مجاهدات تا همان زمان است که آتش محبت چون آتش در سنگ خفته و خفیه است همین که بیدار شد همه دشواریها آسان تر شد مجاهدات عشاق در عشق معشوقان مجازی که بدیدهٔ دیگران بس مشقت و تعب و دشوار مے نماید نگا

بہمین محبت بر خواطر عشاق این قدر آسان تر میباشد کہ اگر ہزاران کوہ بلا
بر سر آید ہیچ خبر و پرواہ و غم ندارند بلکہ ازان مستلذ و می شوند و ہر قدر کہ
مصائب و مشقت بطلب معشوقان مجازی زیادہ تر لذت آن زیادہ تر فکیف کہ
در حقیقت کہ گفتہ اند ے ترا خواہم نخواہم رحمتت گر امتحان خواہی ٭
در رحمت برویم بند و در ہاے بلا بکشا ٭ پس اول براے سلوک این راہ
محبت را استوار کردن مقدم ست و این بدین چنین کتاب خود بخود
حاصل بعد ازین منزل مقصود زیر قدم ست و عمل کردن و فہمیدن مضامین
کتب مبسوطہ متقدمین کہ دشوار تر می نماید آسان تر می شود لہذا این کتاب
اسرار النبوت کہ ثانیاً الحال بنام فضائل النبوت تبدیل
کردہ وجہ تبدیل نام در دیباچہ نوشتہ شد ہمین جا ختم کردہ بہ تکمیل مسودہ
کتاب مذکور اوقات فرصت وقت صرف کردن اولی تر بود تا مہلت وقت
رائیگان نرود کہ گفتہ اند و در سفتہ اند ے مَا فَاتَ مَضیٰ وَمَا سَیَاتِیْکَ فَاَیْنَ قُمْ
فَاغْتَنِمِ الْفُرْصَۃَ بَیْنَ الْعَدَمَیْنِ چون ہادی کامل الی اللہ بخز محبت منیف
و تخم محبت الٰہی در زمین دل ہر مومن از ازل انداختہ اند کہ میفرماید وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ وحدیث شریف چنین وارد ست کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ
لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ پس سر سبز شدن این تخم محبت در مزرع زمین دل درکار ست
و سر سبزی تخم در زمین بدون آب ریزی دشوار ست پس براے آب دہی

همین نخل محبت که در مزرع دل کاشته اند و چشم و چشمه از ازل ساخته اند له می فرماید أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ وصورت آب کشی ازین هر دو چشمه از دلو و رسن هر دو لب و زبان ست که می فرماید وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ و آب این هر دو چشمه اشک انابت و ندامت ست و طریق آب کشیدن ازین دلو و رسن لب و زبان دوام ذکر خدا بر زبان ست وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وصورت تکمیل ذکر ورد تلاوت قرآن وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ و التزام صلوٰة ست اُتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۤءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ و صورت حاصل کردن شغف خاطر در تلاوت قرآن که بناے اصل محبت ست بس اہم ضرور ست لهذا اگر زیر رساله دیگر از خامهٔ این سیه مه برآورده اند که به نیت انتفاع عام امید اجر اخروی مع رسالهٔ تطهیر الاسلام در طبع مطبع اوده اخبار بکرر در آورده به ثمن بس قلیل بهر وقف عام کرده شد که نامش ترغیب الفرقان ست مَنْ اَرَادَ الْاِطِّلَاعَ

عَلَيْهِ فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهِ وَالسَّلَامُ خَتْمُ الْكَلَام

تباختمه

خاتمة الطبع

اب ملاحظه کنندگان مضامین معجزنما کو ملاحظه فرمانا چاہیے کہ اس کتاب کے اول مطبوعہ غرۂ رجب المرجب ۱۳۱۲ هجری میں پندرہ وجہیں موجہ تالیف اس کتاب کی لکھی ہیں کہ وہ نسخۂ اول بعد طبع اور اشاعت اور پسندیدگی اور

تسلیم اور اتفاق سب خواص و عام نعین اور عاملین اور عدم اعتراض اور ایراد احدہما کے پانچ برس تک چھاپہ ہوکر تمام عالم مین شائع ہوا اور کبھی کسی نے سواے تسلیم اور تحسین کے کچھ انکار اور تردید نہین کی کہ سر صفحہ اول ٹیٹل کتاب مین مرقوم ہو اُس تاریخ مذکورہ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ ہجری تک جسقدر مؤلف کتاب نے اسکی تحقیق اور تدقیق اور اہتمامہاے بلیغ واسطے اتفاق راے فریقین اور دفع اختلاف بین المسلمین کے اور رفع نزاع ہمدگر اور جمع بین القولین مین کوششین کین وہ سب صورتین بمقام بیان سبب انطباع مکرر اس کتاب مین صفحۂ دوم سے تا صفحۂ ۵ ۴ واضح تر لکھدیے ہین کہ ملاحظہ صفحات مذکورسے معلوم ہوسکتا ہی بعد اسکے اس مضامین متفق علیہ فریقین اور اصلاح ذات البین کی تائید اور تقویت اور ترقی رواج دوام مین اہل مطبع نے بھی بہت کوششین بلیغ کین کہ اس سے بالاتر باقیات صالحات اور حسنات اور ثوابات جاری ودامی واسطے ہر کوشش کنندہ کے بقدر سعی وکوشش ہو نہین سکتا اب اس جگہہ اسکا معجزۂ تازہ یہ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ اہل مطبع شب و روز اسی فکر و تلاش مین مستغرق تھے ہی کہ بحسب اتفاق ایک کتاب مجموعۂ اوراد مؤلف کی واسطے تحقیقات اسناد مسبعات عشر کے مطبع مین درکار ہوئی اُس کتاب کی جو پشت ورق سادہ آخر پر نظر گئی تو مؤلف کے دست و قلم کی لکھی ہوئی ایک خواب مؤلف کی از قبیل رویاے صادقہ

بقید وقت اور تاریخ مع تعبیر نظر پڑی کہ ایسی خواب کوئی بتکلف اور تصنع
نہین بنا سکتا بفرض اگر مؤلف کتاب کا برعایت سخن پروری و تائید قول خود
ایسی خواب بہ تصنع بھی بناتا تو بالضرور اوسکا ذکر نسخۂ اول مطبوعۂ غرہ رجب المرجب
سنہ [illegible] ہجری مین منجملہ پندرہ وجوہ مندرجۂ رسالۂ اول واضح تر اور صراحت تمام سے
لکھتا اور اپنے عقیدہ کا درباب ترویج مولود شریف مؤید قوی قرار دیتا کہ تاریخ
رویت خواب کی تاریخ تالیف نسخۂ مطبوعۂ اول سے قریب ۷ برس کے پیشتر
ہی اسی سبب سے شاید مؤلف کتاب کو ہنگام تحریر مسودۂ اول و ترمیم مسودۂ
ثانی مین یاد نہ رہی کہ ایسے اذکار عبادت کاملہ کا فراموش کروا دینا اہم ترین
کار شیطان کا ہی بعد تکمیل ترمیم مسودۂ ثانیہ کے شاید مصنف کو یاد آگئی
یا وہ صفحۂ اخیر کتاب مجموعۂ اوراد کا مؤلف کی نظر پڑ گیا کہ بعد تکمیل مسودۂ
ترمیم ثانی اُسکے صفحۂ ۵۳ کے اخیر مین اس خواب رویائے صادقہ کا ذکر
مجمل لکھکر بسبب تنگی صفحہ کے صفحات آخر کتاب مطبوعہ پر بمقام خاتمۃ الطبع حوالہ
کیا ہی لہذا اہل مطبع کو اُس رویائے صادقہ کا بالفاظہ و عبارتہ چھاپنا ضرور تر ہوا
اس سے صریح ثابت ہی بلکہ ہدایت اور حکم اور بشارت ہی کہ اسکے رواج کو
ضرور ترقی اور تقویت دینا چاہیے کہ منتہاے خیر العبادات ہی مگر
بعض افراط و تفریط جو خلاف شریعت اور سوء آداب عوام لاعلم نے
بسبب نافہمی کے ترقی دی اور مزامیر و موسیقی کو بھی دخل دینا شروع کیا

اور جانب التباس رسم ہنود کی بھی رعایت نرہی و عین روز ماتم روز وفات
دوا ربیع الاول کی تخصیص وہی اور روایات بھی اکثر غیر مستندہ مجہول
زمانۂ جاہلیت کے خصوصاً عذاب والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
خاص اُسی شب معراج مین حضرت کو بُلا کر دکھانا اور سب اصحاب السعیر کا عذاب
ببرکت قدوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موقوف ہوجانا اور ایسے مضامین کو
اس صحبت عید میلاد شریف مین درضمن بیان شرائف آن حضرت صلعم
با وازبلند پکار پکار مجلس عام مین بیان کرنا ملاحظہ ہو کہ کون صورت عبادت
کی پائی جاتی ہی اسکو جو کوئی شارع بنظر سوء ادب اور خلاف وقعیت بدعت
سیئہ سمجھکر کے منع کرے اُسکے وجوہ ممانعت کو نہ دیکھو اور ایکبارگی وہابی گویان
اُسکی تکذیب اور تکفیر اور تردید اور ابطال مین رسائل تالیف کر کے چھپواتے پھرد
یہ کون صورت انصاف کی ہی لہذا مؤلف اس رسالہ نے یہ سب اطراف وجوانب
ملحوظ رکھکر اور ہر مضمون کو موجہ اور مستند لکھکر اُسکے جواز کی جانب کو بلطف تمام
قوت دی ہی کہ مطبوع اور مسلم ہر فریق امامیہ و حنفیہ اور مانعین اور عاملین کا ہی
یہان تک کہ اعانت اور امداد اور تائیدات اور بشارتیں اور پیروی اس دین محمدی
کی ازجانب حضرت عیسی علیہ السلام از روے نص قرآنی اور احادیث نبوی اس نبوت
سے باسنا د قویہ بیان کی ہی کہ سوائے ہر فریق اسلام کے منصفین نصاری بھی
اتفاق بلکہ استحسان کر سکتے ہین ایسا نعم البدل مولود شریف متفق علیہ ہر فریق

البتہ بدون تائید الٰہی کے نہیں متصور ہر پس وہ تائید الٰہی اور ہدایت غیبی وہی رویاے صادقہ ہو کہ محض بہدایت الٰہی دست و قلم مولف سے اہل مطبع کے نظر آگئی کہ اسکو ذیل مین بلفظہ نقل کرتے ہین کہ اسکے اندراج کیواسطے تکمیل طبع مین موانع انواع کے ایسے واقع ہوے کہ ایک سال کی دیر ہو گئی کہ شروع انطباع سے صفحۂ ٹیٹل مین ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۱ ہجری قوم ہو اب بحسب اتفاق ہنگام اختتام نوبت ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۲ ہجری مطابق ماہ اپریل سنہ ۱۸۷۵ء کے پہونچ گئی پس وہ رویاے صادقہ بحکم اجازت اور بشارت مولود شریف کے یہ ہو۔ فانظر کیف کان کذا

نقل خواب مؤلف کتاب کی کہ رویاے صادقہ بحکم بشارت اور اجازت اور ترقی رواج مجالس میلاد شریف کے ہو اسی خواب کی تعبیر سمجھنا چاہیے کہ مؤلف کتاب سے اس مضمون کی کتاب جامع و نافع متفق علیہ اور پسندیدہ ہر فریق مرتب ہو کر بعد پسندیدگی اور اشاعت خاص و عام کے اب تکمیل طبع مکرر کی ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۲ ہجری روز دوشنبہ مین نوبت پہونچی

عبارت رویاے صادقہ بدست و قلم مؤلف کے

بالفاظہٖ وعبارتہٖ نقل کی جاتی ہے

شب ششم رجب المرجب ۱۳۰۷ہجری شب چہار شنبہ عجب بشارتم نمودند یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بعجب عالم دیدم کہ ہمان وقت میلاد شریف واقع شدہ در پیراہن حریر پیچیدہ در آغوش کسیکہ نشستہ بودند دیدم کہ در تمام زمین وآسمان عجب جلوہ ہاے نور متراکم وعجب عظمت وشان ست وچنان معلوم شد کہ ملایک باادب جمع اند وآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بر افلاک بمشاہدہ حق مے برند دران حال بردلم چنان ریختند کہ بطرف دہان مبارک لحاظ باید کرد کہ بمژدہ مشاہدہ حق چہ قدر متبسم وشگفتہ وشادان ست پس آن خندہ شکرین تبسّم نما وشگفتگی چہرۂ مبارک آن چنان پیش نظرم مے گردد کہ من دانم دو مرتبہ متواتر حرکت لب مبارک بہ تبسم دیدم کہ صورت پیش نظر ست ہمان وقت درود گفتن آغاز نہادم کہ چشم کشادم؁

از جانب مطبع

ہمچو رویاے صادقہ کہ محتاج تعبیر نمی باشد مگر بعد ازین کہ کتاب سراج النبوت و فضائل النبوت واسرار النبوت نعم البدل مولود شریف واسرار کربلا کہ از خامہ مؤلف برآمدہ دقت این مطبع شدہ مایۂ اشاعت خاص وعام گردیدہ چنان مطبوع طبائع ہر فریق گردید کہ بفرمایشات متکاثرہ نوبت طبع دو بارہ وسہ بارہ رسید بہ تعبیر ہمین خواب توان دانست از ینجاست کہ این کتاب چنانکہ بچشم دوستان واہلدلان گلزار ست ہمچنان بچشم حاسدان خار ست کہ گفتہ اند ؎ ہنر بدیدۂ حاسد بزرگتر عیب ست * گل است

سعدی ودر چشم حاسدان خارست * ایشم یکے از شرائف وبرکات این کتاب است کہ
عبادات الٰہی بنظر شیاطین وشعاع شمس تابان پیش خفاش کی پسند وتحسین تواند بود
ازینجاست کہ یکے از ہیچو حاسدان جاہل مطلق بے استعداد محض از مردمان عوام بازاری حرف
شناس اُردو ناخواندہ محض ہیچو وتردید وابطال وانکار چنین کتاب مقدس وسند و
منصوص در اُردو نوشتہ است جوابش جز این چہ تواند بود کہ ۵ شور بختان بآرزو خواہند شد
مقبلان از زوال نعمت وجاہ * گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ * راست خواہی ہزار
چشم چنان * کور بہتر کہ آفتاب سیاہ * کاش اسکی تردید یا ابطال کی وجوہ معقول اور منصوص از روے آیات و
احادیث عالمانہ یا سوالات استفساری برای دفع شبہات کوئی عالم منصف بلا تعصب لکھتا تو عین
مدعا اور درخواست مؤلف کی تھی کہ ہدایت پذیر ہو کر تسلیم کرتا یا دفع شبہات سائل اور کتاب کی
اصلاح کرتا کہ اسی نیت سے دو ہزار نسخہ اشاعت عام کرکے چھ برس تک انتظار جواب کرکے نوبت طبع
مکرر کی پہونچی نہ کہ حاسدانہ اور جاہلانہ بیتکلف بطور مصنف کتاب فحش بک کر اپنا جوہر ذات ظاہر کرتا
کہ اگر حکام وقت تک پہونچایا جاوے تو وہی جواب کتابی ہو اور مؤلف مہذب اور متین کے نزدیک
ایسے جہلاے بازاری قابل التفات اور خطاب کے ہو سکتے ہیں کہ ۵ آدمی را اگر سگے بگزد * آدمی را گزیدنش
نسزد * کہ جوابش بچوب میباید * کار سگ کی ز آدمی آید

خاتمة الطبع - الحمد للہ والمنة کہ کتاب برکت انتساب ذخیرۂ معرفت موسوم بہ اسرار النبوت بوفور خواہش
خریداران بار سوم مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بعلو ہمت جناب منشی پراگ نراین صاحب
مالک مطبع موصوف بماہ ستمبر سنہ ۹۶ء بصد حسن وخوبی حلیہ طبع سے آراستہ ہوئی۔

شبیہ احمدی - سراپائے حضور قبول کا
بیان از جمال الدین حسن خان -
مثنوی زائر - دعوت کرنا اسلام کا قبائل
قریش کو از نواب شیر علیخان -
اظہار الحقیقت - جسمیں سوال وجواب
فرقہ وہابیہ کے مذکور ہیں -
دوازدہ مجلس مسمیٰ بہ ریاض الازہار از
مولوی محمد قمر الدین گوپاموی
دہ مجلس منظوم - معرکۂ کربلا -
عمدۂ مخزن - مصائب کربلا از حکیم نصیر الدین خان
عطر نبوت - از نواب محمد مردان علی خان
رموز القرآن - اوقاف قرآن کا بیان
آثار محشر منظوم ذکر علامات قیامت
کلید کا ستارہ - حالات قیامت بہشت
و دوزخ از مولوی عباس علی -
قیامت نامہ و بہشت نامہ از
مولوی فیاض الحق -

قیامت نامہ مسمی بہ آئینۂ دستور از مولوی
شمس الدین احمد -
تحفۂ درود - ملقب بہ خیر الکلام از مولوی
منظور احمد -
رسالہ کسب الانبیا - از مولوی ظہور الحق
مجموعۂ توشۂ عقبیٰ - وردو وظائف اسماء
الٰہی و اسمائے رسالت پناہی مذہب امامیہ
مجموعۂ نود و نہ نام - باریتعالی شامل ہیں
رسالہ (۱) دعائے مغنی (۲) قصیدۂ
بردہ (۳) قصیدۂ بانت سعاد (۴)
قصیدۂ غوثیہ (۵) دعائے سریانی (۶)
قصیدۂ حضرت یونس -
انوار محمدی - مع نقشہ شجرۂ فرق قادریہ
و جبریہ وغیرہ از مولوی محمد امیر اکبرآبادی
شرح چہل حدیث - از مولوی امیر علی
فالنامۂ یوسفی - مؤلفہ منشی محمد یوسف
مولد حسنین - ولادت معطیہ مؤلفہ محمد یوسف علیشاہ